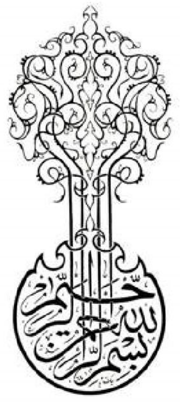
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری گزارشات

● فروغِ نعت میں اشاعت کے لیے اردو فارسی اور دیگر مقامی زبانوں میں لکھی گئی معیاری، حمد و نعت اور رمناقب کی پذیرائی کی جاتی ہے۔

● نعتیہ ادب سے متعلق، تاریخی، تحقیقی اور تنقیدی مقالات کی اشاعت بھی ہمارے اولین مقاصد میں سے ہے۔علمی انداز میں لکھے گئے مستند اور باحوالہ مقالات کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

● نعت گو شعرا اور نعت خوان حضرات کے تعارف، ان سے مکالمہ اور ان کے فن پر نقد ونظر پر مشتمل سنجیدہ اور شائستہ تحریروں کو بھی خوش آمدید کہا جاتا ہے۔

● نعتیہ ادب سے متعلق کتابوں پر تبصرہ ہمارا ایک مستقل موضوع ہوگا،تبصرہ کے لیے کتاب کی دو کاپیاں آنا ضروری ہیں۔

● غیر مطبوعہ تخلیقات اور تحریروں کو اہمیت دی جائے گی۔

● ادارہ کو کسی بھی تخلیق یا تحریر کے شائع کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں مکمل اختیار حاصل ہوگا

● قارئین کے نقد و نظر اور آرا پر مشتمل خطوط مجلہ کو بہتر سے بہتر بنانے میں معاون ہوا کرتے ہیں۔ہمیں آپ کی آرا کا شدت سے انتظار رہے گا

● تمام تحریریں فل سکیپ کاغذ پر ایک طرف صاف تحریر میں یا ٹائپ شدہ بذریعہ ڈاک ارسال کریں۔ایم ایس ورڈ اور ان پیج فائل کی صورت میں تحریروں کی سافٹ کاپی بذریعہ ای میل ارسال کریں۔

تخلیقات اور مقالات ارسال کرنے کے لیے پتا:

دفتر فروغِ نعت بالائی منزل، سادات ماربل ورکس

چھوئی روڈ اٹک شہر (پنجاب) پاکستان

ای میل ایڈریس:

faroghenaat@gmail.com

فون نمبرز: 0321-5100151,03475100111,03364069899

Web: http://faroghenaat.com

بنک الفلاح اکاونٹ نمبر: 55725000332781 برانچ کوڈ: 5572

انٹر نیشنل بینکنگ اکاونٹ نمبر: PK25ALFH5572005000332781

سہ ماہی فروغ نعت اٹک

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

5

جولائی تا ستمبر = 2014ء

ضلع اٹک سے شائع ہونے والا اولین معیاری نعتیہ ادب کا ترجمان مجلہ

مدیر

سید شاکر القادری چشتی نظامی

=: اراکین افتخاری :=

- صاحبزادہ سید منظور الکونین اقدس
- صاحبزادہ سید فیض الحسن ہمدانی
- صاحبزادہ جمیل الدین احمد
- صاحبزادہ ساجد نظامی

=: مجلس تحریر و مشاورت :=

- ڈاکٹر ریاض مجید، فیصل آباد
- ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی
- ڈاکٹر شہزاد احمد، کراچی
- پروفیسر ڈاکٹر احسان اکبر اسلام آباد
- ڈاکٹر عبد العزیز ساحر اسلام آباد
- ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، اسلام آباد
- ڈاکٹر طاہر مسعود قاضی، اٹک

=: بہ اشتراک :=

اکادمی فروغ نعت اٹک   پاکستان قرأت و نعت کونسل

القلم ادارہ مطبوعات اٹک پاکستان

=: معاونین :=

سید محمد ریحان الحسن گیلانی

=: مجلس منتظمہ :=

توقیر احمد، اٹک	احمد اشفاق خان، اٹک
سید مہر حسین بخاری، اٹک	عرش ہاشمی، اسلام آباد
محمد شاہد الرحمن، اسلام آباد	شاعر علی شاعر، کراچی
فرخ منظور، لاہور	راجہ نعیم اختر، راول پنڈی
فرح اسد علی، پشاور	سمیعہ ناز لیڈز، یو کے

=: سرکولیشن :=

انعام الحق لاہور: 03338774812

شعبان نظامی لاہور: 03334693170

زر اشتراک

فی شمارہ	:	150/- روپے
خصوصی اشاعت	:	200/- روپے
سالانہ	:	500/- روپے

سلکِ دُرَر

حمدِ ربِ جلیل	:	ڈاکٹر ریاض مجید	6
اے ارضِ فلسطین	:	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	7
نعتیہ قصیدہ	:	مولانا قاسم نانوتویؒ	9
چھوٹ ان پر ثناء کی پڑ گئی	:	ڈاکٹر ریاض مجید	12
اگر بہ او نہ رسیدی	:	ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر	13
وظیفہ صل علی کا صباح و شام کیا	:	راجا رشید محمود	16
کراں سے تا بہ کراں آستاں عجب مہکار	:	ڈاکٹر کرنل محمد حامد	17
فرش و سقف و گنبد و مینار میں کیا کچھ نہیں	:	مشتاق عاجز	18
مہ آمنہ ترے نور سے مری ظلمتوں کو ضیاء ملے	:	عرفان محمود عرفی	19
سلجھا مرے نصیب کا دھاگا مدینے میں	:	علی یاسر	21
جب اُفق پر صبح کا منظر کھلا	:	جنید نسیم سیٹھی	22
وجودِ ارض و سما ہے حضور کا صدقہ	:	فیض رسول فیضان	23
دل سے جو نکلتی ہے مرے، آہ رسا ہو	:	سید عابد علی	24
نعتیہ دوہے	:	مشتاق عاجز، خاور چودھری	25

کاروانِ نعت کے حُدی خوان

(خصوصی اشاعت برائے محفلِ نعت اسلام آباد)			29
سید ہجویر نعت کونسل (تعارف و کارکردگی)	:		112

تبصرہ کتب

اردو نعت پاکستان میں (ڈاکٹر شہزاد احمد)	:		122
عرفان و عقیدت (ابراہیم حسان)	:		123

انتقاد و تاثرات

قارئین کے خطوط (نقد و نظر)	:	قارئین فروغِ نعت	125

حرفِ تمنا

الحمدللہ ”فروغ نعت“ اپنے نورانی سفر کے پانچویں پڑاوٴ پر ہے۔ آغاز سفر میں ہی ہم نے اپنے مقاصد اور اہداف کا تعین کرلیا تھا۔ ہماری کامیاب پانچویں اشاعت اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم جانب منزل بڑھتے چلے جارہے ہیں۔

اس شمارہ میں ”کاروانِ نعت کے حدی خوان“ کے عنوان سے ایسی ایک انجمن پر خصوصی اشاعت شامل ہے جو مدحت سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ کے لیے کوشاں ہے۔ فروغ نعت کی اگلی اشاعت خصوصی طور پر قصیدہ بردہ شریف سے متعلق ہوگی جس میں فروغ نعت کی تحریک پر لکھے گئے قصیدہ بردہ شریف کے اردو، پنجابی منظوم تراجم، شرح اور دیگر تحقیقی مضامین شامل ہوں گے۔

مستقبل میں ”تحریری طرحی نعتیہ مشاعروں“ کا اہتمام بھی فروغ نعت کے پیش نظر ہے۔ اس ضمن میں ضروری اعلان موجودہ اشاعت میں کردیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نعت گو شعراء کا تذکرہ/ ڈائریکٹری کی تدوین بھی ہمارے آئندہ اہداف میں شامل ہے اس سلسلہ میں بھی موجودہ شمارہ کے آخر میں ایک کوائف نامہ دیا گیا ہے اور شعراء سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس کوائف نامہ کو مکمل کر کے بطور نمونہ کلام اپنی نعتوں کے ساتھ ادارہ کو ارسال فرمائیں۔

فروغ نعت اپنے قارئین اور اہل علم حضرات کا شکر گزار ہے کہ وہ علمی، ادبی، مالی اور قیمتی آراء کی صورت میں خوب سے خوب تر کی جانب سفر میں ہمارے شانہ بشانہ ہیں۔ ”انتقاد و تاثرات“ کے عنوان تلے شائع ہونے والی قارئین کی آراء سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے اس سیکشن میں قارئین کی بھرپور شمولیت اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر شمارے کا بنظر غور مطالعہ کیا جاتا ہے تاہم ضروری نہیں کہ ادارہ بھی ان تمام آراء سے متفق ہو۔ تنقید ایک مثبت عمل ہے اور اس سے فن کو جلا ملتی ہے لیکن تنقید جب تحقیر کی حدود میں داخل ہوجائے تو اس سے فن کی کوئی خدمت نہیں ہوتی بلکہ نقد و نظر کا تقدس بھی مجروح ہوتا ہے اور صاحبان فن کی حوصلہ شکنی بھی۔ ہماری قارئین سے استدعا ہے کہ وہ نقد و نظر کرتے وقت دامن احتیاط کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ امید ہے کہ حسب سابق موجودہ اشاعت بھی اہل علم حضرات سے داد پائے گی۔

المنتہ للہ ولرسولہ الکریم وصلی اللہ علیہ وآلہ والتسلیم

سید شاکر القادری چشتی نظامی

حمدِ ربِّ جلیل

جب سے ترا ریاضؔ ثنا گر ہے نور کا
ہر حرفِ نعت اس کا، سمندر ہے نور کا

اے ربِّ ذوالجلال تری رحمتوں کی خیر
ہر زاویہ خیال کا، پیکر ہے نُور کا

ہمراہِ فن رہی ہے فضیلت قدم قدم
ساتھ آسماں نما کوئی شہپر ہے نُور کا

سو کہکشائیں تیرے تصور کی گردِ راہ
حدِ نگاہ تک کوئی منظر ہے نور کا

آسودگی فزا ہیں تہجد کی ساعتیں
جو اشک حُب نما ہے وہ مظہر ہے نُور کا

لفظوں کی آنکھ، اس کی تجلی سے فیض یاب
جو اصل ہر ضیا ہے، جو مصدر ہے نُور کا

ترے کرم اُس کا قلم مہ نژاد ہے
جب سے ترا ریاضؔ ثنا گر ہے نُور کا

ڈاکٹر ریاض مجید

اے ارضِ فلسطیں!

ڈاکٹر ارشد محمود ناشادؔ (اسلام آباد)

آمادۂ وحشت ہوا پھر کُفر کا لشکر
فرعون صفت ، غاصب و بے داد وستم گر
مفسد ہے ، جفا پیشہ ہے ، ظالم ہے سراسر
پاکیزہ زمیں تیری بنی حشر کا منظر
بارود کی بُو پھیل چکی ہے ترے گھر گھر
ہر ذرہ ترا خونِ شہیداں سے ہوا تَر
ویرانی نے ڈھانپا ہے ہر اِک منظرِ رنگیں
دیوار و در و بام ہوئے ہیں ترے غمگیں

اے ارضِ فلسطیں!

جنت سے بھی پاکیزہ زمیں ہوگئی مسموم
ملبے میں دبے چیخ رہے ہیں کئی مظلوم
مکتب ہوئے نابود ، مقابر ہوئے معدوم
شیروں سے جواں نقدِ جوانی سے ہیں محروم
بے گور وکفن خون میں لتھڑے ہوئے معصوم
پیروں پہ بڑھاپے میں کُھلا ظلم کا مفہوم
دہشت سے ہوئیں لرزہ براندام خواتیں
رُلتے ہیں ترے لعل و جواہر، مہ و پرویں

اے ارضِ فلسطیں!

طاغوت سرِ عام ہے سرگرمِ بغاوت

معصوم ، نہتّوں پہ وہ ڈھائی ہے قیامت
پامال ہوئی منبر و محراب کی عزّت
ٹوٹی ہے رسولوں کی زمیں پر وہ مصیبت
خاموش ہے اس ظلم پہ کس طرح سے خلقت
اے ملتِ اسلام! کہاں ہے تری غیرت
شورش پہ کمربستہ ہوا دشمن لا دیں
ہیں اس کی حمایت میں زمانے کے شیاطیں

بر ارضِ فلسطیں!

ہر سمت تباہی ہے ، قیامت کا سماں ہے
شعلوں میں گھرے لوگ،فضاؤں میں دھواں ہے
فریاد ہے،چیخیں ہیں، دُہائی ہے،فغاں ہے
ظالم کے شکنجے میں نحیفوں کا جہاں ہے
اس ظلم پہ خاموش زمانے کی زباں ہے
اے مسلمِ خوابیدہ! ترا جوش کہاں ہے؟
غفلت میں ہیں کیوں ظلم پہ اب تک ترے شاہیں!
پامال ہوئے سارے دساتیر و قوانیں

بر ارضِ فلسطیں!

”اے خاصہ ٔ خاصانِ رُسل ، وقتِ دعا ہے
اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے“

☆☆☆

قند مکرر

غیر منقسم ہندوستان کے متبحر عالم، تحریکِ دیوبند کے سرکردہ قائد اور دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ان کا جذب و کیف میں ڈوبا ہوا یہ شہرہ آفاق نعتیہ قصیدہ ان کی محبت رسول پر شاہد ہے۔ اس قصیدے کے اشعار بعض ایسے مسائل کے حل کی نشاندہی کرتے ہیں جنہیں دورِ حاضر میں متنازعہ بنادیا گیا ہے۔

گو کہ یہ قصیدہ قبل ازیں کئی بار اشاعت آشنا ہو چکا ہے تاہم حصولِ برکت کی نیت سے بطور قند مکرر اسے فروغِ نعت کے صفحات کی زینت بنایا جارہا ہے تاکہ نئے لکھنے والوں کو اس سے مہمیز بھی ملے اور بین المسالک ہم آہنگی کو بھی فروغ حاصل ہو۔

نہوئے نغمہ سرا کس طرح سے بلبلِ زار
کہ آئی ہے نئے سر سے چمن چمن میں بہار

ہر اک کو حسبِ لیاقت بہار دیتی ہے
کسی کو برگ کسی کو گل اور کسی کو بار

خوشی سے مرغِ چمن ناچ ناچ گاتے ہیں
کفِ ورق سے بجاتے ہیں تالیاں اشجار

نزاکتِ چمنستاں بیان کیا کیجیے
کہ صنعِ حق کے تئیں دیکھ عقل ہے بیکار

کہاں زمین کہاں یاسمین و لالہ و ورد
فلک بھی گرد ہوا دیکھ کر چمن کی بہار

زمین و چرخ میں ہو کیوں نہ فرق چرخ و زمیں
یہ سب کا بار اٹھائے وہ سب کے سر کا بار

کرے ہے ذرہ کوئے محمدی سے خجل
فلک کے شمس و قمر کو زمین لیل و نہار

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی
زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار

فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانی احمد
زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار

نثار کیا کروں مفلس ہوں نام پر اس کے
فلک سے عقد ثریالوں دے اگر وہ ادھار

ثنا کر اس کی فقط قاسم اور سب کو چھوڑ
کہاں کا سبزہ، کہاں کا چمن، کہاں کی بہار

جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار

کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نورِ خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار

جہاں کہ جلتے ہوں پر عقلِ کل کے بھی پھر کیا
لگی ہے جان جو پہنچیں وہاں مرے افکار

جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کے کہوں کہ جہان کے سردار

تو فخر کون و مکاں، زبدۂ زمین و زماں
امیر لشکر پیغمبراں شہِ ابرار

خدا ترا تو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار

تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نورِ شمس گر اور انبیا ہیں شمس نہار

حیات جان ہے تو ہیں اگر وہ جان جہاں
تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدا الآثار

جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بہ وجود
قیامت آپ کی تھی دیکھیے تو اک رفتار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

گرفت ہو تو ترے ایک بندہ ہونے میں
جو ہو سکے تو خدائی کا اک تری انکار

بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار

جو دیکھیں اپنے کمالوں پہ تیری یکتائی
رہے کسی نہ وحدت وجود کا انکار

تو آئنہ ہے کمالاتِ کبریائی کا
وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوۂ دیدار

کہاں بلندی طور اور کہاں تری معراج
کہیں ہوئے ہیں زمین آسمان بھی ہموار

جمال کو ترے کب پہنچے حسن یوسف کا
وہ دلربائے زلیخا تو شاہد ستار

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا مرتبہ تیرا کسی نے جز ستار

جو آئینہ میں پڑے عکس خال کا تیرے
تو رشک مہر کا ہوجائے مطلع الانوار

خوشا نصیب یہ نسبت کہاں نصیب مرے
تو جس قدر ہے بھلا میں برا اسی مقدار

گناہ کیا ہے اگر کچھ گناہ کیے میں نے
تجھے شفیع کہے کون گر نہوں بدکار

اگر جواب دیا بیکسوں کو تو نے بھی
تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسمِ بیکس کا کوئی حامیٔ کار

دیا ہے حق نے تجھے سب سے مرتبہ عالی
کیا ہے سارے بڑے چھوٹوں کا تجھے سردار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا ترے سوا غم خوار

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ ومار

اڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضے کے آس پاس نثار

مولانا قاسم نانوتوی

چھوٹ اِن پر ثنا کی پڑ گئی ہے
الفاظ کی گرد جھڑ گئی ہے

ہستی ہوئی معتبر نظر کی
جس دن سے حرم پہ پڑ گئی ہے

کھُل کر نہیں دیکھ پائے روضہ
دہلیز پر آنکھ گڑ گئی ہے

ہے صلِّ علیٰ کا وِرد کیا خوب
اَنفاس میں جان پڑ گئی ہے

نسبت ہے ازل نہاد اُنؐ کی
اَرواح تک اِس کی جڑ گئی ہے

یہ غیر ذی زرع، وادیٔ جاں
زمزم کے بغیر اُجڑ گئی ہے

اُن جالیوں سے پرے ہوئے ہیں
یا جسم سے جاں بچھڑ گئی ہے!

اے خیرِ کثیرؐ! جلوہ گر ہو
دنیا کی ہَوا بگڑ گئی ہے!

ہے منتظرِ اشارۂ رحم
جان آ کے لبوں پہ اَڑ گئی ہے

یلغار ہے بادِ واپسیں کی
ہستی کی طناب اُکھڑ گئی ہے

ہو لطف، ریاضؔ پر کہ اُس کو
دنیا کی ہوس جکڑ گئی ہے!

ڈاکٹر ریاض مجید، فیصل آباد

اگر بہ اوؐ نہ رسیدی

یہ کائنات ابھی عالم خیال میں تھی
حریمِ ذات کے معنی ابھی کُھلے بھی نہ تھے
خیالِ حُسن تمنا کا کچھ نشاں بھی نہ تھا
ہر اک وجود سرشتِ وجود میں گم تھا
کوئی بھی چیز حقیقت نہ بن سکی تھی ابھی

یہ حرف وصوت کے موسم عدم میں رہتے تھے
یہ حسنِ عالم امکاں کہاں نکھر پاتا
جو لفظ اپنے ہی اندر الجھ گئے تھے کہیں
وہ حسنِ وحدتِ مطلق کی کیا خبر لاتے؟

فضائے وقت طلسمِ خیال میں گم تھی
کئی زمانے اسی خواب میں گزرتے رہے
ازل سے دور زمان وزمین سے بھی پرے
کسی نے کنز کا گھونگھٹ اُلٹ دیا آخر

حریمِ ذات کے معنی کھلے، تو ایسے کھلے
کوئی حجابِ من و تو رہا، رہا نہ رہا
خیال خواب میں ڈھلتے گئے تو آخرِ کار
وجودِ واجب و مطلق نے خواب اوڑھ لیے
طلسمِ موسمِ جاں میں عجب بہار آئی

وہ ذاتِ حسنِ تمنا کا استعارہ بنی
تو لفظ حسنِ معانی سے ہمکنار ہوئے
وجودِ ذات کے لمحے نکھر نکھر سے گئے
فضائے دہر محمدؐ سے مشکبار ہوئی
جبینِ صبحِ سعادت کا بھید کھلنے لگا
ازل کے روز بھی گم تھی ہر ایک شے اس میں
ابد کے روز کا وہ آخری سہارا ہوا

وہ ایک شخص جو سوچا گیا تھا صدیوں میں
وہ ایک نام کہ نسبت جسے اُجالوں سے
سبھی صحیفے اسی نام سے معطر ہیں

وہی ہے عالمِ انساں کا ملجا و ماوا
اسی کے لفظ زمانے میں بے مثال ہوئے
اسی کی بات جو باتوں کا اعتبار ہوئی

اسی کا نام ہر اک درد کا مداوا ہوا
اسی کی ذاتِ مقدس ہے زندگی کی دلیل
سبھی زمانوں کا وہ آخری حوالہ ہے

وہی نگاہِ محبت میں اول و آخر
اسی کے نور سے روشن ہے وادیِ سینا
یہ سب زمینیں اسی کے جمال میں گم ہیں
یہ سارا گنبدِ افلاک بھی حصار میں ہے
ہر ایک شخص اسی سے وقار کا طالب
ہر ایک شخص اسی کے کرم کا خواہاں ہے

کوئی جو بچ کے چلے اس سے کس طرح وہ چلے
وہ اک نمونۂ کامل ہے ہر کسی کے لیے
وہ ایک شخص کہ جس کی نظیر مل نہ سکے
وہ ایک شخص کہ جس کا کوئی شریک نہیں

وہ اپنی ذات میں واحد مرے خدا کی طرح

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر، اسلام آباد

وظیفہ صلِ علیٰ کا صباح و شام کیا(۱)
تو میری حاضری طیبہ نے دوام کیا

نمازِ اقصیٰ کا اک یہ بھی تو تخصص تھا — تمام نبیوں نے سرکار کو امام کیا
گئے جو خلوتِ خالق میں ایک رات نبی — تو صحنِ قصرِ ملاقات میں خرام کیا
قعود میں جو درود و سلام پڑھنا تھا — قعود کرنے کی خواہش ہی میں قیام کیا
فرشتے اپنی اس اچھائی کے بنے شاہد — جو ہم نے نعت کی محفل کا اہتمام کیا
ہمارے پاس بھی اک نسخۂ محبت تھا — سنائیں نعتیں تو رضوان کو بھی رام کیا
یہ اپنا ذوقِ عقیدت ہی تھا کہ جس کے سبب — نبی کے غیر کی تعریف کو حرام کیا
حضور پاک نے بندے کو دی بہشتِ بریں — انا کے قصر کا جس نے بھی انہدام کیا
جو آنکھ نم تھی وہاں حاضری کی باتوں پر — تو طیبہ جانے کا مالک نے انتظام کیا
عمل تو جیسے بھی میرے تھے ربِ عالم نے — کیا جو نعت کا شاعر تو نیک نام کیا
شروع جن سے تھی تخلیق سب عوالم کی — انھی پہ رب نے نبوت کا اختتام کیا
اسے تو خواب پریشان کن نہیں آیا — نبی کو جس نے بھی سوتے ہوئے سلام کیا

خدا نے نعت گو محمود بے نوا کو بھی
دیا وقار تو سرکار کا غلام کیا

راجا رشید محمود، لاہور

۱تہنیت النساء تہنیت کے مصرعے ''یہی تو عمر دو روزہ میں ایک کام کیا'' پر لکھی گئی نعت

کراں سے تا بہ کراں آستاں عجب مہکار
کبھی کھلی ہے کبھی ہے نہاں عجب مہکار

حضورِ پاک کے سب امتی معطر ہیں
مدینہ پاک ہے عنبر فشاں عجب مہکار

جہاں بھی اہلِ محبت کے کارواں خوشبو
جہاں پہ نکہتِ ایمانیاں عجب مہکار

سحر اجالے میں اس کو لپیٹ کر لائی
مدینہ پاک سے ہوتی عیاں عجب مہکار

احد کی سمت جو لوٹا کبھی دھیان مرا
بکھیری خونِ شہیداں نے یاں عجب مہکار

میں نعت لکھتا رہا چومتا رہا رو کے
یہ میرا ہاتھ یہ آنسو دہاں عجب مہکار

ہے فیض آپ کے در کا بلا گماں حامدؔ
کہاں یہ نعت کہاں میں کہاں عجب مہکار

ڈاکٹر کرنل محمد حامد، اسلام آباد

نعت نما

فرش و سقف و گنبد و مینار میں کیا کچھ نہیں
صحن چمنستان سبز آثار میں کیا کچھ نہیں

پھوار رحمت کی، شفاعت کی مہک، رنگ عطا — برز میں جنت نشاں گلزار میں کیا کچھ نہیں
راحتِ روح و بدن اور تازگی انفاس کی — مصطفیٰ کے سایہ دیوار میں کیا کچھ نہیں
داغِ عصیاں نور کی رم جھم میں ڈھلتے ہیں یہاں — سجدہ گاہ قدس کے انوار میں کیا کچھ نہیں
اک سلیقے سے ذرا دست طلب پھیلائیے — دیکھئے تو دامن سرکار میں کیا کچھ نہیں
دو جہاں کی نعمتوں سے جھولیاں بھر لیجئے — سرور کونین کے دربار میں کیا کچھ نہیں
اتباع سنت ختم الرسل کی شرط ہے — امتی کے طالع بیدار میں کیا کچھ نہیں
چلتی پھرتی ، بولتی تفسیر قرآں آپ ہیں — آپ کے کردار میں گفتار میں کیا کچھ نہیں
فکر کی پاکیزگی ، بالیدگی ، تابندگی — وردِ اسمِ احمدِ مختار میں کیا کچھ نہیں
رشکِ جنت ہے بہ فیض چشمۂ عشقِ نبی — کچھ نہ تھا پر اب دل بیمار میں کیا کچھ نہیں
مثل مہر و ماہ و انجم ہم نشیں ہیں آپ کے — صاحبو! ان ثابت و سیار میں کیا کچھ نہیں
آپ کی سیرت کے سانچے میں ڈھلے،گودی پلے — آپ کے ہاتھوں بنے شہکار میں کیا کچھ نہیں

نعت کہیے نعت کے اسلوب میں عاجزؔ اگر
بہر بخشش نعت کے اشعار میں کیا کچھ نہیں

مشتاق عاجزؔ، اٹک

مہِ آمنہؑ! ترے نور سے مری ظُلمتوں کو ضیا ملے
اُسے آرزوئے بہشت کیا جسے تیرے گھر کا پتا ملے
شہِ دو جہاںؐ! مرے علم و فن ترے پائے ناز کی دھول ہیں
مجھے کائنات میں جُز ترے کہاں مثل صلِّ علیٰ ملے
مرے دلرباؤں کے دلرباؐ! تری دید جس کو نصیب ہو
اُسے ہر دفعہ ترے حُسن میں کوئی زاویہ ہی نیا ملے
تری چشمِ ناز کی خیر ہو! میں تو ردِّ خلق ہوں صاحبؐ!
جو تری نظر میں سما سکے مجھے کوئی ایسی ادا ملے
مجھے سَو جنم بھی اگر ملیں تو نہ یارِ غارؓ سا ہو سکوں
مرا ایسا بخت کہاں جسے ترے گیسوؤں کی ہوا ملے
وہ عمرؓ کہ جس سے زمانے بھر نے عدالتوں کا سبق لیا
مجھے اُس کا جاہ و جلال بھی تری ٹھوکروں میں پڑا ملے
وہ ترا غنیؓ! کہ جو بے مثال سخاوتوں کی مثال تھا
مجھے اُس کا سر بھی حیا کے بوجھ سے تیرے در پہ جھکا ملے
درِ شہرِ علم و فنونؓ کو مرا دست بستہ سلام ہو
کہ وہ جس کے فیض سے میرے جیسوں کو علم و فن کی قبا ملے

میں بلالؓ سا کہاں تجھے سرِ ریگ گرم پکارتا
میں وہ خوش نصیب کہاں جسے تجھے چاہنے کی سزا ملے

میں تو یہ کہوں اُسے بخت سے ملی کائنات کی سروری
جسے تخت و تاج کو چھوڑ کر تری چاکری کا مزا ملے

کسی اور شے میں کہاں ملے وہ جو لُطف تیری طلب میں ہے
مجھے ہو تمنّائے حُور کیا ترا بوسۂ کفِ پا ملے

شہِ مہوشاںؐ! تری خیر ہو ذرا بخت میرا بھی دیکھنا
کہاں مجھ حقیر کے سلسلے تری چشمِ ناز سے جا ملے

تری بخششوں میں کلام کیا! شہِ دو جہاںؐ! ترا شکریہ
اُسے اور کیا ہو طلب جسے ترا اِسمِ ردِّ بلا ملے

مرے شاہؐ! میری بساط کیا، تری گردِ پا جو میں چُھو سکوں
مجھے تاج ور جو ملے یہاں ترے خادموں کے گدا ملے

اے مرے مدینۂ آرزوؐ! بڑی رِفعتوں کا مقام ہو
ترے شاعروں کے ہجوم میں جو مجھے بھی تھوڑی سی جا ملے

عرفان محمود عرفی۔۔۔اٹک

سلجھا مرے نصیب کا دھاگا مدینے میں
سویا میں اپنے گھر میں تو جاگا مدینے میں

ہر سمت سے حضور کی آنے لگی مہک
ہمراہِ شوقِ دید جو بھاگا مدینے میں

کتنے ہی نوریوں کی جبینیں تھی سجدہ ریز
ماحول خلد کا مجھے لاگا مدینے میں

اس خاکِ پائے سیدِ والا کے عشق میں
میں نے جہان سارا ہی تیاگا مدینے میں

ہوں معصیت میں ڈوبا نہایت سیاہ کار
لے جا خطِ غریب تو کاگا مدینے میں

اب تک جو وقت گزرا سو گزرا دمِ فراق
اے کاش وقت ہو بسر آگا مدینے میں

موقع ملے تو میں بھی سناؤں گا ایک دن
جو نعتیہ کلام ہے گا گا مدینے میں

علی یاسر،اسلام آباد

جب اُفق پر صبح کا منظر کھلا
مجھ پہ تیری رحمتوں کا دَر کھلا

پھر چلی آئی مدینے سے نسیم
پھر مرے اِدراک کا شہپر کھلا

یوں مہک اُٹھے مرے دیوار و دَر
رہ گیا ہو جس طرح عنبر کھلا

جب پڑھا نامِ محمدؐ پر درود
ایک نُوری در مرے اندر کھلا

ناخنِ الطافِ حضرتؐ کے طفیل
مجھ پہ ہر اِک عُقدۂ بے سر کھلا

جھک گیا فرطِ عقیدت سے فلک
جب عُلوئے گنبدِ اخضر کھلا

ہے نوا سنجی مری، تیری عطا
تیری مدحت سے مرا جوہر کھلا

جب چلی بادِ کرم میری طرف
کشتیٔ اظہار کا لنگر کھلا

اشک برسانے لگی چشمِ حزیں
جیسے بندِ غم کوئی یکسر کھلا

بہ گئی سب کاوشِ حرف و بیاں
رہ گیا اظہار کا دفتر کھلا

جنید نسیم سیٹھی، راولپنڈی

وجودِ ارض وسما ہے حضور کا صدقہ
لطیف آب وہوا ہے حضور کا صدقہ

درِ بہشت بھی خود ہی حضور کھولیں گے
گُلِ مراد کھِلا ہے حضور کا صدقہ

جو کچھ بھی ہم کو ملے گا، اُنہی کے صدقے سے
جو کچھ بھی ہم کو ملا ہے حضور کا صدقہ

مرے کلام کی تاثیر، دین ہے اُن کی
مرا یہ سوزِ نوا ہے حضور کا صدقہ

ہماری شامتِ اعمال بڑھ گئی لیکن
کریم ہم پہ خدا ہے حضور کا صدقہ

میں فلسفے کے خم و پیچ سے ڈروں کیسے
نصیب راہِ ہُدیٰ ہے حضور کا صدقہ

حضور قبلہء حاجات ہیں دو عالم کے
کفیل ہر دو سرا ہے حضور کا صدقہ

وہاں وہاں پہ کرم کی ہے انتہا فیضانؔ
جہاں جہاں پہ بٹا ہے حضور کا صدقہ

فیض رسول فیضانؔ ۔گوجرانوالا

دل سے جو نکلتی ہے مرے، آہ رسا ہو
تاثیر سے بھرپور ہر اک حرفِ دعا ہو

آسائش دنیا کی طلب ہے نہ تمنا
بس ایک غمِ ہجر مدینہ ہی عطا ہو

منزل ہو فقط اس درِ اقدس کی غلامی
مقصودِ دل و جان فقط اس کی رضا ہو

ترسوں تو ترے در کی فضاؤں کو میں ترسوں
ہر حال مرا رنگ مدینہ میں ڈھلا ہو

چہرے پہ سجی گردِ سفر ہو مرے، عابدؔ
اور دیدۂ نمناک میں طیبہ کی گھٹا ہو

سید عابد علی شاہ، اسلام آباد

نعتیہ دوہے

کب دیکھا سنسار نے اس جیسا گُنوان
جس کی ایسی ماتا گُن گائے رحمٰن

مانا میت امیت نے صادق اور امین
ان کے کرموں کارنے پھیلا دین مبین

باجا اس کے دین کا ڈنکا چاروں اور
کٹ گئی ریناں جھوٹ کی پھوٹی سچ کی بھور

چار دشائیں واشنا چار دشائیں نور
شرک نے بادھا بوریا کفر ہوا کافور

چھائی میگھا پریم کی رس کی پڑی پھوہار
چھم چھم برسیں رحمتیں شانت ہوا سنسار

گھر گھر پھیلی شانتی آنگن آنگن چین
جوت جگی انصاف کی بھاگی ظلم کی رین

کم زوروں کے وار سے ٹوٹے لات منات
حق نے بازی جیت لی باطل کھا گیا مات

بندھ گئے سچ کی ڈور سے نربل اور بلوان
آ گئے ایک قطار میں نردھن اور دھنوان

پہنچایا توحید کا دنیا کو پیغام
آقا کے اخلاق سے بیری ہو گئے رام

ڈالے سیدھی راہ پر بھولے بھٹکے لوگ
چھٹ گئے بادل پاپ کے مٹ گئے جی کے روگ

مشتاق عاجز، اٹک

پُروا پائے واسنا، چندا پائے نُور
اسود سورج بانٹتا، حبشی تورا طُور

ڈاچی توری بیٹھتی، انصاری ہو گنوان
بھکشو توری باٹ کا، ہر جگ کا دھنوان

پون جھکورے کھیلتے، تورے در کی اور
چندا رَمتا ڈھونڈتا، پاؤں تُرے میں ٹھور

تورے شہر کی دُھول میں، مورے من کا چین
بھور بھئے ہو راتری، میں چوموں نعلین

جوت جگائی آپؐ نے، وہ بھی بجھتی جائے
ہردے کالا ناگوا، ہر پل پھن پھیلائے

میرے منوا چھپکلا، پُن کی مٹی ڈال
اکھین موری لاکڑی، آج مجھے نا ٹال

توری اُمّت ماکھڑی، لوہو نیر بہائے
پُن کی مالا جاپتی، بھیتر پاپ کمائے

احمد، حامد، مصطفیٰ، خوشبو جیسے نام
فاتح، حاشر، مرتضیٰ بھر دے میرے جام

خاور چودھری، اٹک

کاررَوانِ نعتؐ کے حُدی خوانؐ

خصوصی اشاعت برائے محفل نعتؐ اسلام آباد

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

حسن ازل انسان کی نگاہوں سے مستور ہے پر اس کی چاہت فطرت انسانی میں ازل سے ودیعت کر دی گئی ہے۔شاعر اپنے خیالوں میں اسی حسن ازل کے پیکر تراشتا اور انہیں اظہار میں لاتا ہے۔شاعر کی یہ کوشش تب ثمر آور ہوتی ہے جب وہ حسنِ ازل کے مظہر اتم سے رعنائی خیال کشید کرے اور اسی کو اپنا اظہاریہ بنائے۔نعت گوئی نہ صرف اس رعنائی خیال کا کامل اظہاریہ ہے بلکہ عبادت بھی ہے اسی بنا پر اس میں بہت زیادہ احتیاط و ریاضت کی ضرورت ہے۔شعراء کو اس ابدی سعادت کی ترغیب دینا اور اس کے جملہ تقاضوں سے آگاہ کرنا ''فروغ نعت'' کے ان مقاصد میں سے ایک ہے جن کا اظہار ہم نے اولین شمارہ کے حرفِ تمنّا میں کیا تھا۔

اس مقصد کے حصول کے لیے طرحی اور غیر طرحی نعتیہ مشاعرے جہاں ترغیب و تحریص کا سامان پیدا کرتے ہیں وہاں ان کے ذریعے صحت مند مسابقت کا جذبہ بھی پروان چڑھتا ہے۔اس قسم کے مشاعروں کا انعقاد کرنے والی تنظیموں کے ذریعہ جہاں نو آموز شعراء کو نعت گوئی کی تحریک و تربیت میسر آتی ہے وہاں داد و تحسین کے ذریعے ان کی حوصلہ افزائی کا سامان بھی فراہم ہوتا ہے۔

جب کہ کہنہ مشق اور پختہ کار شعراء کا کردار ایک مشفق مربی، ماہر استاد اور معتدل نقاد کا سا ہوتا ہے۔ ایسی تنظیموں کی افادیت کے پیش نظر فروغ نعت نے روز اول سے ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کی مساعی جمیلہ کو اپنے قارئین تک پہنچانا اپنے فرائض میں شامل کر رکھا ہے چناں چہ زیر نظر شمارہ میں ''کاروان نعت کے حدی خوان'' کے عنوان سے خصوصی اشاعت ایسی ہی ایک انجمن کے مبارک سفر کا قدم بقدم تذکرہ ہے۔

محفل نعت اسلام آباد گذشتہ پچیس سال سے مصروف عمل ہے۔ اس عرصہ میں اس کے زیر اہتمام حیرت انگیز تسلسل کے ساتھ ہر ماہ نعتیہ مشاعروں کا انعقاد ہو رہا ہے۔ جن کی تعداد تین سو سے تجاوز کر چکی ہے۔ یقیناً سرورِ کونین ﷺ کی مدحت سامانی کا یہ پرنور سفر تا قیامت جاری رہے گا۔

محفل نعت اسلام آباد کے عہدیداران ڈاکٹر احسان اکبر، عرش ہاشمی، شاہ محمد سبطین شاہجہانی، سید آصف اکبر، سید محمد حسن زیدی حافظ نور احمد قادری، عبد الرشید چودھری اور جملہ اراکین اس جشنِ سیمیں کے موقع پر ہزارہا مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جن کے دم سے اسلام آباد جیسے ہنگامہ پرور شہر کی فضائیں نعت کے پرکیف نغموں سے قلب و روح کی آسودگی کا سامان فراہم کر رہی ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست

محفل نعت اسلام آباد کے بارے میں اس خصوصی اشاعت کے علاوہ موجودہ شمارہ میں ''سید ہجویر نعت کونسل لاہور'' کا مختصر تعارف بھی دیا گیا ہے جو معروف نعت گو شاعر اور محقق جناب راجا رشید محمود (مدیر ماہنامہ نعت، لاہور) کی زیرِ سرپرستی مدح رسول کائنات کے باسعادت عمل میں مصروف ہے۔ اور یہ انجمن بھی اس بات کی مستحق ہے کہ فروغ نعت کی آئندہ کسی اشاعت میں اس پر خصوصی گوشہ شائع کیا جائے۔ فروغ نعت کو ایسی انجمنوں کے کام کا بھرپور اعتراف ہے اور ان شاء اللہ وقتاً فوقتاً ان کی مساعی سے اپنے قارئین کو آگاہ کرتا رہے گا۔ امید ہے موجودہ خصوصی اشاعت علمی و ادبی حلقوں میں سراہی جائے گی۔

خذف ہوں اور جواہر کی کائنات میں ہوں
زہے نصیب کہ بزم فروغِ نعت میں ہوں
(سجاد حسین ساجد)

مدیر

فہرست

==============================

o	محفل نعت اسلام آباد۔۔۔ایک تاثر	ڈاکٹر محمود الرحمن	32
o	محفل نعت کے قیام کا پس منظر	محمد سبطین شاہجہانی	36
o	مدحت سرکار کا مبارک سفر	عرش ہاشمی	39
o	محفل نعت؛ آئینۂ مہ وسال	عرش ہاشمی	48
o	محفل نعت؛ پہلے سالانہ نعتیہ مشاعرہ کی روداد	عرش ہاشمی	71
o	جشن سیمیں کے موقع پر پچیسویں سالانہ نعتیہ مشاعرہ کی روداد		77
o	بیس سال مکمل ہونے پر منظوم خراج تحسین	محمد سبطین شاہجہانی	81
o	پہلی سالگرہ پر اہل علم کے تاثرات		83
o	بیس سال کی تکمیل پر علامہ بشیر حسین ناظم کا تہنیت نامہ		88
o	جشن سیمیں کے موقع پر اہل علم کے تاثرات		89
o	محفل نعت؛ عہدیداران؛ تعارف وکلام		100

==============================

محفلِ نعت اسلام آباد۔۔۔ایک تاثر

ڈاکٹر محمود الرحمن

سابق صدر، شعبہ دفتری اردو: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

عربی زبان کا سہ حرفی لفظ (نعت) ظاہری شکل وصورت میں جتنا مختصر ہے معانی ومطالب کے لحاظ سے اتنا ہی وسیع وہمہ گیر ہے یوں تو اس کے لغوی معنیٰ ''تعریف وتوصیف'' کے ہیں۔ یہ لفظ ایک ایسی ذات گرامی ﷺ کی صفاتِ بیکراں کے اظہار کے لیے مخصوص ہو گیا ہے جن کی توصیف میں ساری کائنات ہمہ تن مصروف ہے۔ اس سہ حرفی لفظ کا اوجِ مقدر دیکھیے کہ عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں اسے عام لغوی معنی میں استعمال کرنے کی جرأت نہیں کی جاسکتی اور جب اصطلاحی معنی میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے تو آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں، سر احترام وتقدس کے جذبے سے جھک جاتے ہیں، لب تھرتھرا اُٹھتے ہیں اور قلوب آدابِ پیمبر ﷺ کے جملہ اسرار و رموز سے سرشار دکھائی دیتے ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کا صدقہ ہے کہ نعت کے ایک ننھے سے لفظ کو آفاقی عظمت وسربلندی حاصل ہو گئی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ نعت گوئی کی تحریک کہاں سے شروع ہوئی۔ اس تقدس آمیز کام کا آغاز کس نے کیا۔ کس نے اوّل اوّل حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت بیان کر کے اس صنفِ سخن کو جلا بخشی اور نعت گوئی کے لیے روشنی فراہم کی اگر بغور دیکھا جائے تو نبی اکرم ﷺ کی

تعریف وتوصیف کی ابتدا خود خالق ارض وسمانے کی ہے۔قرآن حکیم میں ایک دونہیں متعدد ایسے مقامات ہیں جہاں رب العزت عزّوجل نے آنحضورﷺ کی مدحت بیان فرمائی جیسے ایک محبوب والہانہ انداز میں اپنے محبوب کے گن گاتا ہے۔

کہیں ’’رحمۃً للعالمین‘‘ کہہ کرآپ کی صفاتِ حسنہ کا اظہار کیا گیا ہے کبھی ’’خلق عظیم‘‘ کے الفاظ میں آنحضور کے ارفع واعلی کردار کی ترجمانی کی گئی۔کہیں ’’سراجاً منیراً‘‘ کا لقب دے کرآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیاء بارہستی کو دائرہ نور میں لایا گیا اور کبھی یہ فرما کرکہ

’’جن کو تمھارے ضرر کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمھاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے) بالخصوص ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔‘‘(القرآن)

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کریمانہ طبیعت،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دردمندانہ خصلت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیکراں شفقت اور بے پایاں مہربانی کے اوصاف حمیدہ گنوا دیئے گئے۔ سورۃ توبہ کی یہ آیات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت نہیں تو اور کیا ہے؟

رب العالمین نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گن ہی نہیں گائے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ خیر کو ابد الا آباد تک کے لیے عظمت وسربلندی کا مقام دیا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

’’اور ہم نے آپؐ کے ذکر کو رفعت وبلندی عطاء کردی۔‘‘

گویا خالق کائنات نے فرما کر صاحب لولاکﷺ کی ذات وصفات سے متعلق سبھی طرح کے اذکار کو رفعت وعظمت عطاء کردی ہے۔

واضع رہے کہ ان اذکار جمیلہ میں ذکرِ ولایت، ذکرِ معجزات، ذکرِ معراج اور صلوۃ وسلام سبھی شامل ہیں اور جب تک یہ دنیا قائم ہے رسالتِ مآبﷺ کا ذکر اسی عظمت ورفعت کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ یہی وہ سرچشمۂ الٰہی ہے جس سے فن نعت گوئی کی جوئے خوش خرام نکلی ہے۔یہ وہ آفاقی مدحت ہے جو نعت گوئی کی محرک بنی ہے۔اس صنف سخن کو تاب وتوانائی آسمانی کتاب سے ملی ہے اس مقدس کام کی بنیاد خود خداوندِ قدوس نے رکھی ہے۔اور پھر اس کی عظمت وسربلندی کا کیا کہنا۔

اور پھر اس فن کی عظمت وسربلندی یوں دوچند ہو جاتی ہے کہ اسے خود سرورِ کون ومکاںﷺ

کی تائید حاصل تھی۔ وہ کس طرح؟ یہ جاننے کے لیے ہمیں تاریخِ اسلام کے اوراق الٹنے ہوں گے۔ کفار و مشرکین کے شعراء اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف جو زہر اگلتے تھے۔ اس کا جواب دینے کے لیے حضور ﷺ شعرائے اسلام کی ہمت افزائی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کعب بن مالک ؓ سے فرمایا۔

''ان کی ہجو کہو کہ اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تمھارا شعران کے حق میں تیر سے زیادہ بہتر ہے۔''

شاعر دربار رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابت ؓ بلند مرتب شاعر تھے انھوں نے ۶۰ سال جاہلیت کی تاریکی میں اور ۶۰ سال اسلام کی روشنی میں بسر کئے۔ دور جاہلیت میں یمن کے غسّانی بادشاہوں کے درباری شاعر تھے۔ اسلام لائے تو دربارِ رسالت ﷺ کے شاعر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ عرب کے مشرق جب آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے تو حضور ﷺ حضرت حسان ؓ کو مدافعت کے لیے یہ کہہ کر مامور فرماتے

''تم (مشرکوں کی) ہجو کہو بے شک جبرئیل تمھارے ساتھ ہیں۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت حساں بن ثابت ؓ کو حکم دیا!

''اَجبّ منّی (میری طرف سے جواب دو)''

پھر ان کے لیے دعا فرمائی:

''اے اللہ! روح القدوس کے ذریعے حسان ؓ کی مدد فرما۔''

قارئین کرام! غور فرمایئے کہ جس مدحتِ رسول کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہو اور جس کی تکمیل کے لیے روح القدس ؑ کی اعانت کی دعا کی ہو۔ اس صنفِ سخن کی عظمت کا کیا کہنا۔ گویا نعت نبی ﷺ کا شاعر حضرت جبرائیل کی حفاظت میں ہوتا ہے اور یہی وہ سایۂ جبرائیل ؑ ہے جو چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی نعت نبی کے پاسداروں کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہے۔ حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت کو اوصاف پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنے کے لیے جو تائید خداوندی حاصل تھی، وہ ماہ و سال کے طولانی سفر کے باوجود آج بھی نعت لکھنے والوں کو میسر ہے۔ انہیں آج بھی روح القدس علیہ السلام کی مدد بے پناہ حاصل ہے۔

موجودہ دور میں انہی شعرا میں جناب سبطین شاہجہانی بھی ہیں جو نعت گوئی کے عظیم و جلیل

ورثے کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

سبطین صاحب گذشتہ دس بارہ سال سے اسلامی مملکت پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں مقیم ہیں۔انہیں اس بات کا شدت سے احساس رہا کہ اس اسلامی شہر میں ایسی کوئی باقاعدہ محفل نہیں جہاں ذکر خیرالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو، جہاں مدحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ جہاں شعرائے کرام اللہ عزوجل کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و وآلہ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت پیش کریں، چنانچہ ان کی سرپرستی میں 1989 میں رمضان کے باسعادت مہینے میں محفل نعت کی ابتدا ہوئی۔

محفل نعت کے تحت پہلا نعتیہ مشاعرہ صدر محفل نعت جناب محمد سبطین شاہجہانی کے مکان واقع آئی ایٹ ون میں منعقد ہوا۔گویا اس بابرکت سلسلے کے قیام وآغاز دونوں کا شرف عاشق رسول جناب شاہجہانی صاحب کو نصیب ہوا۔جزاک اللہ۔

''یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا''

مقام مسرت ہے کہ ماہانہ نعتیہ مشاعروں کا سلسلہ نہایت التزام واہتمام سے جاری رہا ہے اور دارالحکومت کے مختلف گوشے اس بابرکت ذکر سے منور ہو رہے ہیں۔

اس نوع کے بارہ مشاعروں کے بعد سالانہ نعتیہ مشاعرہ 13 مئی 1990ء کو کمیونٹی سنٹر، آبپارہ اسلام آباد میں انعقاد پذیر ہوا۔اس باسعادت محفل میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے نمائندہ نعت گو شعرا نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

ایک اسلامی جذب واثر، روحانی رنگ ونور اور سرمدی سرور وکیف اس نعتیہ مشاعرے کی بدولت اہالیان دارالحکومت کو نصیب ہوا جس کے لیے محفل نعت اسلام آباد لائق صد تحسین وستائش ہے۔

مجھے ایک خوشی تو اس بات کی تھی کہ گذشتہ ایک سال سے یہاں کی ادبی وسیاسی فضا میں ثنائے محمدی بھی روحوں کو تب وتاب عطا کر رہی ہے اور اب یہ معلوم کر کے اس میں مزید اضافہ ہو گیا کہ ''محفل نعت'' کی جانب سے عنقریب ایک بروشر بھی شائع ہو گا جس میں سالانہ مشاعرے کی جملہ کاروائی بھی شامل ہوگی۔امید ہے دستاویزی حیثیت کا حامل یہ بروشر عشق نبی میں سرشار مومنوں کی طمانیت قلب کا موجب ہو گا کہ ذکر رسول خدا تو خداوند تعالیٰ کو بھی محبوب ہے۔

محفل نعت کے قیام کا پس منظر

محمد سبطین شاہجہانی

اکثر ہمیں وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلتا۔ ایسا لگتا ہے کہ پر لگا کر اڑ گیا ہو مگر بعض دن اور بعض راتیں ایسی یادگار ہو جاتی ہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کو ایک اہمیت اور منفرد حیثیت حاصل ہو جاتی ہے ایسی ہی ایک رات وہ تھی جب مارچ 1989ء رجب المرجب 1409 ہجری میں عرش ہاشمی کے گھر پر جشن معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں نعتیہ مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس مشاعرے کے اختتام پر اچانک اور غیر متوقع طور پر تنویر قادری نے عرش ہاشمی کی طرف سے ایک تجویز پیش کی کہ کیوں نہ ماہانہ نعتیہ مشاعروں کا باقاعدہ انعقاد کیا جائے اور اس مقصد کے لیے ایک نعتیہ ادبی تنظیم قائم کی جائے۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ اس سلسلے میں تنویر قادری اور عرش ہاشمی میں پہلے ہی اتفاق رائے ہو چکا تھا) بہر حال اسی وقت حاضرین نے متفقہ طور پر تجویز کو منظور کرتے ہوئے آئندہ ماہ سے نعتیہ مشاعروں کے باقاعدہ انعقاد کا فیصلہ کیا اور مجوزہ ادبی تنظیم کا نام پروفیسر کرم حیدری جو کہ اس وقت موجود تھے کی رائے کے مطابق "محفل نعت" اسلام آباد طے پایا۔

4 اپریل 1989ء کو راقم الحروف کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں عرش ہاشمی، صابر کاس گنجوی اور رئیس بدایونی نے بھی شرکت کی اور "محفل نعت" کی تنظیم کو باقاعدہ تشکیل دیا گیا جس کے مطابق محمد سبطین شاہجہانی صدر، صابر کاس گنجوی نائب صدر، عرش ہاشمی سیکرٹری اور میاں تنویر قادری جوائنٹ سیکرٹری مقرر کیے گئے۔ علاوہ ازیں ایک پانچ رکنی مجلس عاملہ بھی تشکیل دی گئی جس میں رئیس بدایونی، اقتدار الدین ساجد، عارف صدیقی، سید آل احمد رضوی اور شیدا چشتی شامل ہیں۔ اس اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ محفل نعت کے تحت ہر ماہ ایک نعتیہ مشاعرہ (باری باری مختلف شعراء کی رہائش گاہ پر) منعقد ہو گا۔ دو محفل نعت اسی ماہ یعنی اپریل 1989ء راقم الحروف کے ہاں منعقد کی جائے گی اور تمام محفل نعت کی نشستیں پیر کی شب یعنی اتوار کو بعد مغرب منعقد کی جائیں گی اور تمام محافل میں خواتین وحضرات کے مخلوط اجتماع سے احتراز کیا جائے گا۔ الحمدللہ آج بھی انہی

اصولوں کے مطابق ہم نعتیہ مشاعرے ماہانہ منعقد کر رہے ہیں اور خلوص ومحبت عقیدت واحترام اور کیف و سرور کی جو کیفیت ان نعتیہ مشاعروں میں دیکھنے میں آئی ہے وہ کم ہی دیگر تنظیموں کے اجتماعات میں نظر آتی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محفل نعت اسلام آباد کے زیر اہتمام پہلے سال کے دوران یعنی اپریل 1989ء سے مارچ 1990ء تک 13 مشاعرے ہوئے جن میں ایک خصوصی سلام کا مشاعرہ بھی شامل ہے جو محرم الحرام کے مہینے میں راقم الحروف کے ہاں منعقد ہوا۔ ان کی تفصیلات بھی اس بروشر میں پیش کی جا رہی ہیں۔

میں دارالحکومت کے ان نعت گو شعراء کے پرخلوص تعاون کے لیے تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو ہمیشہ باقاعدگی سے ہمارے نعتیہ مشاعروں میں شریک ہوئے۔ یقیناً ان کے ہمہ وقت تعاون کے بغیر ہمارے لیے اتنی بھرپور اور کامیاب نشستیں منعقد کرنا ناممکن تھا۔ یوں تو نعتیہ مشاعروں میں شرکت بھی بہت بڑی سعادت ہے مگر خصوصی طور پر مبارک باد کے مستحق وہ احباب ہیں جنھوں نے پہلے سال کے دوران نعتیہ مشاعروں کی میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ پہلے سال کے دوران تین مشاعرے ایسے احباب کے ہاں منعقد ہوئے جو خود شاعر یا ادیب نہیں مگر محفل نعت اور نعتیہ ادب میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ میری مراد جناب اقتدار الاسلام ہاشمی، جناب حافظ نور احمد قادری اور جناب سید ذاکر حسین شاہ سے ہے۔

الحمدللہ محفل نعت کو دارالحکومت کے تمام سرکاری و نجی اور دینی و ادبی اداروں کا بھرپور تعاون حاصل رہا ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے خصوصاً سالانہ نعتیہ مشاعرے کے انتظامات کے سلسلے میں اکادمی ادبیات پاکستان، اسٹاف ویلفیر آرگنائزیشن، ہاؤس آف نالج، اسلام آباد ایوان صنعت وتجارت اور مقاصد انسانیہ کی مساعی قابل ستائش ہیں۔ ہم ان تمام اداروں کے تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اور ان تمام دینی و ادبی اور سماجی تنظیموں اور انجمنوں کے بھی ممنون ہیں جنھوں نے ہمارے سالانہ نعتیہ مشاعرے کے موقع پر محفل نعت اسلام آباد کے لیے پیغامات تہنیت کے ذریعے اپنے نیک

جذبات کا اظہار کیا اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

اس کے علاوہ ہم اسلام آباد اور راولپنڈی کے صحافی دوستوں کے سرگرم تعاون کے لیے بھی تہ دل سے ممنون ہیں اور امید کرتے ہیں کہ نیکی اور خیر کو عام کرنے کے لیے یہ تعاون آئندہ بھی جاری رہے گا۔

یقین جانیے کہ محفل نعت کا مشن صرف اور صرف یہی ہے کہ اسلام آباد کے گوشہ گوشہ میں مدح وثنائے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافل منعقد ہوں اور گھر گھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور درود وسلام کے چرچے ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارادوں میں کامیاب فرمائے اور اپنی توفیقات ہمارے شامل حال فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

❁❁❁

اعلان

فروغِ نعت کا آئندہ شمارہ

قصیدہ بردہ شریف پر خصوصی نمبر ہوگا۔

اہل قلم اس سلسلہ میں اپنی تحریریں (منظوم ومنثور)

ماہ ستمبر کے آخر تک ہر صورت میں

ارسال فرمادیں۔

مدحتِ سرکار کا مبارک سفر۔ ایک جائزہ

از: عرش ہاشمی، سیکرٹری محفل نعت اسلام آباد

اللہ عزوجل کے بے پایاں کرم اور نبی کریم ﷺ کی خصوصی نگاہِ رحمت کے نتیجے میں اراکین محفلِ نعت اسلام آباد کا وہ مدحتِ دو جہاں ﷺ کا مبارک سفر جس کا آغاز اپریل 1989ء میں ہوا تھا۔ ایک ربع صدی گزرنے کے بعد آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے۔

آج ہم اس مبارک سفرِ نعت کے آغاز اور مختلف مراحل پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو دل بے اختیار رب کریم عزوجل کے حضور وفورِ شکر سے جھک جاتا ہے کہ کس طرح رب تعالیٰ عزوجل نے اپنے چند کم زور سے بندوں کو یہ توفیق بخشی ہے کہ دارالحکومت کی فضاؤں میں پہلی مرتبہ مدحت حبیب ﷺ کے لیے ایک باقاعدہ تنظیم قائم کی اور ہر طرح کے حالات میں دارالحکومت کے طول و عرض میں ماہ بہ ماہ ایک تواتر اور تسلسل سے نعت کی محافل منعقد کی جاتی ہیں۔ 25 سال کے عرصے میں کسی ماہ بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں اس حاضری میں تاخیر یا التوا نہیں ہوا۔ بلکہ محفل نعت کے زیرِ اہتمام ہونے والے مشاعروں میں پیش کیے جانے والے کلام کا معیار پہلے سے کہیں بلند اور محافل کی کیفیات میں اضافہ ان مشاعروں میں شرکت کرنے والے واضح طور پر محسوس کرتے ہیں۔

محفل نعت کے قیام (1989ء) سے قبل دارالحکومت میں باقاعدہ نعتیہ ادبی نشستوں کے لیے کوئی پلیٹ فارم موجود نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ جو طرحی مشاعرے بعض دیگر تنظیموں کے زیرِ اہتمام غزل کے رنگ میں ہوتے تھے۔ ماہِ ربیع الاول میں ایک محفل نعتیہ مصرعہ طرح پر منعقد کر لی جاتی تھی اور اس میں بھی حاضری معمول سے کم رہتی تھی اس وقت بزمِ شعر و ادب اور بزمِ جامؔ کے زیرِ اہتمام غزل کے طرحی/غیر طرحی مشاعروں میں بعض اساتذہ کی موجودگی کی وجہ سے بڑا معیاری کلام سننے کو ملتا تھا۔ راقم الحروف ابتداً ان مشاعروں میں ایک سامع کی حیثیت سے شریک ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ ربیع الاول کے نعتیہ مشاعرے کے لیے طرحی مصرعے پر نعت پیش کی، داد ملی تو آئندہ محافل میں بھی غزل کے مصرعوں پر نعت شریف ہی لکھ کر حاضری دیتا رہا۔ ناظمِ مشاعرہ راقم الحروف کا نام پکارنے سے قبل

اعلان کرتا کہ ''حضرات آپ جانتے ہیں کہ ہمارے درمیان ایک نوجوان شاعر ایسے بھی شریک ہیں جو صرف نعت شریف ہی لکھتے ہیں، چناں چہ ہم ان سے نعت شریف سنتے ہیں اور ان کے بعد غزل کا سلسلہ جاری رہے گا۔'' چناں چہ 1979ء سے یہ سلسلہ تقریباً آٹھ دس سال یونہی چلتا رہا۔ اس دوران دل میں کئی بار یہ خیال ابھرتا کہ کاش نعت کی نشستیں بھی باقاعدہ ہر ماہ ہونے کی کوئی صورت پیدا ہو سکے تاکہ اس طرح ہم اپنے وقت کو زیادہ مفید، کارآمد اور باعثِ ثواب بنا سکیں۔

انہی حالات میں مارچ 1988ء میں راقم الحروف کو زیادہ کشادہ سرکاری رہائش گاہ ملنے کے بعد اکثر دل ہوتا کہ کسی طرح خود ہی نعتیہ مشاعروں کا کوئی سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع کیا جائے۔ چناں چہ اپنے گھر پر جشنِ معراج شریف کے عنوان سے ایک نعتیہ مشاعرہ مارچ 1989ء میں (رجب المرجب 1409ھ میں) منعقد کیا۔ صدارت محمد سبطین شاہجہانی جعفری رحمانی نے کی جب کہ بزرگ شاعر پروفیسر کرم حیدری مہمانِ خصوصی کے طور پر شریک ہوئے۔ علامہ بشیر حسین ناظمؔ، انور سلیم، احمد ہاشمی، صابر کاس گنجوی اور دیگر شعرا نے شرکت کی۔ اس محفل کے اختتام پر جب تجویز پیش کی گئی کہ باقاعدہ طور پر ماہانہ نعتیہ مشاعروں کے انعقاد کے لیے ایک تنظیم کی تشکیل کی جائے جو صرف نعتیہ ادب کے فروغ کے لیے کام کرے، تو تمام شرکائے محفل نے اس تجویز کی بھرپور تائید کی اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اگلے ہفتے جناب سبطین شاہجہانی کے دفتر میں احباب جمع ہوئے اور ''محفل نعت اسلام آباد'' کے لیے ایک مجلس عاملہ تشکیل دی گئی۔ اتفاق رائے سے درج ذیل احباب کے نام اس مجلس عاملہ کے لیے شامل کیے گئے۔

جناب محمد سبطین شاہجہانی۔ صدر، جناب عرش ہاشمی۔ سیکرٹری، جناب صابر کاس گنجوی۔ نائب صدر، جناب میاں تنویر قادری۔ جوائنٹ سیکرٹری۔

اراکین مجلس عاملہ کے لیے جناب رئیس بدایونی، جناب سید آل احمد رضوی، جناب اقتدار الاسلام ساجدؔ، جناب عارفؔ صدیقی اور جناب شیدا چشتی کے نام طے کیے گئے۔ یہ اجلاس 3/ اپریل 1989ء کو ہوا تھا اور طے کیا گیا کہ پہلا مشاعرہ جناب سبطین شاہجہانی کی اقامت گاہ پر 16/ اپریل کو ہوگا۔ اس طرح ماہِ رمضان المبارک میں پہلی محفل سے اس مبارک سلسلے کا آغاز ہوا۔

اس طرح محفل نعت اسلام آباد کی بنیاد چند دوستوں نے اپریل 1989ء میں رکھی۔ اس

وقت جو بنیادی مقاصد پیشِ نظر تھے، وہ یہ تھے:

(ا) دارالحکومت کے ماحول میں دنیاداری اور سرکاری موضوعات سے ہٹ کر سرکارِ دو جہاں کے حضور مدح وثنا اور ذکرِ خیر کی فضا قائم کرنا۔

(ب) غزل گو شعرا کو نعت نگاری کی طرف راغب کرنا اور نعت نگاروں کے لیے ایک با قاعدہ اور منظم پلیٹ فارم مہیا کرنا۔

(ج) عوام الناس، خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے کے ادبی ذوق کو جلا بخشنے کے لیے مناسب اور معیاری ادبی ماحول فراہم کرنا۔

(د) نعت گو شعرا کو منظم اور مربوط کرنے کے لیے ایک فعال اور سرگرم تنظیم کی ضرورت پوری کرنا۔

(ہ) ماہانہ نعتیہ محافل مشاعرہ کے انعقاد کے ذریعے اسلام آباد میں ایک مبارک فضائے مدحتِ رسول ﷺ قائم کرتے ہوئے اسلام آباد کو واقعی اسلام آباد بنانا۔

مندرجہ ذیل مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے باہمی مشاورت سے اراکین محفل نعت نے اپنے کچھ رہنما اصول بھی طے کیے جو روزِ اول سے آج تک اسی طرح موجود ہیں اور ان پر اب تک کامیابی سے عمل کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں یہ اصول شامل تھے:

(۱) محفل کے تقدس کے پیشِ نظر جہاں تک ممکن ہوا، فرشی نشست کا اہتمام کیا جائے گا۔

(۲) شعرا کے ساتھ شاعرات کی مخلوط نشستوں سے احتراز کیا جائے گا اور صرف شعرا ہی کو مدعو کیا جائے گا۔

(۳) ہر ماہ میزبانِ محفل نیا ہوگا کیوں کہ یہ محفل اسلام آباد میں کسی ایک ہی جگہ پر مقرر کرنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ سیکٹرز میں منعقد کی جائے گی۔

(۴) کسی شخصیت کو صدارت/مہمانِ خصوصی کے طور پر پہلے سے مدعو نہیں کیا جائے گا بلکہ محفل کے آغاز سے قبل موجود حضرات میں سے صدر/مہمان خصوصی کا فیصلہ کیا جائے گا۔

(۵) محفل نعت کی طرف سے شعرائے کرام کو دعوت دی جائے گی جب کہ میزبان خود اگر چاہے تو سامعین کو اپنی گنجائش کے مطابق مدعو کر سکے گا۔

(۶) یہ محافل نعت گو شعرا کے علاوہ اہلِ ذوق اور سخن فہم احباب کی میزبانی میں بھی منعقد کی جائیں گی۔

1990ء میں جناب سبطین شاہجہانی سرکاری ملازمت کے سلسلے میں جدہ تشریف لے گئے تو جناب صابر کاس گنجوی نے کچھ عرصہ قائم مقام صدر کے فرائض سنبھالے۔ وہ محفل نعت کے باقاعدہ صدر منتخب ہوئے۔ جبکہ سیکرٹری کے فرائض عرشؔ ہاشمی کے سپرد رہے۔

پہلے سال 1989-90ء کے دوران 3 مشاعرے ایسے حضرات کی میزبانی میں منعقد کیے گئے جو خود سخن ور تو نہ تھے مگر صاحب ذوق ضرور تھے۔ ان میں جناب اقتدار الاسلام ہاشمی، سید ذاکر شاہ اور حافظ نور احمد قادری شامل ہیں۔ حافظ نور احمد صاحب نے 1991ء میں نعت لکھنا شروع کیا اور اب ماشاءاللہ نہ صرف صاحب کتاب نعت گو ہیں بلکہ بزم حمد و نعت اسلام آباد کے نام سے ایک تنظیم کے سیکرٹری بھی ہیں۔

ابتداً نعتیہ مشاعروں کے علاوہ ماہ محرم الحرام میں محفل مسالمہ علیحدہ سے منعقد کی جاتی رہی لیکن اس طرح سے شعرا کو دو مرتبہ محفل کے لیے وقت نکالنا پڑتا، چناں چہ بعد میں نعتیہ مشاعرے کی محفل ہی میں نعت کے ساتھ سلام کے اشعار بھی پیش کیے جانے لگے اور اس طرح زیادہ بھرپور محافل مشاعرہ و مسالمہ منعقد ہونے لگیں۔ بعض احباب کی طرف سے سہولت کے لیے محفل نعت کے لیے کوئی ایک جگہ مختص کر لینے کی تجویز بھی دی گئی لیکن اکثریت کی رائے کے مطابق محفل نعت بدستور احباب کے ہاں سیکٹر سیکٹر اور علاقہ علاقہ منعقد کرنے کا سلسلہ جاری رہا ہے۔

اب تک محفل نعت نہ صرف اسلام آباد کے تمام رہائشی سیکٹرز G6 سے G11 اور F.5 سے F.8 اور F.10 تک منعقد کی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں I-8 سے I-10 کے علاوہ G5 میں سرسید میموریل اکیڈمی کے آڈیٹوریم اور گولڑہ شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی منعقد کی گئی۔ بلیو ایریا میں جہاں تمام دفاتر سرکاری و نجی قائم ہیں یا تجارتی مراکز ہیں وہاں بھی سید آصف اکبر کے نجی دفتر میں یہ محفل سجائی جا چکی ہے۔ شہری علاقے کے علاوہ اسلام آباد کے مضافات میں مارگلہ ٹاؤن، شہزاد ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن، بھارہ کہو اور روات کے علاقے میں بھی محفل نعت مختلف احباب کی میزبانی میں منعقد کی جا چکی ہے۔ محفل نعت کے توسط سے دارالحکومت میں قائم مختلف کمیونٹی سنٹرز، G6 مرکز (آبپارہ)، G7 مرکز ستارہ مارکیٹ اور G9 مرکز کراچی کمپنی کے علاقے میں بھی خصوصی محافل منعقد کی گئیں۔

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ محفل نعت کو اکادمی ادبیات پاکستان کا بھی بھرپور تعاون حاصل رہا

ہے اور چیئرمین اکادمی کی صدارت میں اکادمی کے آڈیٹوریم میں محفل نعت کے زیرِ اہتمام نعتیہ مشاعرہ منعقد کیا جاچکا ہے۔

محفل نعت کے زیرِ اہتمام سالانہ مشاعرے کی محافل خاص طور پر لوک ورثہ آڈیٹوریم شکر پڑیاں اور پاک ترک انٹرنیشنل اسکول H-8 کیمپس کے آڈیٹوریم کے علاوہ راول پنڈی آرٹس کونسل کے ہال میں فرشی نشستوں کے اہتمام کے ساتھ منعقد کی گئیں۔گزشتہ برسوں میں محفل نعت کی خاص نشستیں میریٹ ہوٹل، اسلام کلب اور WISH یونی ورسٹی کے ہال میں فرشی نشستوں کے اہتمام کے ساتھ منعقد کی گئیں۔خاص طور پر میریٹ ہوٹل کی انتظامیہ نے اپنی محفل کے موقعہ پر خصوصی تعاون کیا۔

گزشتہ 25 سال کے مبارک سفر پر طائرانہ نظر ڈالیں تو اس سفر کے دوران کتنے ہی احباب محفلِ نعت کے ساتھ اپنا وقت گزار کے داغِ مفارقت دے گئے ان میں محفل سے متعلق جناب صابر کاس گنجوی، جناب رئیس بدایونی، جناب سید آلِ احمد رضوی، جناب بشیر حسین ناظم، جناب نظر علی زیدی، جناب قمر رعینی، جناب سید ہلال جعفری جیسی شخصیات بھی ہیں اور معاونین محفل نعت مثلاً حضرت پیر نصیر الدین نصیر گولڑہ شریف، جناب حکیم سرو سہانپوری، جناب شکیل فاروقی (ایکسٹرنل سروس ریڈیو پاکستان) جناب سرور جالندھری، جناب خلش کلکتوی، جناب عبدالرشید منہاس اور جناب ندیم رسول سحر بھی۔ان میں سے بہت سے حضرات کو محفلِ نعت کی مختلف نشستوں میں صدارت یا مہمان خاص کے طور پر شرکت کا موقعہ ملا جب کہ کچھ احباب نے محفل نعت کی نشستوں کی میزبانی کی سعادت حاصل کی۔

کراچی میں کچھ عرصہ پیشتر دبستانِ وارثیہ کے روحِ رواں جناب قمر وارثی سے ایک مشاعرے میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ان کی تجویز پر محفل نعت کے 20 ویں سال کے آغاز سے سالانہ مشاعرے کی نشست ردیفی مشاعرے کی صورت میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔دبستانِ وارثیہ کراچی اور دیگر شہروں میں اہلِ قلم کے تعاون سے ردیفی نعتیہ مشاعرے منعقد کرتی رہی ہے۔مگر اسلام آباد میں ابھی یہ صورت ممکن نہیں ہوسکی تھی چناں چہ 2008ء میں پہلی مرتبہ ''ہزاروں'' کی ردیف کے تحت سالانہ مشاعرہ منعقد کیا گیا جس میں قمر وارثی کراچی سے تشریف لائے اس کے علاوہ جیکب آباد، ملتان، لاہور، ڈی جی خان وغیرہ سے بھی احباب نے شرکت کی۔ایسی ہی کامیاب اور بھرپور ردیفی محافل

مشاعرہ 2009ء میں (ردیف: اسوۂ نبی)، 2010 (ردیف: یقین)، 2011 (ردیف: گفتگو) 2012 (ردیف: ضَو فشاں)، 2013ء (ردیف: مطمئن) اور 2014 (ردیف: شب و روز) نہایت پر کیف اور یادگار محافل رہیں۔ ان محافل میں نہ صرف راول پنڈی /اسلام آباد کے تمام اہم نعت گو شعرا بلکہ کراچی، جیکب آباد، سکھر، ملتان، لاہور، تونسہ شریف، اٹک، سبی (بلوچستان)، واہ کینٹ اور دیگر مقامات سے شعرائے کرام شرکت کرتے رہے ہیں۔ جب کہ بعض شعرا اپنا کلام ان محافل کے لیے لکھ کر ارسال کرتے اور اس طرح اپنی شرکت کی صورت نکال لیتے ہیں۔

انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ محفلِ نعت کو اپنی ان محافل کے انعقاد میں اور ان سرگرمیوں کی اشاعت کے سلسلے میں جن شخصیات کا تعاون حاصل رہا ہے ان کے اسمائے گرامی بھی ریکارڈ پر لائے جائیں۔ ان شخصیات کے تعاون سے یہ محفل نعت اپنی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں کامیاب رہی ہے۔ ان میں جناب ڈاکٹر توصیف تبسم، جناب ڈاکٹر عزیز احسن، جناب ڈاکٹر سید منصور عاقل، جناب محمد حنیف نازش قادری، جناب پروفیسر جلیل عالیؔ، جناب رشید ساقیؔ اور حافظ نور احمد قادری (بزم حمد و نعت) جناب ڈاکٹر انیس الرحمٰن خان (سکھر)، جناب قمر وارثی، جناب محی الدین جمیلؔ، جناب سید ذاکر شاہ، جناب سید ناصر زیدی، جناب ارشاد کلیمی، جناب اعجاز کلیم اشرف، جناب سید ابرار حسین، جناب محسن شیخ اور جناب سید جاوید رضا شامل ہیں۔

محفل نعت کی ادبی سرگرمیاں الحمدللہ تواتر کے ساتھ اخبارات و جرائد میں ادبی صفحات کی زینت بنتی رہی ہیں۔ پہلے کچھ عرصے عبد الرشید چودھری سیکرٹری نشر و اشاعت کی ذمہ داریاں سنبھالتے رہے لیکن بیرونِ ملک اپنی سرکاری ملازمت کے سلسلے میں تعیناتی کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع ہوا تو پھر واپسی کے بعد بھی بحال نہ ہو سکا۔ بہر حال جتنا ممکن ہوتا ہے وہ میرے ساتھ تعاون کرتے رہتے ہیں۔ بایں ہمہ محفل نعت کی سرگرمیاں تقریباً تمام اہم قومی اخبارات کے ادبی صفحوں پر نمایاں طور پر شائع ہوتی رہی ہیں۔ اس کے علاوہ اکادمی ادبیات پاکستان کے خبر نامے میں محفل نعت کی رپورٹس کو جگہ دی جاتی ہے۔ خصوصاً روز نامہ جنگ میں ادبی صفحے کے مدیر معروف شاعر جناب سید عارف اس سلسلے میں بھر پور تعاون کرتے رہتے ہیں اور ہمارے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں۔

محفل نعت کے موجودہ عہدیداران 2004ء سے بدستور اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ ان میں صدر ڈاکٹر پروفیسر احسان اکبر، سینئر نائب صدر سید محمد حسن زیدی، سیکرٹری عرشؔ ہاشمی اور جوائنٹ

سیکرٹری سید آصف اکبر کے علاوہ عبد الرشید چودھری سیکرٹری نشر و اشاعت شامل ہیں۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عہدیداران کے بارے میں قدرے تفصیل سے قارئین کو آگاہ کیا جائے۔

جناب ڈاکٹر پروفیسر احسان اکبر: اکتوبر، 2004ء میں صدر منتخب ہوئے اس وقت سے صدر کے فرائض انجام دے رہے ہیں، وقتاً فوقتاً محفل نعت کے اجلاس آپ کی صدارت میں ہی منعقد ہوتے ہیں، محفل نعت کے مشاعروں کی بھی اکثر صدارت فرماتے ہیں۔آپ کی خدمات قومی سطح پر مختلف تعلیمی اداروں میں رہی ہیں۔آپ نہ صرف اعلیٰ پائے کے شاعر بلکہ ادیب، مصنف اور صاحب نقد و نظر کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔آپ کی مصروفیات میں مختلف اداروں کے زیرِ اہتمام ادبی و تاریخی و سیاسی سیمینار اور مذاکروں میں بطور مقرر اور نقاد شرکت کرنا شامل ہے۔آپ سماجی اور رفاعی کاموں میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں اور تحریری و تنقیدی کام میں بھی مصروف رہتے ہیں۔آپ نے متعدد مرتبہ محفل نعت کی میزبانی کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔

جناب سید محمد حسن زیدی۔سینئر نائب صدر: ''کیفِ دوام'' آپ کا نعتیہ مجموعہ ہے۔آپ سرکاری ملازمت سے بطور ایڈیشنل سیکرٹری کچھ عرصہ قبل ریٹائر ہوئے ہیں۔طویل عرصہ سے محفل نعت سے وابستہ ہیں۔محفل نعت کی میزبانی کی سعادت حاصل کرتے رہے ہیں۔سالانہ نعتیہ مشاعرے کی میزبانی کا شرف بھی کئی مرتبہ آپ کو حاصل ہوا ہے۔محفلِ نعت کے لیے آپ کی خدمات ایک طویل عرصے پر محیط ہیں۔

عرش ہاشمی۔سیکرٹری: محفل نعت سے قبل بزم شعر و ادب میں جوائنٹ سیکریٹری رہ چکے ہیں۔محفلِ نعت کے قیام کی تجویز آپ کی طرف سے ہی دی گئی اور اولین سیکرٹری منتخب ہوئے۔

1995ء تا 2004ء محفلِ نعت کے صدر کے عہدے پر فائز رہے۔گزشتہ دس سال سے دوبارہ سیکریٹری کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔محفل نعت کی نشستوں کی نظامت آپ ہی کی ذمہ داری ہے۔ اب تک 40 مرتبہ محفلِ نعت کی میزبانی کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔نعت سے سفر کا آغاز کیا اور نعت ہی کے لیے اپنا قلم مختص کر دیا۔متعدد مرتبہ دبستان وارثیہ، بزم حمد و نعت اور گوشۂ ادب کے نعتیہ مشاعروں میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کر چکے ہیں۔تاہم نعتیہ مجموعے کی اشاعت کے معاملے میں فی الحال کوئی پیش رفت مستقبل قریب میں نکلی نہیں ہے۔گزشتہ سال (2013) میں آپ وزارتِ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی سے جوائنٹ سیکریٹری کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں۔

جناب سید آصف اکبر، جوائنٹ سیکریٹری: محفل نعت سے گزشتہ دس بارہ سال قبل وابستہ ہوئے۔

غزل، نظم، قصیدہ، سلام، منقبت غرض سب کچھ لکھتے اور اعلیٰ معیار کا لکھتے ہیں۔ نعت میں بھی مشکل پسندی آپ کا خاصہ ہے۔ آپ ظریفانہ کلام بھی لکھتے ہیں۔ ساتھ ہی بزمِ شعر و ادب اسلام آباد کے صدر منتخب ہو چکے ہیں۔ محافل کو اعلان شدہ وقت پر شروع کر دینے پر زور دیتے ہیں چاہے چند ہی احباب اس وقت تک موجود ہوں۔ محفل نعت کے لیے آپ کی خدمات اس حوالے سے منفرد اور اہم ہیں کہ آپ خود تو میزبانی کی سعادت پاتے ہی رہتے ہیں اس کے علاوہ آپ کے توسط سے ایسے اہلِ ذوق احباب محفل نعت کے قریب آئے جنھوں نے بعد میں خود بھی محفل نعت کی میزبانی کی سعادت حاصل کی۔ حال ہی میں محفل نعت کے سالانہ مشاعرہ (اپریل 2014) کا انعقاد رومی فورم پاکستان کے تعاون سے پاک ترک انٹرنیشنل سکول H-8 / 1 کیمپس میں آپ ہی کے رابطوں سے ممکن ہوا۔

جناب عبد الرشید چودھری، سیکریٹری نشر و اشاعت: آپ گوجری زبان میں نعت کوئی کے ساتھ کبھی کبھی اُردو میں بھی نعت لکھتے ہیں۔ گوجری نعت کا آپ کا ایک مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا مجموعہ اشاعت کے مراحل میں ہے۔ 2004ء سے آپ محفل نعت کے ساتھ بھرپور انداز سے شریک ہیں۔ نشر و اشاعت کے حوالے سے جہاں تک ممکن ہوتا ہے، آپ اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

محفلِ نعت کی مجلس عاملہ کے دیگر اراکین میں محفل نعت کے پہلے صدر شاہ محمد سبطین شاہجہان بھی شامل ہیں۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ ''قلزم انوار'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ محفل کا پہلا مشاعرہ رمضان شریف 1409ھ میں آپ کی میزبانی میں I-8 / 4 میں منعقد ہوا تھا۔ متعدد مرتبہ آپ نے میزبانی کی سعادت حاسل کی ہے۔ آج کل کچھ عرصے سے سلسلہ جعفری رحمانی کے سجادہ نشین ہیں اور اس سلسلہ میں اکثر اسلام آباد سے باہر سفر میں رہتے ہیں۔ آپ محفلِ نعت کے ساتھ ایک خاص قلبی تعلق رکھتے ہیں اور سفر کے دوران بھی محفلِ نعت کی سرگرمیوں کے بارے میں دریافت کرتے رہتے ہیں۔ دیگر اراکین مجلس عاملہ میں جناب رشید ساقیؔ جو بزم حمد و نعت کے صدر بھی ہیں۔ آپ کی دو کتابوں کو وزارتِ مذہبی امور کی جانب سے اول انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ محفلِ نعت میں باقاعدگی سے اور بروقت تشریف لانا آپ کا معمول ہے۔ جناب ڈاکٹر عزیز احسن کچھ عرصے کے لیے محفلِ نعت کی صدر بھی رہ چکے ہیں۔ آپ معروف نعت نگار کے علاوہ نعت کے حوالے سے صاحب نقد و نظر ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف میں تنقیدی مضامین کے مجموعے اور نعتیہ مجموعے شامل ہیں۔ اسلام آباد میں قیام کے دوران محفل نعت کی کئی بار میزبانی کر چکے ہیں۔ آج کل ریٹائرمنٹ کے

بعد کراچی میں ہیں۔ ایک رکن عاملہ جناب نظر علی زیدی بڑے ہی مشفق اور مہربان اہلِ محبت، محفلِ نعت کی متعدد بار میزبانی کر چکے تھے۔ افسوس چند ماہ پیشتر آپ کا انتقال ہو گیا۔

جناب اسلم ساگر بھی محفل نعت کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔ ہر سال کا آخری مشاعرہ مارچ کے مہینے میں آپ کی میزبانی میں منعقد ہوتا ہے۔ آپ کے مرشد حضرت پیر نقیب الرحمٰن صاحب عید گاہ شیرف والے آپ کی دعوت پر محفل نعت میں شرکت فرما چکے ہیں۔ اسلم ساگر کو دل کا عارضہ رہتا ہے مگر بیماری کے باوجود محفلِ نعت میں آپ بڑی محبت اور خلوص سے شرکت کرتے ہیں۔

وہ سفر محبت و ارادت جسے محفل نعت نے آج سے 25 سال قبل ایک نئے تجربے کے طور پر اسلام آباد میں شروع کیا تھا۔ اور جس کی پہلے سے کوئی نظیر موجود نہ تھی۔ آج الحمدللہ اتنا بھرپور اور مؤثر ہو چکا ہے کہ اہل محبت کی بڑی تعداد صرف ایک فون کال پر کشاں کشاں قریب و دور سے کھنچی چلی آتی ہے۔ بلکہ بعض احباب تو خود فون کر کے آئندہ نشست کے بارے میں معلوم بھی کرتے رہتے ہیں۔ درحقیقت راول پنڈی/اسلام آباد کے نعت گو حضرات محفلِ نعت کی نشستوں میں اپنی شرکت کو یقینی بنانا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔

محفل نعت کو معاصر ادبی تنظیموں بزم حمد و نعت، بزم شعر و ادب، بزم جامؔ، گوشۂ ادب، امکان، سخن ور کے علاوہ اکادمی ادبیات پاکستان کا تعاون حاصل رہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خلوص و عقیدت پر جس سفرِ مدحت کی بنیاد ربع صدی قبل رکھی گئی تھی اور جس کے ذریعے اسلام آباد کے ماحول کو مدحتِ سرکار کی برکات سے پُر کیف بنانے اور تذکرۂ سرکار نبی آخر الزماں کے انوار سے یہاں کی فضاؤں کو جگمگانے کا آغاز کیا گیا تھا۔ آئندہ بھی ہمیں یہ سعادت ملتی رہے اور پہلے سے بڑھ کر بارگاہِ خیر البشر ﷺ میں ہمیں حاضری کی سعادت ماہ بہ ماہ ملتی رہے اور ہماری ان کاوشوں کو آپ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

❁❁❁

محفل نعت اسلام آباد
مہ و سال کے آئینے میں

نمبر شمار	ماہ	میزبان	علاقہ/صدارت/مہمان خصوصی
پہلا سال۔1989-90			
1	اپریل-89	جناب محمد سبطین شاہجہانی	I - 8/1 (صدارت: جناب پروفیسر محمد جانِ عالم مہمان خصوصی: جناب علامہ بشیر حسین ناظم)
2	مئی	جناب صابر کاس گنجوی	F - 6/1 (صدارت: جناب خلش کلکتوی) (مہمان خصوصی: جناب عرفان رضوی)
3	جون	جناب رئیس بدایونی	G - 8/4 (صدارت: جناب محمد سبطین شاہجہانی) (مہمان خصوصی: جناب سید حسنین کاظمی شاد)
4	جولائی	جناب سید آلِ احمد رضوی	G - 6/4 (صدارت: جناب سید ریاست علی قادری) (مہمان خصوصی: جناب پروفیسر کرم حیدری)
5	اگست	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/3 (صدارت: جناب محمد سبطین شاہجہانی)
6	ستمبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2 (صدارت: حضرت پیر حبیب اللہ حاوی) (مہمان خصوصی: جناب انوار احمد عثمانی)

7	اکتوبر	جناب پروفیسر اقتدار الدین ساجد	G - 10/2 (صدارت: جناب پروفیسر مظفر حسین رزمی) (مہمان خصوصی: جناب علامہ بشیر حسین ناظم)
8	نومبر	جناب عطاء اللہ خاں عطاء	F - 6/4 (صدارت: حضرت پیر حبیب اللہ حاوی) (مہمان خصوصی: جناب علامہ بشیر حسین ناظم)
9	دسمبر	جناب انور حسین انور	G - 6/4 (صدارت: جناب محمد سبطین شاہجہانی) (مہمان خصوصی: علامہ بشیر حسین ناظم)
10	جنوری-90	جناب سید ذاکر شاہ	G - 6/1 (صدارت: جناب مسرور جالندھری) (مہمان خصوصی: سید محمد حسن زیدی)
11	فروری	جناب اقتدار الاسلام ہاشمی	G - 9/1 (صدارت: جناب ڈاکٹر توصیف تبسم) (مہمان خصوصی: ڈاکٹر خورشید رضوی)
12	مارچ	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2 (صدارت: جناب شکیل فاروقی، ریڈیو پاکستان ایکسٹرنل سروس)

دوسرا سال (1990-91)

13	اپریل-90	جناب شیدا چشتی	G - 6/1
14	مئی	پہلا سالانہ مشاعرہ	آبپارہ کمیونٹی سنٹر G - 6/4 (صدارت: جناب پروفیسر کرم حیدری) (مہمان خصوصی: انوار احمد عثمانی واہ اور جناب سید اسمٰعیل ذبیح ہری پور)

15	جون	جناب سید حسنین کاظمی شاد	I - 8
16	جولائی	جناب صابر کاسگنجوی	F - 6/1
17	اگست	جناب میاں تنویر قادری	G - 9/2
18	ستمبر	جناب ڈاکٹر شمیم احمد شمیم	G - 7/3/2
19	اکتوبر	جناب بشیر حسین ناظم	F - 6/4
20	نومبر	جناب سید حسن زیدی	F - 8
21	دسمبر	جناب سید ذاکر شاہ	G - 6 میلوڈی مارکیٹ (صدارت: جناب علامہ بشیر حسین ناظم) مہمان خصوصی: پیر نصیر الدین نصیر گولڑہ شریف، جناب منصور راہی)
22	جنوری-91	جناب میاں تنویر قادری	G - 9/2
23	فروری	جناب صابر کاسگنجوی	F - 6/1 (صدارت: جناب خلش کلکتوی)
24	مارچ	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2 (صدارت: جناب علامہ بشیر حسین ناظم) (مہمان خصوصی: جناب سرفراز شاہد)

تیسرا سال (1991-92)

25	اپریل	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/3 (صدارت: جناب شمیم متھراوی) (مہمان خصوصی: جناب احمد ہاشمی)
26	مئی	جناب صابر کاس گنجوی	F - 6/1
27	جون	جناب میاں تنویر قادری	G - 9/2
28	جولائی	جناب میاں تنویر قادری	G - 9/2

29	اگست	جناب عرش ھاشمی	G - 10/2
30	ستمبر	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/3 (صدارت: جناب عزیز احسن) مہمان خصوصی: جناب مصطفیٰ علی سید)
31	اکتوبر	جناب عابد شیروانی	G - 7/3 ادارہ الفلاح (صدارت: جناب شمیم متھراوی)
32	نومبر	جناب اعجاز کلیم اشرف	I - 8/1 (صدارت: جناب منصور راہی) (مہمان خصوصی: جناب احمد ہاشمی)
33	دسمبر	جناب سید ذاکر شاہ	G - 6 میلوڈی مارکیٹ (صدارت: جناب اشرف نظر کراچی) (مہمان خصوصی: سید ریاست علی قادری)
34	جنوری	جناب صابر کاسگنجوی	F - 6/1
35	فروری	جناب محمد طارق شاہد/محبوب عزمی	G - 6/4
36	مارچ	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/3

چوتھا سال (93-1992)

37	اپریل	پروفیسر اقتدار الدین ساجد	G - 10/2
38	مئی	پروفیسر انور حسین انور	G - 6/4
39	جون	ادارہ الفلاح	G - 7/3
40	جولائی	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
41	اگست	جناب سید ذاکر شاہ	G - 7/3 ادارہ الفلاح
42	ستمبر	ادارہ ہاؤس آف نالج	F - 6 مرکز
43	اکتوبر	جناب بشیر حسین ناظم	F - 6/4
44	نومبر	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/3

45 دسمبر جناب مسرور جالندھری ادارہ الفلاح

46 جنوری-93 جناب صابر کاس گنجوی ادارہ الفلاح

47 فروری جناب محمد طارق شاہد/محبوب عزمی G - 6/4

(صدارت؛ جناب افتخار عارف)

(مہمان خصوصی؛ جناب ڈاکٹر انور نسیم)

48 مارچ جناب سید ذکاء اللہ خاں G - 7/1

5 واں سال 94-1993

49 اپریل-93 جناب عرش ہاشمی G - 10/2

(صدارت؛ جناب صابر کاسگنجوی)

50 مئی خصوصی گولڈن جوبلی مشاعرہ (میریٹ ہوٹل) G - 5

(صدارت؛ علامہ بشیر حسین ناظم)

(مہمان خصوصی؛ جناب رشید ساقی)

51 جون جناب وفا چشتی G - 7

(صدارت؛ جناب شمیم متھراوی)

52 جولائی جناب سید آل احمد رضوی (ادارہ الفلاح) G - 7/3

53 اگست جناب سید ذاکر شاہ G - 6/2

54 ستمبر جناب حافظ نور احمد قادری G - 7/3

55 اکتوبر جناب عرش ہاشمی G - 10/2

(صدارت؛ جناب صابر کاس گنجوی)

56 نومبر جناب بشیر حسین ناظم F - 6/4

(صدارت؛ جناب مسرور جالندھری)

57 دسمبر جناب سید ذاکر شاہ G - 6/2

58 جنوری-94 ہاؤس آف نالج F - 6 مرکز

59 فروری جناب محبوب عزمی G - 6/4

60 مارچ جناب حافظ نور احمد قادری G - 7/3

چھٹا سال (95-1994)

61 اپریل-94 جناب عرش ہاشمی G - 10/2
(صدارت؛ جناب صابر کاس گنجوی)

62 مئی جناب ذکاء اللہ اشرف G - 7/1
(صدارت؛ جناب صابر کاس گنجوی)

63 جون ادارہ الفلاح G - 7/3

64 جولائی جناب سید ذاکر شاہ شہزاد ٹاؤن

65 اگست جناب صابر کاس گنجوی G - 7/3
(صدارت؛ جناب مسرور جالندھری)

66 ستمبر جناب حافظ نور احمد قادری G - 7/3

67 اکتوبر جناب عرش ہاشمی G - 10/2
(صدارت؛ جناب علامہ بشیر حسین ناظم)
(مہمان خصوصی؛ جناب شفق ہاشمی)

68 نومبر جناب ایس ایم رؤف F -6 مرکز
(صدارت؛ جناب عبدالرشید ساقی،
(مہمان خصوصی؛ جناب محمد سبطین شاہجہانی)

69 دسمبر جناب سید ظہیر حیدر زیدی F - 6/1
(صدارت؛ جناب حسنین کاظمی شاد)

70 جنوری-95 جناب محمد جمیل جعفری رحمانی I - 8/4

71 فروری جناب ایس ایم رؤف F - 6 مرکز

72 مارچ جناب محمد یوسف G - 10/2
(صدارت؛ جناب محمد سبطین شاہجہانی)
(مہمان خصوصی؛ ڈاکٹر عزیز احسن)

ساتواں سال (1995-96)

73	اپریل-95	جناب حافظ نوراحمدقادری	G - 7/3
74	مئی	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
75	جون	جناب بشیرحسین ناظم	F - 6/4
76	جولائی	جناب سیدآل احمدرضوی	G - 6/4
77	اگست	جناب سیدذاکرشاہ	شہزادٹاؤن
78	ستمبر	جناب شاہ محمدسبطین شاہجہانی	I - 8/1
79	اکتوبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
80	نومبر	جناب صابرکاس گنجوی	F - 6/1

(صدارت؛جناب عارف لکھنوی کراچی)

(مہمان خصوصی؛جناب اخترعالم صدیقی)

81	دسمبر	جناب شمیم متھراوی	(ادارہ الفلاح)G - 7/3
82	جنوری-96	جناب ایم اے لودھی	G - 9/2
83	فروری	جناب ندیم رسول سحر	F - 8
84	مارچ	جناب حافظ نوراحمدقادری	G - 7/3

(صدارت؛ جناب اخترعالم صدیقی)

آٹھواں سال (1996-97)

85	اپریل-96	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
86	مئی	جناب ناصرعقیل (کمیونٹی سنٹر)	G - 9/2

(صدارت؛جناب خالدمحمودخالد)

87	جون	جناب بشیرحسین ناظم	F - 6/4

(صدارت؛جناب مسرورجالندھری،)

(مہمان خصوصی؛جناب حسنین کاظمی شاد)

88	جولائی	جناب سیدذاکرشاہ	شہزادٹاؤن

89	اگست	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/2 چوہدری رحمت علی کمیونٹی سنٹر (صدارت؛ جناب ظفر اکبر آبادی) (مہمان خصوصی؛ جناب طہور جعفری)
90	ستمبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
91	اکتوبر	جناب انجم خلیق	G - 10/1 (صدارت؛ جناب عرش ہاشمی)
92	نومبر	جناب محمد یوسف	G - 10/2 (صدارت؛ جناب مسرور جالندھری)
93	دسمبر	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 8/4
94	جنوری-97	جناب بشیر حسین ناظم	F - 6/4
95	فروری	جناب عرش ہاشمی	F - 6 پاکستان نیشنل سنٹر (صدارت؛ جناب محمد سبطین شاہجہانی) (مہمان خصوصی؛ جناب نسیم سحر)
96	مارچ	جناب عبدالحامد خان	G - 6/2 (صدارت؛ جناب سید ہلال جعفری)

نواں سال (98-1997)

97	اپریل-97	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
98	مئی	جناب اکبر حمزئی	G - 6/2
99	جون	جناب سید ذاکر شاہ	شہزاد ٹاؤن
100	جولائی	خصوصی مشاعرہ	آبپارہ کمیونٹی سنٹر G - 6/4 (صدارت؛ جناب اختر عالم صدیقی، (مہمان خصوصی؛ جناب سیف علی اور جناب رشید ساقی)

101	اگست	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4 (صدارت: جناب رشید ساقی) (مہمان خصوصی: قاضی علیم اللہ عارفی سابق سیکرٹری خزانہ)
102	ستمبر	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/3 (صدارت: جناب سیف علی) (مہمان خصوصی: جناب اختر عالم صدیقی اور جناب سید ہلال جعفری)
103	اکتوبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
104	نومبر	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 8/4 (صدارت: جناب مجروح کلہروی) (مہمان خصوصی: جناب علامہ قمر رعینی)
105	دسمبر	جناب سید ظہیر حیدر زیدی	F - 6/1 (صدارت: جناب نیساں اکبر آبادی) (مہمان خصوصی: جناب ناصر زیدی)
106	جنوری-98	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2 (صدارت: جناب سید ہلال جعفری) (مہمان خصوصی: جناب مسرور جالندھری و جناب سید عارف)
107	فروری	محمد سلیم خاں (صدر بزم فکر جواں)	G - 7/1
108	مارچ	جناب مجتبیٰ حسین ہاشمی	G - 7/2 (صدارت: جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی) (مہمان خصوصی: جناب علامہ قمر رعینی)

دسواں سال(1998-99)

109	اپریل-98	جناب نظر علی زیدی	I - 8/3	
				(صدارت؛ جناب مسیح الدین احمد صدیقی سابق ڈی جی اکادمی ادبیات)
110	مئی	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2	
				(صدارت؛ جناب سیف علی)
				(مہمان خصوصی؛ جناب علامہ بشیر حسین ناظم)
111	جون	جناب سید ذاکر شاہ	شہزاد ٹاؤن	
112	جولائی	چوہدری رحمت علی کمیونٹی سنٹر	G - 7/2	
113	اگست	جناب میاں تنویر قادری	G - 9/2	
				(صدارت؛ جناب سید ہلال جعفری)
				(مہمان خصوصی؛ جناب نیساں اکبر آبادی)
114	ستمبر	جناب سید اسد علی نقوی	I - 10/4	
				(صدارت؛ جناب سید ہلال جعفری)
115	اکتوبر	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/3	
116	نومبر	جناب انجم خلیق	G - 10/1	
				(صدارت؛ جناب افتخار عارف)
117	دسمبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2	
118	جنوری-99	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 8/4	
119	فروری	جناب بشیر حسین ناظم	F - 6/4	
120	مارچ	خصوصی مشاعرہ آبپارہ کمیونٹی سنٹر	G - 6/4	
				(صدارت؛ جناب سید ہلال جعفری)
				(مہمان خصوصی؛ جناب سیف علی)

گیارہواں سال (2000-1999)

121	اپریل-99	جناب چوہدری فضل حق (سابق سیکرٹری داخلہ)	F - 8/4	
122	مئی	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2	
123	جون	جناب سید جاوید رضا	I - 8/1	
124	جولائی	جناب سید ذاکر شاہ	شہزاد ٹاؤن	
125	اگست	جناب ڈاکٹر قاری محمد یونس	G - 10/2	(صدارت؛ جناب ڈاکٹر تمہید الاسلام سید)
126	ستمبر	جناب شوکت خان	G - 9/1	(صدارت؛ جناب سید ہلال جعفری)
127	اکتوبر	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4	
128	نومبر	جناب خان جی ربانی	G - 7/2	
129	دسمبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2	
130	جنوری-2000	جناب حافظ نور احمد قادری	G - 7/3	(صدارت؛ جناب مسرور جالندھری)
131	فروری	جناب میاں تنویر قادری/ظہیر زیدی	G - 9/2	
132	مارچ	جناب نذر علی زیدی	G - 8/2	(صدارت؛ قاضی علیم اللہ عارفی) (مہمان خصوصی؛ جناب ضمیر احمد ساجد)

بارہواں سال (01-2000)

133	اپریل-2000	جناب اسلم ساگر	I - 10/4	(صدارت؛ جناب علامہ قمر رعینی) (مہمان خصوصی؛ جناب سیف علی)
134	مئی	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2	

135	جون	جناب سید ذاکر شاہ	شہزاد ٹاؤن
136	جولائی	جناب محمد یوسف	G - 10/2
137	اگست	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 8/4
138	ستمبر	جناب وفا چشتی/شیدا چشتی	G - 9/2
139	اکتوبر	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4
140	نومبر	جناب محمد شوکت صدیقی	G - 10/1
			(صدارت؛ جناب ڈاکٹر احسان اکبر)
			(مہمان خصوصی؛ جناب ظفر اکبر آبادی)
141	دسمبر	جناب نظر علی زیدی	I - 8/3
142	جنوری-01	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
143	فروری	جناب انجم خلیق	G - 9/4
144	مارچ	خصوصی مشاعرہ کمیونٹی سنٹر	G - 9/2

تیرہواں سال (2001-02)

145	اپریل-01	جناب ایم کوکب اقبال	F - 10/1
			(صدارت؛ جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی)
146	مئی	جناب شوکت خان	G - 9/1
			(صدارت؛ جناب علامہ قمر رعینی)
			(مہمان خصوصی؛ جناب مفتی ضمیر احمد ساجد)
147	جون	جناب سید ذاکر شاہ	شہزاد ٹاؤن
148	جولائی	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 8/4
149	اگست	جناب محمد اسلم ساگر	G - 9/2 کمیونٹی سنٹر
150	ستمبر	جناب عرش ہاشمی	G -10/2
151	اکتوبر	جناب سید جاوید رضا	I - 8/1

152	نومبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
			(صدارت: جناب سید محمد حسن زیدی)
			(مہمان خصوصی: جناب سید جاوید رضا)
153	دسمبر	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4
154	جنوری-02	جناب نظر علی زیدی	I - 8/3
155	فروری	☆[۱]	
156	مارچ	جناب محمد اسلم ساگر	I - 10/4 - I

چودھواں سال (2002-03)

157	اپریل-02	☆[۲]	
158	مئی	اکادمی ادبیات پاکستان	H - 9
159	جون	جناب سید ذاکر شاہ	G - 6/2
			(صدارت: جناب پروفیسر نجمی صدیقی)
160	جولائی	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
			(صدارت: جناب علامہ قمر رعینی)
			(مہمان خصوصی: جناب انجم عقیل)
161	اگست	جناب میاں تنویر قادری	G - 9/2
162	ستمبر	جناب سید جاوید رضا	I - 8/1
163	اکتوبر	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4
164	نومبر	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 8/4
165	دسمبر	جناب نظر علی زیدی	I - 8/4
			(صدارت: جناب سید منصور عاقل)

۱۔ ☆ فوری طور پر ریکارڈ دستیاب نہیں ہوسکا۔

۲۔ ☆ فوری طور پر ریکارڈ دستیاب نہیں ہوسکا۔

166	جنوری-03	کمیونٹی سنٹر سٹاف ویلفیئر آرگنائزیشن	G - 9/2
167	فروری	جناب سید جاوید رضا	I - 8/1
168	مارچ	جناب محمد اسلم ساگر	I - 10/1

پندرھواں سال (2003-04)

169	اپریل-03	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
170	مئی	خصوصی مشاعرہ ربیع الاول شریف (مشترکہ؛ عرش ہاشمی، تنویر، وفا چشتی، ذاکر شاہ، محمود جعفر اسدی)	G - 7/2 کمیونٹی سنٹر
171	جون	جناب سید ذاکر شاہ	G - 6/2 ماڈرن بکڈ پو (صدارت؛ جناب پروفیسر نجمی صدیقی)
172	جولائی	جناب نور الہدیٰ صدیقی	F - 8/4
173	اگست	جناب نذر علی زیدی	I - 8/3
174	ستمبر	جناب شوکت خان	G - 9/1
175	اکتوبر	جناب عزیز احسن	بھارہ کہو
176	نومبر	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 8/4
177	دسمبر	جناب آصف اکبر	I - 10/2
178	جنوری-04	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
178	فروری	جناب خرم خلیق	G - 11/1
180	مارچ	جناب اسلم ساگر	I - 10/1 (صدارت؛ جناب ڈاکٹر عزیز احسن) (مہمان خصوصی؛ جناب علامہ قمر رعینی)

سولھواں سال (2004-05)

181	اپریل-04	جناب آصف اکبر	I - 10/2
182	مئی	جناب سید جاوید رضا	I - 8/1

183 جون جناب سید ذاکر شاہ G - 6 مرکز
(صدارت؛ جنابِ شاہ محمد سبطین شاہجہانی)
(مہمان خصوصی؛ مخدوم سید صفدر بخاری سرمست
لاہور)

184 جولائی سالانہ مشاعرہ G -5 سرسید میموریل

185 اگست جناب سلطان احمد ہاشمی G - 6/1

186 ستمبر جناب سید حسن زیدی I - 8/4

187 اکتوبر جناب عرش ہاشمی G - 10/2

188 نومبر جناب نذر علی زیدی I - 8/3

189 دسمبر جناب آصف اکبر I - 10/2

190 جنوری-05 ڈاکٹر احسان اکبر G - 10/4
(صدارت؛ جنابِ علامہ قمر رعینی)
(مہمان خصوصی؛ جنابِ پروفیسر انور مسعود
اور جلیل عالی)

191 فروری ڈاکٹر عزیز احسن بھارہ کہو

192 مارچ جناب اسلم ساگر I - 10/1
(صدارت؛ جناب ڈاکٹر احسان اکبر)
(مہمان خصوصی؛ جناب پیر نقیب الرحمٰن
عیدگاہ شریف)

سترھواں سال (2005-06)

193 اپریل-05 سالانہ نعتیہ مشاعرہ، کنور قطب الدین F - 10/1
(صدارت؛ تابش الوری،
مہمان خصوصی؛ جناب مضطر اکبر آبادی،
وفاقی وزیر مذہبی امور محمد اعجاز الحق،
چوہدری شجاعت حسین)

194	مئی	جناب عبدالرشید چوہدری	G - 7/4
			(صدارت: جناب علامہ قمر رعینی)
195	جون	جناب سید جاوید رضا	I - 8/1
			(صدارت: جناب مضطر اکبر آبادی)
			(مہمان خصوصی: جناب افتخار عارف)
196	جولائی	رحمت علی کمیونٹی سنٹر	G - 7
197	اگست	جناب آصف اکبر	I - 10/2
198	ستمبر	جناب نظر علی زیدی	I - 8/3
			(صدارت: جناب سید منصور عاقل)
			(مہمان خصوصی: جناب مضطر اکبر آبادی)
199	اکتوبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
			(صدارت: جناب سید منصور عاقل)
			(مہمان خصوصی: جناب ڈاکٹر توصیف تبسم)
200	نومبر	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4
			(صدارت: جناب رشید ساقی)
			(مہمان خصوصی: جناب محمد اظہار الحق، تابش الوری)
201	دسمبر	جناب کوکب اقبال ایڈووکیٹ	F - 10/1
202	جنوری-06	جناب عبیداللہ فاروق	G - 10/2
			(صدارت: جناب سید محمد حسن زیدی)
203	فروری	ڈاکٹر عطاءاللہ عطاء	G - 6/2
			(صدارت: جناب سید جاوید رضا)
			(مہمان خصوصی: جناب حافظ نور احمد قادری)
204	مارچ	جناب اسلم ساگر	I - 10/1

اٹھارہواں سال (07-2006)

205	اپریل-06	ڈاکٹر احسان	G - 10/4	
206	مئی	سالانہ مشاعرہ، جناب سید محمد حسن زیدی	لوک ورثہ شکر پڑیاں (صدارت؛ جناب پیر نصیر الدین نصیر اور جناب تابش الوری)	
207	جون	جناب سید جاوید رضا	I - 8/1	
208	جولائی	جناب آصف اکبر	I - 10/2 (صدارت؛ جناب جلیل عالی) (مہمان خصوصی؛ جناب علامہ قمر رعینی)	
209	اگست	جناب انجینئیر عثمان قریشی	اسلام آباد کلب (صدارت؛ جناب ڈاکٹر احسان اکبر) (مہمان خصوصی؛ جناب سلطان رشک)	
210	ستمبر	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 10/2	
211	اکتوبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2 (صدارت؛ جناب رشید ساقی) (مہمان خصوصی؛ جناب جلیل عالی و علامہ بشیر حسین ناظم)	
212	نومبر	ڈاکٹر عزیز احسن	بھارہ کہو (صدارت؛ جناب پروفیسر انور مسعود)	
213	دسمبر	جناب سید حسن زیدی	G - 8/4	
214	جنوری-07	جناب عباس ہاشمی	F - 6/1 (صدارت؛ جناب پروفیسر احسان اکبر)، (مہمان خصوصی؛ جناب جلیل عالی)	
215	فروری	جناب عبد الرشید منہاس	G - 11/1	
216	مارچ	جناب اسلم ساگر	I - 10/2	

انیسواں سال (2007-08)

217	اپریل-07	سالانہ مشاعرہ		چوہدری رحمت علی کمیونٹی سنٹر G - 7 مرکز
218	مئی	جناب سید جاوید رضا		I - 8/1
219	جون	جناب سید حسن زیدی		I - 8/4
220	جولائی	میجر محمد ارشد		G - 11/1
				(صدارت؛ جناب ذکی عثمانی کراچی)
221	اگست	ڈاکٹر احسان اکبر		G - 10/4
				(صدارت؛ جناب ڈاکٹر توصیف تبسم)
				(مہمان خصوصی؛ جناب افتخار عارف)
222	ستمبر	جناب عرش ہاشمی		G - 10/2
223	اکتوبر	جناب سید ابرار حسین		E - 6/3
				(صدارت؛ جناب ڈاکٹر عزیز احسن)
224	نومبر	جناب عبدالرشید چوہدری		مارگلہ ٹاؤن
225	دسمبر	جناب آصف اکبر		I - 10/2
				(صدارت؛ جناب پروفیسر انور مسعود)
				(مہمان خصوصی؛ جناب رشید ساقی)
226	جنوری-08	جناب اعجاز کلیم اشرف		I - 8/1
227	فروری	ڈاکٹر عزیز احسن		بھارہ کہو
228	مارچ	جناب اسلم ساگر		I - 10/1
				(صدارت؛ جناب محمد سبطین شاہجہانی)
				(مہمان خصوصی؛ جناب پیر نقیب الرحمٰن)

بیسواں سال (2008-09)

229	اپریل	سالانہ مشاعرہ (ردیف؛ ہزاروں)	سر سید میموریل اکیڈمی G - 5 (صدارت؛ جناب علامہ بشیر حسین ناظم،) (مہمان خصوصی؛ جناب قمر وارثی، جناب عارف منصور)
230	مئی	جناب سید جاوید رضا	I - 8/1 (صدارت؛ جناب ڈاکٹر احسان اکبر) (مہمان خصوصی؛ جناب حکیم سرو سہارنپوری)
231	جون	جناب سید آصف اکبر	G - 7 بلیو ایریا
232	جولائی	ڈاکٹر عزیز احسن	چوہدری رحمت علی کمیونٹی سنٹر G -7
233	اگست	جناب عرش ہاشمی	G - 6 مرکز
234	ستمبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
235	اکتوبر	ڈاکٹر عطاء اللہ عطاء	الفلاح لائبریری G - 7/3.2
236	نومبر	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4
237	دسمبر	جناب نظر علی زیدی	I - 8/3 (صدارت؛ جناب علامہ بشیر حسین ناظم) مہمان خصوصی؛ جناب ڈاکٹر ریاض مجید)
238	جنوری-09	جناب اعجاز کلیم اشرف	I - 8/1
239	فروری	ڈاکٹر عزیز احسن	بھارہ کہو
240	مارچ	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	چوہدری رحمت علی کمیونٹی سنٹر G -7 (صدارت؛ جناب علامہ بشیر حسین ناظم) (مہمان خصوصی؛ جناب رشید ساقی)

اکیسواں سال (2009-10)

241	اپریل-09	جناب سید حسن زیدی سالانہ مشاعرہ	سرسید میموریل ہال G - 5	
		(ردیف:اسوۂ نبی)	(صدارت: جناب رشید ساقی)	
			(مہمان خصوصی: جناب سید منصور عاقل، جناب عزیز احسن)	
242	مئی	جناب اعجاز کلیم اشرف	I - 8/1	
243	جون	جناب سید آصف اکبر	G -6 آبپارہ کمیونٹی سنٹر	
244	جولائی	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4	
245	اگست	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2	
246	ستمبر	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2	
247	اکتوبر	جناب ارشاد کلیمی	G - 10/1	
248	نومبر	جناب اسلم ساگر	I - 10/1	
249	دسمبر	جناب عبدالرشید چوہدری	مارگلہ ٹاؤن	
250	جنوری-10	جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی	I - 9/1	
			(صدارت: جناب رشید ساقی)	
			مہمان خصوصی: جناب علامہ بشیر حسین ناظم)	
251	فروری	جناب ارشاد کلیمی	F - 6/3	
252	مارچ	جناب اسلم ساگر	I - 10/1	

بائیسواں سال (2010-11)

253	پریل-10	سالانہ مشاعرہ (ردیف: یقیں)	I - 8/4
		جناب سید حسن زیدی	(صدارت: جناب پروفیسر احسان اکبر،
			(مہمان خصوصی: جناب قمر وارثی کراچی)
254	مئی	جناب سید آصف اکبر	I - 10/2
255	جون	جناب احمد محمود الزماں	F - 5/1

256	جولائی	جناب سید آصف اکبر	G -7 بلیو ایریا
257	اگست	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
258	ستمبر	جناب نظر علی زیدی	I - 8/3
259	اکتوبر	جناب ارشاد کلیمی	F - 6/3
260	نومبر	جناب محی الدین جمیلی	I - 8/1
261	دسمبر	جناب اعجاز کلیم اشرف	I - 8/1
262	جنوری-11	جناب عبدالرشید چوہدری	مارگلہ ٹاؤن
263	فروری	جناب سید آصف اکبر	G - 6 آبپارہ کمیونٹی سنٹر
264	مارچ	جناب اسلم ساگر	I - 10/1 امشال شادی ہال

تیئیسواں سال (2011-12)

265	اپریل-11	سالانہ مشاعرہ (ردیف؛ گفتگو) جناب محی الدین جمیلی	I - 8/2 (صدارت؛ جناب علامہ بشیر حسین ناظم) مہمان خصوصی؛ جناب قمر وارثی)
266	مئی	جناب سید حسن زیدی	I - 8/4
267	جون	جناب احمد محمود الزماں	F - 11/4
268	جولائی	جناب سید آصف اکبر	بلیو ایریا
269	اگست	جناب عرش ہاشمی	G - 10/2
270	ستمبر	جناب عبید اللہ فاروق	G - 10/2
271	اکتوبر	جناب ارشاد کلیمی	F - 6/3
272	نومبر	جناب عرش ہاشمی	G - 7 چوہدری رحمت علی کمیونٹی سنٹر
273	دسمبر	قاری عبید احمد ستی	G - 6/1
274	جنوری-12	جناب عبدالرشید چوہدری	مارگلہ ٹاؤن
275	فروری	جناب محسن شیخ	G - 11/1
276	مارچ	جناب اسلم ساگر	I - 10/3 امشال ویڈنگ ہال

چوبیسواں سال (2012-13)

277 اپریل-12 سالانہ مشاعرہ (ردیف؛ضوفشاں) I - 8/2
جناب محی الدین جمیلی (صدارت؛ جناب سید منصور عاقل)
مہمان خصوصی؛ جناب ڈاکٹر توصیف تبسم،
جناب قمر وارثی کراچی)

278 مئی جناب ارشاد کلیمی F - 6/3
279 جون جناب عبدالرؤف ملک I - 8/3
280 جولائی جناب سید ابرار حسین I - 8/4
281 اگست جناب عرش ہاشمی G - 10/2
282 ستمبر صاحبزادہ غلام شمس الدین گیلانی دربار گولڑہ شریف
283 اکتوبر جناب سید حسن زیدی I - 8/4
284 نومبر جناب نظر علی زیدی بحریہ ٹاؤن
285 دسمبر جناب ارشاد کلیمی F - 6/3
286 جنوری-13 جناب احمد محمود الزماں گلشن جناح
287 فروری جناب شوکت علی خان G - 9/1
288 مارچ جناب اسلم ساگر I - 8/3

پچیسواں سال (2013-14)

289 اپریل-13 سالانہ مشاعرہ (ردیف؛ مطمئن) راولپنڈی آرٹس کونسل
جناب محی الدین جمیلی (صدارت؛ جناب قمر وارثی کراچی)

290 مئی جناب ڈاکٹر عزیز فیصل روات اسلام آباد
291 جون جناب سید حسن زیدی I - 8/4
292 جولائی جناب عرش ہاشمی گارڈن ٹاؤن

293	اگست	جناب اعجاز کلیم اشرف	I - 8/1
294	ستمبر	جناب سید آصف اکبر	I - 10/2
			(صدارت؛ جناب محمد حنیف نازش قادری)
295	اکتوبر	جناب احمد محمود الزماں	G - 5 ptv hqrs
296	نومبر	ڈاکٹر احسان اکبر	G - 10/4
			(صدارت؛ جناب جلیل عالی)
			(مہمان خصوصی؛ جناب محمد حنیف نازش قادری)
297	دسمبر	جناب ارشاد کلیمی	F - 6/3
298	جنوری-14	جناب اقرار احمد	فضائیہ کالونی نزد کھنہ پل
299	فروری	صدر وش یونیورسٹی	وش یونیورسٹی، H - 8/1
300	مارچ	جناب اسلم ساگر	I - 10/2
			(صدارت؛ جناب محسن شیخ)
			(مہمان خصوصی؛ جناب رشید ساقی، جناب کے ایم زاہد)

======

محفلِ نعت

پہلے سالانہ نعتیہ مشاعرہ کی روداد

عرش ہاشمی، سیکرٹری محفلِ نعت

مسلمانانِ عالم کا وہی دورِ ترقی اور عروج کا دور رہا ہے جس میں نعت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی وابستگی رہی اور جب یہ تعلق کمزور ہوا تو اہلِ اسلام کا زوال اور تنزل کا دور شروع ہوا۔ الحمدللہ آجکل نعت کے چرچے پہلے سے کہیں زیادہ ہو رہے ہیں اور اراکین محفلِ نعت اسلام آباد لائق صد مبارک باد ہیں جنھوں نے دارالحکومت میں پہلی نعتیہ ادبی تنظیم قائم کر کے باقاعدگی سے ماہانہ نعتیہ مشاعروں کی طرح ڈالی۔ ان خیالات کا اظہار معروف نعت گو شاعر اور ادیب پروفیسر کرم حیدری نے محفلِ نعت کے زیرِ اہتمام پہلے سالانہ نعتیہ مشاعرے کی تقریب میں اپنے صدارتی کلمات ارشاد کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا اسلام آباد میں اتنے کامیاب نعتیہ مشاعرے اور نعت گو شعراء کی اتنی کثیر تعداد کے پیشِ نظر اسے واقعی اسلام آباد ماننا پڑے گا۔

اس نعتیہ مشاعرے میں واہ کینٹ سے جناب انوار احمد عثمانی اور ہری پور ہزارہ سے سید اسمٰعیل رضا ذبیح نے مہمانانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی جب کہ راقم الحروف (عرش ہاشمی) کو نظامت کا شرف حاصل ہوا۔

اسٹاف ویلفیئر آرگنائزیشن اور اکادمی ادبیات پاکستان کے تعاون سے یہ سالانہ تقریب کمیونٹی سنٹر آبپارہ میں منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر قاری محمد یونس نے آغاز میں تلاوت کلام پاک اور ہدیہ نعت پیش کیا صدر تنظیم محمد سبطین شاہجہانی نے محفلِ نعت کے قیام اور ایک سالہ کارکردگی پر روشنی ڈالتے ہوئے تمام معاصر ادبی و دینی تنظیموں اور اخبارات کی طرف سے بھرپور تعاون پر ان کا شکریہ ادا کیا اور سرکاری و غیر سرکاری اداروں کے تعاون اور پیغامات تہنیت پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آئندہ بھی تعاون کی درخواست کی۔

سالانہ نعتیہ مشاعرے کی تقریب کے بعد شعرائے کرام کے اعزاز میں عشائیے کا اہتمام کیا گیا۔ آخر میں ملک و ملت کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔ سیکرٹری محفلِ نعت نے آئندہ ماہ کے مشاعرے کے بارے میں اعلان کیا کہ آئندہ مشاعرہ جناب سید حسنین کاظمی کی رہائش گاہ پر ہوگا۔ اب ملاحظہ کیجیے اس سالانہ نعتیہ مشاعرے سے انتخاب کلام:

عرش ہاشمی

نعت پاک نبی لب پہ رہنے لگی، مجھ کو لگنے لگی زندگی زندگی
دل نے پائی اطاعت میں جب چاشنی، مجھ کو لگنے لگی زندگی زندگی

اکبر حمزئی

خسروانِ دہر کی شاہی میں یہ عظمت کہاں
آپ کے در کی مجھے بس چاکری اچھی لگی

مصطفی علی سید

مہکتے ہیں وہ رستے جن سے ہوتا ہے گذر ان کا
جو مہکے عطر کی مانند وہ ان کا پسینہ ہے

شیدا چشتی

جب بھی کسی نے ان کو پکارا تو آپ نے
چشم کرم پھر اس سے ہٹائی نہیں کبھی

عطاء اللہ عطاء

بلندی پہ گردوں کو نازش بہت
ہے عرش بریں زیر پائے جناب

شکیل اختر

ان کے احساس سے ذہن کے در کھلے اور جبریل سوچیں اترنے لگیں
میں تو حرف سخن لکھ رہا تھا کہ لفظوں سے دیکھی نکلتی ہوئی روشنی

وفا چشتی

بجز حضور مسیحائے عصر کوئی نہیں
ہم ان کے در پہ نہ جائیں تو پھر کہاں جائیں

آدم خاکی کہاں عرش علی تک جائے
وہ بشر ہو کے بھی یوں حد بشر سے نکلے

اقبال چشتی

یا نبی آپ اس وقت بھی تھے نبی جب کیا بھی نہیں تھا ظہور آپ نے
مکہ و طیبہ و کربلا و نجف کتنے روشن کیے کوہ طور آپ نے

بندہ فریدی

زندگی عشق نبی میں یوں بسر ہو جائے
شام غم آنے سے پہلے ہی سحر ہو جائے

محبوب عزمی

ساری حمد و ثنا ہے خدا کے لیے، حمد اسم مبارک میں موجود ہے
یوں تو واجب ہے سجدہ خدا کو مگر آپ کے دم سے آدم بھی مسجود ہے

اصغر عابد

اک جانب تاریخ کھڑی ہے لفظوں کے انبار لیے
لیکن آپ کا سیدھا سچا آخری خطبہ ایک طرف

عاشق حسین عاشق

رونق چمنستان فکاں کی تمہی آقا
لاریب کہ ہستی کے تمہی نور، تمہی زین

وزیر جالندھری

حضور آئے تو ساتھ اپنے خدا کا لے کر پیام آئے
کہا ہے صل علیٰ سبھی نے جو لب پہ آقا کا نام آیا

شفیق ہاشمی

دل میں درود پاک کی سجتی ہیں محفلیں
جب بھی زباں پہ شاہ مدینہ کا نام ہو

حکیم اشرف منصور

تو ہی مشکل کشا تو ہی حاجت روا
مصطفی مصطفی مصطفی مصطفی

میاں تنویر قادری

صدقے میں آنحضور کے کیا کیا نہیں ملا
کیا کیا کرے بیاں کوئی کیا کیا کرے رقم

منور راہی

حب حبیب اکمل جنت کے در کی کنجی
نعت رسول اکرم فردوس کا ترانہ

عرفان رضوی

قاب قوسین ہے اک آن کی منزل جس کی
کیا بیاں مجھ سے ہو اس حسن کی رفتار کا حسن

رئیس بدایونی

بنایا امتی پیارے نبی کا
رئیس اس نے کرم کی انتہا کی

صاحبزادہ روح الحسنین معین

کروں کس طرح میں ثنا مصطفی کی
سخن چاہتا ہے زباں کبریا کی

صابر کاس گنجوی

اپنی نظروں میں وہی اچھا رہا
جو محبت آپ سے کرتا رہا

سید ظہیر زیدی

زمین و آسماں مہکے ہیں ان کی خوشبو سے
بسی ہوئی ہے ہر اک گل میں مشکبوئے رسول

حکیم سرو سہارنپوری

ہر ایک دھڑکن پہ اب تو دل کی گماں یہ ہوتا ہے سروؔ جیسے
مجھے وہ آواز دے رہے ہیں غلام آئے غلام آئے

مسرور جالندھری

جنت کی ہواؤں کی طلب شیخ کو ہوگی
میں آپ کے دامن کی ہوا مانگ رہا ہوں

خرم خلیق

دنیا میں ہو معراج بصارت مرے آقا
ہو روضۂ اقدس کی زیارت مرے آقا

حسن زیدی

میں کب سے چاہتوں کے سمندر میں غرق ہوں
ہر موج شوق ساحل رحمت لگی مجھے

ڈاکٹر خورشید رضوی

السلام اے شہ جن و ملک، حور و پری
جس کی قامت پہ کھلا حسن لباس بشری

ظفر اکبر آبادی

آپ ہیں ہر عنوان سے پہلے روشنی صبح بشریت
آپ ہیں آخری شمع نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

بشیر حسین ناظم

نمک از خوان لطف او چشیدم
ازیں رو افصح و شیریں زبانم

سید حسنین کاظمی شاد

بخشی ہے نئی زندگی انساں کو نبی نے
توڑی ہیں سبھی کہنہ و فرسودہ روایات

محمد سبطین شاہجہانی

جمال سید کونین سے منور ہیں
مکاں کے قمقمے ہوں یا ہوں لامکاں کے چراغ

سید اسمعیل رضا ذبیح (مہمان خصوصی)

ساری خلقت میں نہیں حسن نبی کا ثانی
آسماں پر بھی نہیں جس کو بنائیں تمثال

انوار احمد عثمانی

جلوہ نما ہیں آج بھی سرکارِ دوجہاں
باطن اگر ہے صاف تو دیدار کیجیے

پروفیسر کرم حیدری (صدر محفل)

عمل سے ہم نے بنایا اپنے ہمیشہ ساماں نداموں کا، قیامتوں کا
ہر اک ندامت، ہر اک قیامت کو اس کی چشم کرم نے ٹالا ہمیں سنبھالا

محفلِ نعت

جشن سیمیں کے موقع پر

پچیسویں سالانہ نعتیہ مشاعرہ کی روداد

رپورٹ: عرش ہاشمی

سیکرٹری محفلِ نعت اسلام آباد

سرکارِ رسالت مآب ﷺ کی شان میں ہدیہ عقیدت کے 25 سال محفلِ نعت کا اعزاز ہیں

نعتیہ ادب کے فروغ کے 26 ویں سال کے آغاز پر شاندار سالانہ نعتیہ مشاعرے کا انعقاد

....

اسلام آباد: وطن عزیز میں گذشتہ 25 برسوں میں ایک تسلسل سے نعتیہ مشاعرے منعقد کر کے سرکار رسالتمآب ﷺ کو نذرانہِ عقیدت پیش کرنا محفلِ نعت اسلام آباد کا ایسا منفرد اعزاز ہے جو کسی بھی دوسری ادبی تنظیم کو حاصل نہیں ہو سکا۔ محفلِ نعت نے ہر ماہ باقاعدگی سے نعتیہ نشستیں منعقد کرتے ہوئے 25 ویں سال کے اختتام پر 300 نعتیہ محافل مکمل کر لی ہیں جو یقیناً ان محافل کی بارگاہِ رب العزت میں قبولیت کا واضح ثبوت ہے۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر پروفیسر احسان اکبر صدر محفلِ نعت اسلام آباد نے 26 ویں سال کے آغاز پر منعقدہ سالانہ نعتیہ مشاعرے کی صدارت کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اراکین محفلِ نعت اس عظیم سعادت پر جتنا بھی شکر بجالائیں وہ کم ہے۔ یہ محفلِ مشاعرہ پاک ترک انٹرنیشنل اسکول H-8 کیمپس میں رومی فورم (پاکستان) کے تعاون اور دبستانِ وارثیہ کراچی کے اشتراک سے منعقد کی گئی۔ اس محفل میں دبستانِ وارثیہ کے رکن عارف منصور (لاہور) مہمانِ خصوصی تھے جبکہ رومی فورم کے قائم مقام چیرمین جناب سوات ارگوان بھی مہمانِ خاص کے طور پر اسٹیج پر موجود تھے۔ اس محفلِ مشاعرہ کے لئے ''شب و روز'' ردیف کا اعلان کیا گیا تھا اور تمام شعراء نے اس ردیف کے تحت اپنی نعتیہ نگارشات پیش کیں۔ اس کے ساتھ ہی محفلِ نعت کا یہ ادبی سفر

اپنے 26 ویں سال میں داخل ہوگیا۔ اس سالانہ محفل کی نظامت سیکریٹری محفلِ نعت اور معروف نعت گو شاعر عرش ہاشمی نے کی۔ آغاز میں ممتاز قاری جناب غضنفر علی نعیمی نے خوبصورت لحن میں تلاوتِ کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔ رومی فورم کے چیرمین جناب سوات ارگوان نے ترکی کے قومی شاعر محمد عاکف کی نعت کے اشعار پیش کئے جن کا انگریزی ترجمہ جناب سہیل عزیز نے پیش کیا۔ ترکی کے علامہ محمد فتح اللہ گولن کا نعتیہ کلام اور اردو منظوم ترجمہ جناب حسنین نازش نے پیش کیا۔ اپنے ابتدائی کلمات میں چیرمین رومی فورم نے محفلِ نعت اسلام آباد کے اشتراک سے اس محفل کے انعقاد کو اپنے لئے سعادت قرار دیا اور شعراء کرام کا خیر مقدم کرتے ہوئے آئندہ بھی محفلِ نعت اسلام آباد کے ساتھ مزید تعاون کی امید کا اظہار کیا۔ آغاز میں حمدیہ دور ہوا جس میں عارف منصور، نسیمِ سحر، ضیاالدین نعیم اور عبدالرزاق عاقل نے حمد کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد نعتیہ مشاعرہ کا آغاز ہوا جو رات گئے اختتام پذیر ہوا۔ جن شعراء نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا اُن میں ڈاکٹر احسان اکبر، عارف منصور، رشید ساقی، نسیمِ سحر، سیّد ضیاء الدین نعیم، سیّد آصف اکبر، عبدالقادر تاباں، ڈاکٹر عزیز فیصل، سیّد حسن زیدی، میاں تنویر قادری، حسن اختر احسن، حافظ نور احمد قادری، حافظ عبدالغفار واجد، عبدالرشید چوہدری، شہاب صفدر، علی یاسر، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، الیاس بابر، رشید امین، سہیل عزیز، شاہد کوثری، اسلم ساگر، احمد محمود الزمان، ساغر ہاشمی، بیدل جونپوری، عبدالرزاق عاقل، طاہر حبیب قاضی اور عرش ہاشمی شامل ہیں۔

اس محفل کی خاص بات یہ تھی کہ اس مشاعرے کیلئے ردیف ''شب و روز'' دی گئی تھی جبکہ شعراء کو اپنی نعت کے لئے اپنی پسند کی بحر اور قافیہ منتخب کرنے کی آزادی تھی۔ چنانچہ کلام میں مختلف قوافی کی وجہ سے بہت دلکشی پیدا ہوگئی تھی۔ پیشِ خدمت ہیں، اس مبارک سالانہ نعتیہ محفل سے منتخب اشعار:۔

ڈاکٹر احسان اکبر: حیرت میں گذار آیا حضوری کا زمانہ
(صدرِ مشاعرہ) یوں ہاتھ سے جاتے رہے احسان شب و روز

عارف منصور (لاہور): کیسے نہ ہوں ہم آپ پہ قربان شب و روز
(مہمانِ خصوصی) ہم پر ہیں حضورؐ آپ کے احسان شب و روز

رشید ساقی: رکھتا ہے خدا اُس کو سدا اپنی اماں میں
وابستہ نبیؐ سے ہے جو انسان شب و روز

نسیمِ سحر : ممکن ہے کہ سرکارؐ بلاوا مجھے بھیجیں
رہتا ہوں سفر کے لئے تیار شب و روز

سیّد آصف اکبر: آپ جیسا نہ کوئی اور بنایا اُس نے
ورنہ مخلوق بنا تا ہی ہے صانع شب و روز

سیّد ضیاء الدین نعیم: سارے ادوار سے بہتر تھا نعیم آپؐ کا دور
ہر گھڑی گونج رہی ہے یہ صدائے شب و روز

عبد القادر تاباں: دنیا میں اُلجھتے نہیں طیبہ کے مسافر
دنیا بدلتی ہے کئی رنگ شب و روز

ڈاکٹر عزیز فیصل: ہائے کیونکر نہ مدینے میں گذارے شب و روز
میں تو گنتا ہوں یہی اپنے خسارے شب و روز

شاہد کوثری: پہلے یثرب کو بنایا ہے مدینہ تو نے
پھر مؤاخات سے لوگوں کے سنوارے شب و روز

شہاب صفدر: طے حالِ حضوری کی طلب میں ہوا ماضی
گذریں گے اب اس یاد میں آئندہ شب و روز

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد: ترے طلوع سے روشن ہوئے سبھی در و بام
ترے ظہور سے رخشندہ تر ہوئے شب و روز

علی یاسر : میرا ہے یہی جنوں شب و روز یاد آپؐ کو میں کروں شب و روز
یہ سوچ کے وقفِ نعت ہم ہیں کیجئے بیکار کیوں شب و روز

میاں تنویر قادری: کرتے ہیں مہ و مہر طوافِ درِ آقا
مصروف ثنا عالم امکاں ہے شب و روز

سیّد حسن زیدی: ہے دیس کے لبادے میں منافق کی جماعت
ہے گرم یہاں قتل کا بازار، شب و روز

حافظ نور احمد قادری: آیا ہے کوئی اُن سا، نہ آئے گا ابد تک
دیتا ہے گواہی یہی قرآن، شب و روز

حسن اختر احسن: بس اُنؐ کے سوا کوئی نہیں اپنا سہارا
(منڈی بہاؤالدین) ہم کرتے ہیں اِس امر کا اقرار شب و روز

حافظ عبد الغفار واجد: لکھوں میں کبھی حمد، کبھی نعتِ پیمبر
(کامرہ اٹک) اے کاش کہ ہو میرا یہی کام شب و روز

عبد الرشید چوہدری: سرکارِ دوعالمؐ کی محبت کا تقاضا
سرکارؐ کی طاعت میں گذر جائیں شب و روز

سہیل عزیز: اک اسمِ محمدؐ کا سہارا ہے شب و روز
اب اِس کے سوا کون ہمارا ہے شب و روز

رشید امین: ہر سُو ورفعنا لک ذکرک ہے نمایاں
ہوتی ہے عیاں عظمتِ سرکار شب و روز

الیاس بابر: یہی تو اُن سے محبت کا فیض ہے بابر
درود و نعت پہ آ کر سمٹ گئے شب و روز

احمد محمود الزماں: سرورِ دیں کی ہے یاد وظیفہ میرا
زندگی اب مری بیگانۂ غم ہے شب و روز

اسلم ساگر: صد شُکر یہ توفیق مِلی آپؐ کے صدقے
اب کام مِرا نعت نگاری ہے شب و روز

ساغر ہاشمی: اُس سے بڑھ کر کوئی خوش بخت نہیں ہو سکتا
اُن کی توصیف میں جو شخص گذارے شب و روز

عرش ہاشمی: شہرِ طیبہ کے حسیں، رحمتوں والے شب و روز
روز و شب ہیں، وہ تصور میں نرالے شب و روز
تجھ پہ لازم ہے خدا اور نبیؐ کی طاعت
عرش بس نامِ نبی، نامِ خدا لے شب و روز

محفل نعت

کے بیس سال مکمل ہونے پر منظوم خراج تحسین

شاہ محمد سبطین شاہجہانی

محفل نعت عرشِ حق کا فراز
محفل نعت سوز و ساز و گداز

محفلِ نعت نعمتوں والی
محفلِ نعت شہرِ حرفِ جَلی

محفلِ نعت صد صلوٰۃ و سلام
بر شہ دوسرا و خیر اَنام

ہے یہی بزم قاسم انوار
اس سے ملتے ہیں گوہرِ اَسرار

کیف و مستی سرور و نور یہاں
معنی و لفظ کے ہیں طور یہاں

محفلِ نعت نے سنائے نشید
نعت گوئی ہے بخششوں کی نوید

دور ہوتے ہیں اس سے رنج و محن
محفلِ نعت ہے کرم کا چمن

قلبِ عرفاں کا یہ ستارہ ہے
محفلِ نعت نور دھارا ہے

اس سے اسلام ہو گیا آباد
نعت گوئی کی شان زندہ باد

دے رہی ہے ہمیں دمک ایسی
کوئی محفل نہیں ہے اس جیسی

اس کی تابانیوں کے چرچے ہیں
کارنامے کچھ اس کے ایسے ہیں

شہرِ اسلامیہ کا ناز ہے یہ
آسمانِ ادب کا قاز ہے یہ

یا الٰہی سدا رہے یہ شاد
محفلِ نعت تا اَبد آباد

اِس نگر میں کلیمِ نعت مکیں
جن کے حسنِ بیاں میں نورِ یقیں

جو کرم کے عطا کے ناشر ہیں
بندگانِ ادب کے ناصر ہیں

یہ امین امانت ذیشان
یہ وفادارِ صاحب قُرآن

اس کے ارکان خیر والے ہیں
ظلمتوں میں حسیں اُجالے ہیں

اُن کو تارے خراج دیتے ہیں
جو محبت سے نعت لکھتے ہیں

حَرف و الفاظ فکر و ذوق کا رنگ
دیدنی ان کے اوجِ شوق کا رنگ

سید کائنات کا ہے کرم
محفلِ نعت ہے بہارِ ارم

یہ حسین و جمیل شہنائی
اس کو بخشی گئی ہے یکتائی

یہ چراغِ حرم کی تابانی
اس میں روشن ہے نورِ رحمانی

کہکشاں کہکشاں ہے اس کا چلن
اس کی سج دھج عجب، عجب ہے پھبن

قریہ قریہ میں بانٹتی ہے ضیاء
اس کو کہتے ہیں بزمِ نُور نُما

صاحبانِ عقیدۂ روشن
نعت والے ہیں فیض کا گلشن

بیس برسوں سے دے رہے ہیں ضیاء
ان کا مرکز ہے شہرِ شاہِ ہدیٰ

منعقد ہو رہی ہے ماہ بہ ماہ
محفلِ نعت تابشوں کی راہ

محفلِ نعت کی جو عظمت ہے
خواجۂ عالمیں کی رحمت ہے

سیّد کائنات کی توصیف
اصل میں میرے رب کی ہے تعریف

بیس برسوں میں کوئی ناغہ نہیں
اس کے اقدام کس قدر ہیں حسیں

نعت سے دل میرا عبارت ہے
نعت سے روح کی طہارت ہے

اُنس ہے ربط ہے محبت ہے
مجھ کو سبطینؔ اس سے الفت ہے

☆☆☆☆

محفل نعت

پہلی سالگرہ پر اہل علم کے تاثرات

حضرت پیر حبیب اللہ حاویؒ (لاہور)

''محفل نعت'' خطۂ پوٹھوہار کی نہایت قابل ستائش ادبی و روحانی تنظیم ہے جو اپنی بھرپور کوششوں کے ذریعے نعت مبارک کی تابانیاں گھر گھر، نگر نگر اور گلی گلی بکھیر رہی ہے۔

یہ عظمتیں ہیں مقدر کسی کسی کے لیے

محفل نعت کی مجالس خاص برکات و کیفیات کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ ایسا عظیم بابرکت اور باسعادت کام ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے کیوں کہ دولت ایمان تو محبت مصطفیٰ میں ہے جو فضل ایزدی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

محفل نعت کے ارکان مبارک باد کے لائق ہیں جو اس مبارک مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

احمد ہاشمی ایڈیٹر ماہنامہ ''روایت'' راولپنڈی

محفل نعت کے پہلے سال کی تکمیل پر انتہائی مسرت کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ نے اور محفل نعت کے تمام اراکین نے جس عقیدت، محبت اور خلوص کے ساتھ فروغ نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کوششیں کی ہیں وہ نہ صرف موجب خیر و برکت ہیں بلکہ قابل تقلید و ستائش ہیں۔ اللہ تعالیٰ، اراکین محفل نعت، ان محافل مشاعرہ میں شریک ہونے والے اہل محبت شعراء کرام، سامعین اور خصوصاً منتظمین کے ذوق و شوق، عقیدت و احترام، خلوص و محبت کو سلامت رکھے، مزید جلا بخشے اور ان تمام اہل محبت کو اپنی محبت اور عنایت کے لیے مخصوص فرمائے۔ آمین۔

غلام ربانی اگرو چیئر مین اکادمی ادبیات پاکستان

میرے لیے یہ اطلاع مسرت اور انبساط کا باعث ہے کہ دارالحکومت کی دینی و ادبی تنظیم ''محفل نعت'' اپنی پہلی سالگرہ کے موقع پر ایک روح پرور سالانہ نعتیہ مشاعرہ کا اہتمام کر رہی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم انسانیت پر اس قدر احسانات ہیں کہ ابد تک ان کی تعریف و توصیف ہوتی رہے گی اور ان پر درود و سلام بھیجا جاتا رہے گا۔

شاعری ایک وہبی صلاحیت ہے اسے انسان اپنی کوشش سے اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا۔ خدا کی طرف سے ودیعت کردہ اس صفت پر پہلا حق خدا اور محبوب خدا کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود نعت گوئی کا فن اسی طرح تازہ ہے اور دل کی گہرائیوں سے کہے جانے والے دل خیز و دل ریز نعتیہ اشعار آج بھی فضاؤں میں مسلسل گونجتے رہتے ہیں جو لکھنے والوں اور سننے والوں کے لیے باعث خیر و برکت ہیں۔ محفل نعت کی جانب سے سالانہ نعتیہ مشاعرے کا انعقاد ہر اعتبار سے ایک مستحسن کاوش ہے میری دعا ہے کہ اسے خدا اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں قبولیت نصیب ہو۔ آمین۔

سید امین الدین امین (سرپرست) و سید شجاعت حسین بزم (صدر) گوشۂ ادب اسلام آباد

اراکین گوشۂ ادب اسلام آباد ادبی و مذہبی تنظیم محفل نعت اسلام آباد کو اپنا پہلا سالانہ نعتیہ مشاعرہ منعقد کرنے کے موقع پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ تنظیم اسی دینی و ادبی جوش و جذبہ کو جاری و ساری رکھے۔

محمد حسین راجپوت (صدر انتظامیہ) حلقہ جعفری رحمانی اسلام آباد

یہ سن کر مسرت ہوئی کہ محفل نعت اسلام آباد اپنے پہلے سالانہ نعتیہ مشاعرے کے مبارک موقع پر ایک بروشر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔

''محفل نعت'' دارالحکومت کی مذہبی، روحانی، ادبی تنظیموں میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔

اس کے نعتیہ مشاعرے روحانی کیف وسرور اور اپنے دامن میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابانیاں لیے ہوئے ہوتے ہیں۔اس قسم کی ایک دینی و ادبی تنظیم کی ضرورت عرصے سے محسوس کی جارہی تھی۔اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت اراکین محفل نعت کو عطا فرمائی۔

حلقہ جعفری رحمانی اسلام آباد کے ہر فرد کی دعائیں اور تعاون بفضلہ تعالیٰ آپ کو حاصل رہے گا۔

محمد جاوید قادری (نگران) دعوت اسلامی اسلام آباد

اراکین محفل نعت اسلام آباد اس امر کے لیے لائق تحسین و ستائش ہیں کہ انھوں نے ایک سال کی قلیل مدت کے اندر اندر اپنی لگن اور خلوص کے ساتھ سجائی ہوئی نعتیہ ادب کی محفلوں کے ذریعے اسلام آباد اور راولپنڈی کے تمام ادبی اور دینی حلقوں میں اپنا ایک منفرد مقام پیدا کر لیا ہے سچی بات تو یہ ہے کہ محفل نعت نعتیہ ادب کے حوالے سے قائم شدہ کئی دوسری تنظیموں سے اپنی کارکردگی کے ذریعے کہیں سبقت لے گئی ہے۔میں دعوت اسلامی کی جانب سے اراکین محفل نعت کو پہلے سالانہ نعتیہ مشاعرے کے موقع پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں لب کشائی معمولی بات نہیں مدح وثنائے محبوب رب کائنات ایک نہایت ہی اعلیٰ مقام ہے اور یہ اسے ہی حاصل ہوتا ہے جس پر اللہ عزوجل کا خاص کرم ہوتا ہے۔ورفعنا لک ذکرک تو رب کائنات کی شان ہے اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کرنے کے لیے جن بندوں کو رب پاک عزوجل توفیق مرحمت فرمائے ان کی سعادت اور شرف کا کیا کہنا۔ بلاشبہ اراکین محفل نعت اسلام آباد کو بھی یہ شرف ملا ہے۔دعوت اسلامی کا مشن یہی ہے کہ ہم غلامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ زبان سے کرنے کے ساتھ ساتھ عملا اطاعت اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت عام کریں۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔آمین۔

سید ریاست علی قادری (بانی وصدر) ادارہ تحقیقات امام رضا اسلام آباد

مجھے یہ جان کر انتہائی مسرت ہوئی کہ اراکین محفل نعت اسلام آباد نعتیہ مشاعرہ منعقد کرنے کا

اہتمام کر رہے ہیں۔ بحمد اللہ "محفل نعت" کی محافل میں شرکت کرنا کسی طرح بھی عبادت سے کم نہیں جہاں کہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور شعراء کرام گلہائے عقیدت اور نذرانہ ہائے محبت پیش کرتے ہیں اور اپنی نعتوں کے ذریعے حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیتے ہیں۔

آج عالم اسلام کی بڑی ضرورت اتحاد ہے لیکن یہ اتحاد دلوں میں حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ممکن نہیں اور دلوں میں حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع روشن کرنے کا سب سے موثر ذریعہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اراکین محفل نعت اسلام آباد مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے نعت گوئی کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں محبت رسول کے چراغ روشن کر دیئے ہیں۔

عاشق حسین عاشق (صدر) بزم کنج نعت راولپنڈی

"محفل نعت" اسلام آباد کا قیام اور خوبصورت مشاعرے باذوق احباب کے لیے جہاں باعث اطمینان ہیں وہاں میرے لیے اضافی مسرت کے حامل بھی ہیں شاید اس لیے کہ اس کمی کو سب سے پہلے خاکسار نے شدت سے محسوس کیا اور راولپنڈی میں باقاعدہ ماہانہ نعتیہ مشاعروں کو رواج دیا۔ خدا کرے کہ ہماری کاوشوں کے نتیجے میں وہ دن جلد آئے کہ توصیف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کماحقہ کہی اور سنی جائے۔ آمین

مشکور حسین قادری (صدر) المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی (ٹرسٹ) اسلام آباد

محفل نعت اسلام آباد ایک ایسی پاکیزہ تنظیم ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے قلوب میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ جذبہ پیدا کرنا ہے جو مسلمانوں کا مدار ایمان ہے۔ محفل نعت کے اراکین حمد و نعت کی محفلیں سجا کر اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور لوگوں کے ایمان کی پختگی کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔

حمد و نعت کا موضوع اتنا وسیع و عمیق ہے کہ اگر اس کائنات کی ہر شے ازل سے ابد تک ہمہ وقت مصروف گفتگو رہے تب بھی یہ موضوع ختم نہیں ہوسکتا۔ پھر نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

موضوع اتنا حسین ہے کہ کوئی اور موضوع ایسا ہو ہی نہیں سکتا جو پاکیزہ اور نورانی ماحول ایسی محافل نعت میں ملتا ہے وہ کسی دوسری جگہ میسر نہیں آسکتا۔ یہ بڑی خوشی اور مسرت کا مقام ہے کہ اس پاکیزہ ماحول کو فروغ دینے اور لوگوں کو اس طرف راغب کرنے کے سلسلے میں اراکین محفل نعت اسلام آباد مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی خدمات یقینا قابل ستائش ہیں۔

میری دعا ہے کہ محفل نعت اسلام آباد اپنی کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے ایک دن پورے اسلام آباد کی فضا کو پرنور اور معطر بنا دے۔ آمین۔ المصطفی ویلفیئر سوسائٹی اسلام آباد بصمیم قلب محفل نعت کے اراکین کو مبارک باد پیش کرتی ہے جنہوں نے اسلام آباد میں ایک عظیم الشان سالانہ محفل نعت کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنے اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

ایس ایم رؤف (ڈائریکٹر) ادارہ ہاؤس آف نالج اسلام آباد

یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ معاصر ادبی و دینی تنظیم محفل نعت اسلام آباد اپنے پہلے سال کی تکمیل کے موقع پر ایک شاندار سالانہ نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کر رہی ہے اور اس موقع پر ایک بروشر بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ میں ہاؤس آف نالج اسلام آباد کی جانب سے اس موقع پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

موجودہ دور میں جب کہ اسلامی اقدار و روایات دم توڑتی نظر آتی ہیں۔ ایک خالص دینی ادبی تنظیم کا قیام اور ایک سال کے دوران شاندار کارکردگی خود اراکین محفل نعت کے لیے تو باعث خیر و برکت ہے ہی مگر اسکے ساتھ ساتھ معاشرے میں فلاح و خیر کے فروغ کا باعث بھی ہے۔ محفل نعت کے زیر اہتمام بڑی باقاعدگی سے ماہانہ نعتیہ مشاعرے منعقد کیے جاتے رہے ہیں جن میں سے بعض میں شرکت کی سعادت مجھے بھی حاصل ہوئی ہے یقینا اس قسم کی محافل کا انتظام و انصرام کرنے والے مبارک باد اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔

ہم اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ ان مجاہدوں کو مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے اور نعت کی محافل کے ذریعے اہل ایمان کے دلوں کو اسی طرح حرارت ملتی رہے۔

محفلِ نعت

بیسویں سال کی تکمیل پر

علامہ بشیر حسین ناظم کے تہنیت نامے سے اقتباس

اپریل 1989ء میں دارالحکومت اسلام آباد میں محفلِ نعت معرضِ وجود میں آئی جس کے پہلے صدر شاہ محمد سبطین شاہجہانی تھے۔ موجودہ صدر ڈاکٹر پروفیسر احسان اکبر ہیں جب کہ جناب عرشؔ ہاشمی تنظیم کے سیکرٹری ہیں۔ اسی طرح 2001ء میں بزمِ حمد و نعت منصہ شہود پر آئی۔ محفلِ نعت اور بزم حمد و نعت دونوں کا مقصدِ وحید ایک ہی ہے یعنی نئی نسل میں نعت نگاری کا ذوق و شوق پیدا کرنا۔

میں سمجھتا ہوں کہ محفلِ نعت اسلام آباد کے موجودہ اور سابقہ جملہ عہدیداران اور اراکین خاص طور پر لائق صد تحسین و تبریک ہیں کہ اس تمام عرصے میں ماہانہ نعتیہ مشاعروں کے اس مبارک سلسلے میں التوا یا تاخیر نہیں ہوئی اور ہر ماہ باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ دارالحکومت کے مختلف سیکٹروں اور مضافاتی علاقوں میں یہ محافل منعقد ہو رہی ہیں جن کے برکات سے اسلام آباد کی فضائیں یقیناً فیضیاب ہو رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ایسی نورانی اور منزہ محافل کے انعقاد کی بیش از پیش توفیقات ارزانی فرمائے اور ہم سب کو دامانِ کرم مصطفیٰ ﷺ سے ہر دم سچی وابستگی عطا فرمائے۔

آمین یا ارحم الراحمین۔

محفلِ نعت

جشنِ سیمیں کے موقع پر اہلِ علم کے تاثرات

ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی

عام شاعری میں شاعر کے ذاتی میلانات اور اس کے دکھ، سکھ، ہجر و وصال کی کیفیات اور عشق کی واردات کے ساتھ ساتھ غمِ دوراں کا اظہار ہوتا ہے اس لیے شاعر اس میں کسی نہ کسی طور منہمک رہتا ہے اور کچھ نہ کچھ اشعار کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال ہی لیتا ہے۔ لیکن نعتیہ شعر کہنے کی خواہش یا urge اس وقت پیدا ہوتی ہے جب شاعر کی شخصیت اور اس کے تخلیقی وجدان پر حبِ رسول ﷺ کی پوری گرفت ہو! لیکن ہمارے معاشرتی ماحول میں، ایسا کم کم ہوتا ہے۔ نعتیہ شاعری کے فروغ میں شعراء کا حصہ اس وقت اپنی تاب و تب دکھلاتا ہے جب شعر گوئی کے لیے کوئی تحریک ہو۔ ورنہ عام طور پر، شعراء اطہر نفیس کی طرح یہ کہہ کر سچا شعر نہ سنا سکنے کا جواز پیش کرتے ہیں:

ع　کوئی مہر نہیں کوئی قہر نہیں پھر سچا شعر سنائیں کیا

اس لیے معاشرے سے کچھ ایسے افراد کھڑے ہوتے ہیں جو عشقِ رسول ﷺ کی حرارت پیدا کرنے کے لیے شعراء کو ایک ماحول فراہم کر سکیں۔ اسلام آباد میں "محفلِ نعت" کا قیام بھی کچھ ایسے ہی مقاصد کے تحت عمل میں آیا تھا کہ شعراء کے لیے شعرِ عقیدت کے آفاق تک رسائی کا تحریکی زینہ بنا دیا جائے۔ انہیں شعر گوئی کی ترغیب دے کر ان کے تخلیقی وجدان کو اسلامی ادب کی ترویج و اشاعت کے لیے بھرپور طریقے سے استعمال کرنے کی طرف مائل کیا جائے۔ اسلام آباد ایک ایسا شہر ہے جس کی بڑی آبادی ایسے افراد پر مشتمل ہے جو ملازمت کی مجبوری کے تحت اس شہر کو بسائے ہوئے ہیں۔ یہاں مجبوراً بسنے والوں میں فطری ذوق کے اعتبار سے ہر قسم کا میلان رکھنے والے افراد ہیں۔ جن میں کھلاڑی بھی ہیں، مصور بھی، ادیب و شاعر بھی۔ چنانچہ شعراء میں عشقِ رسول ﷺ کی حرارت پیدا کر کے انہیں نعتیہ ادب کی تخلیق کی طرف مائل کرنے کا خیال جن پاکیزہ ذہنوں میں اپریل ۱۹۸۹ء میں آیا تھا آج

پچیس سال گزرنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ ان صالح افراد کی صالح فکر کو عملی شکل دینے میں انہیں اللہ رب العزت کی بھرپور تائید حاصل رہی ہے۔تب ہی تو یہ چند افراد (جن میں سب سے نمایاں عرش ہاشمی ہیں) اس قابل ہوسکے کہ ماہ بہ ماہ، اسلام آباد کے مختلف سیکٹروں میں "محفلِ نعت" کے زیرِاہتمام نعتیہ مشاعرے منعقد کریں.......... اور اس تسلسل کے ساتھ کریں کہ آندھی ہو یا طوفان کبھی کوئی مہینا اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر سے خالی نہ جائے۔اس ناچیز (عزیز احسن) کو بھی اسلام آباد کے قیام کے دوران میں ان پاکیزہ محافل میں شرکت کی سعادت حاصل ہوتی رہی ہے۔

"محفلِ نعت" کی ماہانہ شعری نشستوں میں شریک شعراء کو مصرعہء طرح کا پابند نہیں کا جاتا ہے اس لیے ہر نشست میں نیا کلام تو سامنے نہیں آتا لیکن شعراء کی کوشش ضرور ہوتی ہے کہ ماہ بہ ماہ کچھ اشعار نئے بھی ہوتے رہیں۔محفلِ نعت کی جانب سے مشاعروں کا بلاتعطل انعقاد نعتیہ تخلیقی ادب میں شاعروں کی مسلسل دلچسپی کا بین ثبوت ہے۔

کراچی میں دبستانِ وارثیہ کی جانب سے ہر ماہ نعتیہ مشاعرے کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ان کے مشاعروں میں مصرع طرح دینے کے بجائے ردیف کا لفظ یا چند الفاظ دیئے جاتے ہیں۔سال کے اختتام اور نئے سال کے شروع میں کچھ برسوں سے "محفلِ نعت" اسلام آباد میں بھی ہر سال' دبستانِ وارثیہ کے اشتراک سے، ایک ردیفی مشاعرے کا بندوبست کیا جاتا ہے جس میں تقریباً پورے ملک کے شعراء کی نمائندگی ہوجاتی ہے۔حضور نبیء کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مدح وثنا کا یہ سلسلہ بڑی محبتوں کے ساتھ جاری ہے۔اللہ اسے تا قیامت جاری رکھے (آمین)۔

میں محفلِ نعت کے پچیس سال پورے ہونے پر اس کے تمام اراکین اور مشاعروں میں شرکت کرنے والے شعراء کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اتوار: ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ مطابق: ۱۳؍جولائی ۲۰۱۴ء

جناب قمر وارثی، مہتمم دبستانِ وارثیہ، کراچی

فروغ نعت کا ایک فعال ادارہ: فی زمانہ بہت کم ایسے ادارے ہیں جو فروغِ نعت کے حوالے سے اپنی فعالیت کو ایک تواتر کے ساتھ قائم رکھنے میں کامیاب رہے ہیں۔اس سلسلے میں "محفل نعت اسلام آباد" ہر لحاظ سے ایک ایسا ادارہ ہے جس کے تحت فروغِ نعت کا سفر قابل

رشک انداز سے جاری وساری ہے۔اس ادارے کے اراکین انتہائی منظم انداز سے ماہ بہ ماہ نعتیہ مشاعروں کے انعقاد کا سلسلہ قائم رکھنے اور وقت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا ذمہ دارانہ کردار ادا کرنے میں اس قدر مستعد نظر آتے ہیں کہ اب تک کم وبیش تین سو یادگار نعتیہ مشاعرے اپنے ریکارڈ کی زینت بنا چکے ہیں۔

دبستان وارثیہ کراچی پاکستان بھی ایک ایسا ادارہ ہے جس کے تحت ردیفوں پر مشتمل مشاعروں کے انعقاد کا سلسلہ گزشتہ بیس برس سے جاری ہے۔ دبستانِ وارثیہ کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اسے سن 2008ء سے محفل نعت اسلام آباد کا اشتراک حاصل ہے جس کے باعث ہر سال اپریل کے مہینے میں ایک سالانہ ردیفی نعتیہ مشاعرہ دیگر شہروں کی طرح اسلام آباد میں بھی منعقد ہو رہا ہے۔ بلاشبہ اس اشتراک نے دبستانِ وارثیہ کے مشن کو بھی آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اس اعتبار سے "محفل نعت اسلام آباد" کی کارکردگی لائق تحسین بھی ہے اور لائق تقلید بھی۔ میں اپنی جانب سے اور اراکین دبستانِ وارثیہ کراچی پاکستان کی جانب سے فروغ نعت کے اس فعال ادارے کے تمام اراکین کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں دعا گو ہوں کہ فروغ نعت کے سفر میں محفل نعت اسلام آباد اور دبستان وارثیہ کراچی پاکستان کے درمیان ہم سفری کا رشتہ ہمیشہ قائم و دائم رہے، آمین۔

جناب پروفیسر انور مسعود، اسلام آباد

مجھے اگرچہ محفل نعت کی بہت کم نشستوں میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی ہے تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ فروغِ نعت کے لیے سنتِ رسول کی یہ ادبی نشستیں منعقد کرنے سے بڑھ کر اور کون سا کام ہو سکتا ہے۔ میں اس مبارک سلسلے کے 25 سال کامیابی سے اور بغیر کسی تعطل کے مکمل کرنے پر تمام اراکین محفل نعت کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ارشد محمود ناشادؔ، شعبۂ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی

محفلِ نعت: اسلام آباد کی ایک نہایت فعال اور متحرک تنظیم ہے جو پچھلے پچیس سال سے

زیادہ عرصے سے فروغِ نعت گوئی کے لیے سرگرمِ عمل ہے۔ تنظیم کے زیرِ اہتمام ہر ماہ نعت کی محفل سجتی ہے جس میں راول پنڈی، اسلام آباد اور دوسرے شہروں سے تعلق رکھنے والے شعرا ذوق وشوق کے ساتھ ان نشستوں میں شریک ہو کر بارگاہِ بےکس پناہ میں عقیدت ومحبت اور ارادت ومؤدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ اراکین محفل کی سعی وکاوش اور جذب وشوق کے باعث یہ ماہانہ نشست کبھی تعطل کا شکار نہیں ہوئی۔ راقم الحروف کو محفلِ نعت کی چند نشستوں میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ محفل تکلف وتصنع کے رنگ سے عاری اور حسنِ سادہ کی مظہر ہے۔ محفل کا مثالی رنگ قلب وذہن کو اپنا اسیر کرتا ہے اور شرکائے محفل خیر کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

اس میں کچھ کلام نہیں کہ محفلِ نعت نے اسلام آباد کے ماحول کو نعتِ رسول ﷺ کی خوشبو سے معطر کرنے کا فریضہ نہایت مستعدی سے انجام دیا ہے۔ محفل کے زیرِ اثر کئی تازہ کار اور بزرگ شعرا نعت گوئی کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ بلاشبہ جدید اُردو نعت محفل کی سرگرمیوں کے باعث نئے اسالیب، موضوعات، لفظیات اور امکانات سے مالا مال ہوئی ہے۔ محفلِ نعت کے فیضانِ عام کے باعث راول پنڈی / اسلام آباد میں کئی اور تنظیمیں بھی فروغ نعت کے لیے وجود میں آئی ہیں اور جڑواں شہروں کی فضا حمد ونعت کے ترانوں سے گونج گونج اٹھی ہے۔ میں محفلِ نعت کے اس کامیاب اور مقصد بہ کنار سفر پر اراکین محفل خاص طور پر محفل کے صدر ڈاکٹر احسان اکبر اور سیکریٹری جناب عرش ہاشمی کو ہدیۂ تہنیت پیش کرتا ہوں اور دست بہ دعا ہوں کہ محفلِ نعت کا یہ سفر اسی طرح جاری وساری رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

جناب نسیم سحر، اسلام آباد

اسلام آباد جیسے معروف شہر میں گزشتہ 25 برس سے بھی زائد عرصے سے بلا تعطل اور ایک تواتر کے ساتھ نعتیہ ادبی محافل کا ماہانہ انعقاد بلاشبہ کوئی آسان کام نہیں۔ ع ''انھی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد''۔ اور جن لوگوں کے دل عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے ہوں ان کے حوصلے تو کبھی کم نہیں ہوتے اور یہ حوصلے بلند رکھنے کا فریضہ بھی اللہ عزوجل اپنے کسی خاص بندے اور اس کے ساتھیوں کو عطا فرماتا ہے۔ چناں چہ 'محفل نعت' کا یہ سلسلہ جاری رکھنے میں اولین نام محفل نعت کے روحِ رواں جناب عرشؔ ہاشمی کا ہے۔ وہ تمام عشاق رسول ﷺ بھی لائق تحسین ہیں جو محفل نعت کے

میر کارواں جناب عرشؔ ہاشمی کے ساتھ اس مشن میں پورا پورا تعاون کر رہے ہیں اور مدحتِ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ سلسلہ اتنے عرصے سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہر ماہ یہ ادبی و روحانی محفل کسی عاشق رسول کی میزبانی میں سجتی ہے اور یوں نعت گوئی کا سلسلہ اور پیروئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام اسلام آباد کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ان محافل کے انعقاد اور ان میں شرکت سے بھی بہت سے ثنا خوانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نعت کہنے کی توفیق ارزانی ہوتی ہے اور یوں ان محافل کے انعقاد کو صدقۂ جاریہ بھی کہا جاسکتا ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محفلِ نعت کی میزبانی کرنے والے احباب اور ان محافل میں شرکت کے لیے آنے والے شعرا و سامعین پر اپنی رحمتوں کے درِوا رکھے اور ان تمام اراکین محفل نعت کو مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین

جناب رشید ساقی، صدر بزم حمد و نعت اسلام آباد

محفل نعت اسلام آباد میں پچیس سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے۔ اس وقت محفل نعت کے صدر ڈاکٹر پروفیسر احسان اکبر ہیں جبکہ جناب سید حسن زیدی سینئر نائب صدر ہیں۔ جناب عرش ہاشمی اور جناب سید آصف اکبر محفل نعت کے سیکریٹری اور جوائنٹ سیکریٹری کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔

محفل نعت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے نعتیہ مشاعرے کسی ایک جگہ پر منعقد نہیں ہوتے بلکہ باری باری مختلف سیکٹروں میں عقیدت مند افراد اپنے گھروں میں ان محافل کی میزبانی کرتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف ان نعتیہ مشاعروں کی مقبولیت بڑھ گئی ہے بلکہ عقیدت مند لوگوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے اور اللہ کے حبیب کے اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ کے پیغام کو عام لوگوں تک پہنچانے میں بھی مدد ملی ہے۔ میں عرصہ دراز سے محفل نعت کے ماہانہ نعتیہ مشاعروں میں شرکت کر رہا ہوں۔ محفل نعت کے منتظمین بڑی عقیدت سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں نہ صرف ماہانہ محافل کا اہتمام بڑے خلوص اور تندہی سے کرتے ہیں بلکہ ان کی محنت اور استقامت قابل تحسین ہے۔ محفل نعت کے مشاعروں میں نظم وضبط کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے اور ان محافل کے شرکاء

خوشگوار یادیں لے کے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ پچیس برسوں سے مسلسل مشاعروں کا ماہ بہ ماہ انعقاد اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ محفل نعت کا ہر رکن اپنی ذمہ داری پورے خلوص اور انہماک کے ساتھ ادا کر رہا ہے۔

محفل نعت کے ساتھ ساتھ اسلام آباد میں 2001 سے بزم حمد و نعت ماہانہ نعتیہ مشاعروں کا اہتمام ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کو المصطفےٰ ویلفئر ٹرسٹ کے ادارہ میں منعقد کرتی ہے۔ سیکرٹری بزم حمد و نعت حافظ نور احمد قادری اور سیکرٹری محفل نعت عرش ہاشمی دین کی تبلیغ کا جوش اور جذبہ رکھتے ہیں۔ ان دونوں حضرات کے باہمی تعاون سے نعت گوئی کے فروغ میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔

میری خواہش اور پرخلوص دعا ہے کہ یہ دونوں تنظیمیں اسی طرح باہمی ہم آہنگی سے فروغ نعت کے لیے کوشاں رہیں اور اللہ کے حبیب کی سیرت طیبہ کو عام کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتی رہیں۔ آمین۔ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

جناب انجم خلیق، امکان، اسلام آباد

محفل نعت اسلام آباد گذشتہ 30 سال سے ماہانہ بنیادوں پر اسلام آباد میں نعتیہ مشاعروں کا اہتمام کرنے والی ایک ذمہ دار تنظیم ہے۔ اتنے طویل عرصے میں ان کے ہاں ایک بار بھی مشاعرے کا انعقاد ملتوی نہیں ہوا۔ ہر ماہ ان کا مشاعرہ کسی ایک نعت گو شاعر یا نعتیہ ادب سے عقیدت رکھنے والے کسی صاحب فکر و نظر دوست کے گھر پر ان کی میزبانی میں منعقد ہوتا ہے۔ اس طرح ایک طرف تو مشاعرے کا تسلسل برقرار رہتا ہے اور دوسری جانب ہر مرتبہ کسی نہ کسی نئے سیکٹر یا علاقے میں کسی صاحب دل کو سرکار رسالت مآبؐ کے ذکر پاک سے اپنے گھر کو منور کرنے اور حضورؐ کے مدح خوانوں کی مہمان داری کا موقع ملتا ہے۔

اس تنظیم کے روح و رواں معروف نعت گو شاعر جناب عرش ہاشمی ہیں۔ جو بطور سیکرٹری محفل نعت تنظیمی امور کو بہت ہی محبت، دل جمعی، عقیدت اور عشق رسول ﷺ کی خوشبو میں خود کو بسا کر انجام دے رہے ہیں۔ تنظیم کے موجودہ صدر پروفیسر ڈاکٹر احسان اکبر صاحب ہیں۔ جن کا شعری مقام و مرتبہ پاکستان بھر میں مستند تصور کیا جاتا ہے۔ مجھے اس تنظیم کے متعدد مشاعروں میں شرکت کی سعادت

حاصل ہوئی ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ مجھے نعت گوئی کی بیش از پیش توفیق بھی انہی مشاعروں میں شرکت کی بدولت ملی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محفل نعت کے توسط سے اور بھی بہت سے شعرا نعت گوئی کی طرف راغب ہوئے ہیں۔ یوں کہہ لیجیے کہ وفاقی دارالحکومت میں ادبی فضا کو نعت کی مقدس خوشبو سے ہم آہنگ کرنے میں اس تنظیم کا کردار ہمیشہ قابل تعریف وتقلید سمجھا جائے گا۔

میری دُعا ہے کہ اللہ پاک اپنے پیارے محبوب ﷺ اور ان کی آلِ پاک کے صدقے میں محفل نعت کو اس کارِخیر کی ترویج میں ہمیشہ سرخرو رکھے۔ آمین۔

جناب سیف علیؔ ،صدر گوشہ ادب پاکستان

1979ء میں ادبی تنظیم گوشہ ادب (پاکستان) اسلام آباد وجود میں آئی۔ جس کے زیرِ اہتمام باقاعدگی سے سٹاف ویلفئر آرگنائزیشن کے تعاون سے آبپارہ کمیونٹی سنٹر اسلام آباد میں ماہانہ مشاعروں کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ علاوہ ازیں قومی دنوں کے حوالے سے اور سلام اور نعت کے مشاعرے بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ (گوشۂ ادب 97 سے 2010ء تک خاموش رہنے کے بعد دوبارہ فعال ہو چکی ہے)

اپریل 1989 میں اسلام آباد میں ادبی تنظیم محفل نعت کا قیام عمل میں لایا گیا جس نے نعت گوئی کے فروغ اور نعت نگاری کے ارتقا و ترویج میں بہت مدد دی۔ محفل نعت کو ان ماہانہ محافل کے ایک تسلسل سے منعقد کرتے ہوئے 25 سال مکمل ہو گئے ہیں جو بڑی کامیابی ہے۔ گوشۂ ادب اس موقعہ پر محفل نعت اسلام آباد کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتی ہے اور عقیدت کے اس سفر کے یونہی جاری رہنے کے لیے دعا گو ہے۔

ڈاکٹر انیس الرحمٰن خان۔ سکھر

عرشؔ ہاشمی سے میرے قلمی و رقلبی روابط کو کم وبیش دس سال کا عرصہ ہونے کو ہے اور یہی تعلق محفل نعت سے میرے تعارف کا سبب بنا۔ یہ تعلق انشااللہ قائم رہے گا۔ میرے لیے یہ حقیقت نہایت متاثر کن ہے کہ دارالحکومت کی فضاؤں میں محفل نعت اور اس سے وابستہ شخصیات پر محیط ہو چکا ہے

اور آج بھی بغیر کسی تعطل کے جاری ہے۔ ہر ماہ محفل نعت کے زیرِ اہتمام نعتیہ مشاعروں کا انعقاد اور پھر ہر سال کے آغاز پر سالانہ مشاعرے کی خصوصی بزم آرئیاں، درحقیقت اس تنظیم اور اس سے منسلک احباب کے لیے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے عطا کردہ بڑا اعزاز ہے۔

محفل نعت کے سالانہ مشاعرے کی دعوت عرشؔ ہاشمی مجھے بھی دیتے رہتے ہیں، تاہم مجھے شرکت کی سعادت ایک بار حاصل ہوئی۔ جس کے لیے میں اُن کا شکر گزار ہوں۔

یوں تو محفلِ نعت کے تمام عہدیداران اور اراکین کی کاوشیں اس سلسلے میں بہت اہم ہیں۔ انھوں نے محفل نعت کی سرگرمیوں کو اُجاگر کرنے کے لیے جو وقت صرف کیا اور اخبارات و رسائل میں شائع کروا کے ایک دستاویز کی صورت میں اپنے پاس محفوظ کیا ہے۔ اسے یقیناً سراہا جانا چاہیے۔ میں خود سکھر کے ایک اخبار کے ادبی صفحے کا مدیر رہا ہوں اور محفل نعت کے مشاعروں کی روداد ایک تواتر سے برسوں شائع کرتا رہا ہوں چنانچہ خود اس سلسلے میں گواہ ہوں۔

اب محفلِ نعت، دبستانِ وارثیہ کے اشتراک سے ردیفی نعتیہ مشاعرے بھی ہر سال منعقد کر رہی ہے۔ یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ فروغِ نعت کے 25 سال سے زائد کے سفر کی جو انفرادیت محفل نعت کے حصے میں آئی ہے وہ کسی اور ادبی تنظیم کو نہیں مل سکی۔ یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ زیرِ نظر شمارے میں محفلِ نعت کی خدمات کے حوالے سے خصوصی صفحات شامل کیے جا رہے ہیں۔ میں اس موقعہ پر محفل نعت کے تمام احباب خصوصاً عرشؔ بھائی کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فروغِ نعت کے لیے ان کی مساعی قبول فرمائے اور یہ سفر کامیابیوں کے ساتھ اس طرح جاری رہے۔ میری نیک تمنائیں آپ احباب کے ساتھ ہیں۔

ڈاکٹر عزیز فیصل، اسلام آباد

ادبی تنظیم محفل نعت اسلام آباد گزشتہ 25 برسوں سے نعت نگاری کے میدان میں سرگرم عمل ہے۔ یہ اللہ عزوجل کا خصوصی کرم ہے کہ ان 25 برسوں میں کسی ایک ماہ بھی ان محافل کے انعقاد میں تعطل نہیں آیا۔

محفل نعت کا یہ خصوصی امتیاز رہا ہے کہ محبتِ رسول کا چراغ ماہانہ مشاعروں کے ذریعے لوگوں

کے سینوں میں روشن کر کے ان علاقوں میں فیوض و برکات پہنچاتی ہے جہاں جہاں یہ محفلیں انعقاد پذیر ہوتی ہیں۔ ماہانہ محفلوں کے علاوہ ہر سال اپریل میں محفلِ نعت کا سالانہ کل پاکستان مشاعرہ منعقد کیا جاتا ہے جس کے لیے ردیف دی جاتی ہے اور اس طرح مختلف شہروں سے شعرا اپنا تازہ کلام لے کر شریک ہوتے ہیں۔

معروف نعت گو علامہ بشیر حسین ناظمؔ تا دمِ آخر محفلِ نعت سے وابستہ رہے۔ حتیٰ کہ اپنے انتقال سے دو روز پیشتر منعقدہ آخری مشاعرے میں بھی آپ شریک ہوئے۔

ڈاکٹر احسان اکبر جیسے نابغہ روز گار اہلِ علم ادیب و شاعر و نقاد محفلِ نعت کے صدر ہیں جن کی سرپرستی میں محفلِ نعت کا یہ سفر مستقل مزاجی سے جاری ہے۔ جناب عرش ہاشمی اس تنظیم کے فعال ترین سیکریٹری ہیں جو آغازِ محفلِ نعت سے آج تک محفل کے روحِ رواں ہیں۔ جناب عرشؔ کی دعوت سے بہت سے نعت نگار محفلِ نعت میں باقاعدگی سے شریک ہوتے اور ماہانہ محفلوں میں اپنی عقیدتوں کے پھول بارگاہِ رسالت مآب میں پیش کرنے کی وعادت پاتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ محفلِ نعت اسلام آباد اپنی ان ادبی اور روحانہ محافل کو آنے والے وقت میں بھی اسی کیف و سرمستی کے ساتھ جاری و ساری رکھے۔ آمین

جناب آفتاب ضیاء صدر سخنور اسلام آباد

''زندگی میں بہت سی ادبی و ثقافتی تنظیمیں بنتی اور بگڑتی دیکھیں۔ کچھ نے آغازِ سفر ہی میں دم توڑ دیا جب کہ بعض نے کچھ دور چل کر ہتھیار پھینک دیے۔ جو تنظیمیں اپنے وجود کو برقرار رکھ سکیں وہ بھی اکثر قابلِ ذکر ادبی خدمات انجام دینے سے قاصر رہیں۔ صرف چند ایک تنظیمیں ہی برس ہا برس سے دنیائے ادب میں اپنا مثبت کردار خوش اسلوبی سے ادا کرنے میں کامیاب ہیں۔ ان میں سے ایک ''محفلِ نعت اسلام آباد'' بھی ہے جو گزشتہ 25 سال سے نعتیہ ادب کے میدان میں خم ٹھونک کر کھڑی ہے۔ محفلِ نعت جس کے روحِ رواں عرشؔ ہاشمی ہیں، ہر ماہ باقاعدگی سے شہر کے مختلف سیکٹرز/علاقوں/اداروں میں نعتیہ مشاعروں کا انعقاد کرتی چلی آ رہی ہے۔ ربع صدی سے اس سلسلے کو کامیابی سے جاری رکھنا وابستگانِ محفلِ نعت کے حضور نبیٔ آخر الزمان کے ساتھ والہانہ عشق و وابستگی کا

آئینہ دار ہے۔اس کامیابی پر ان محافل کے میزبان اور شرکا سب ہی لائق تحسین ہیں۔ان کا یہ جذبہ اور لگن یقیناً ان کی شفاعت کا باعث ہوگا۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ عز وجل اپنے حبیب پاک کے صدقے منتظمین محفل نعت کو اپنا یہ نورانی سفر اسی طرح جاری رکھنے کی توفیق رفیق ارزانی فرمائے۔آمین۔

پروفیسر جلیل عالیؔ، راول پنڈی

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں معرضِ وجود میں آنے والی مملکتِ پاکستان، اللہ تعالیٰ عز وجل کے بے مثال حکمتوں کی ایک علامت ہے۔تقسیم کبیر سے پیش تر خصوصی طور پر نو آبادیاتی عہد میں ہند اسلامی تہذیبی تشخص پر مغربیت کے سائے منڈلا رہے تھے۔اور تو اور ہماری سب سے بڑی ادبی تحریک انجمن ترقی پسند مصنفین نے بھی ہماری اسلامی شناخت سے بے اعتنائی برتی اور اپنے ادبی پرچوں میں نعت کے لیے جگہ پیدا نہ کر سکی۔اس کا مؤقف یہ تھا کہ نعت ادبی نہیں بلکہ مذہبی موضوع ہے۔مگر الطاف حسین حالیؔ، اقبال اور مولانا ظفر علی خان نے شان دار نعتیہ شاعری کر کے ہمیں اس عمومی تہذیبی، بحران سے بچا لیا۔اسے مملکت خداداد پاکستان کی برکات ہی کا کرشمہ کہا جائے گا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آج ہمارے ہر ادبی پرچے کا آغاز حمد و نعت سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زندگی کے دوسرے تہذیبی دائرے بھی نعتیہ مشاعروں، نعت خوانی کی اور سیرت پاک کی روح پرور محفلوں سے آباد ہیں۔ان تمام حوالوں نے وطن عزیز کو حقیقی معنوں میں قریہ نعتِ محمد بنا دیا ہے۔

ذکرِ رسول ﷺ کی ان سرمستیوں میں محفلِ نعت اسلام آباد کا کردار بھی قابلِ تحسین ہے۔ گزشتہ 25 سال سے محفل نعت باقاعدگی سے ہر ماہ نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کرتی چلی آ رہی ہے۔ اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے منتظمین نے یہ اہتمام کر رکھا ہے کہ یہ محفلیں کسی ایک مقام یا گھر وغیرہ پر ہی منعقد نہ ہوں بلکہ سب احباب کو یہ سعادت حاصل کرنے کا موقعہ ملتا رہے۔چناں چہ ان ماہانہ محافل نعت کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے والوں میں راول پنڈی/اسلام آباد کے بہت سے عاشقانِ رسول شامل ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس کاروانِ سعادت کو رواں دواں رکھنے کے حوالے سے محفلِ نعت کے صدر ڈاکٹر احسان اکبر اور سیکرٹری عرشؔ ہاشمی کا بہت بڑا کردار ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محفلِ نعت کے جملہ اراکین کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے اور اس مبارک سلسلے کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب شہاب صفدر، اسلام آباد

محفلِ نعت بہت فعال اور متحرک ادارہ ہے۔ میرے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ اسلام آباد میں جب سے میرا آنا ہوا ہے محفلِ نعت، اسلام آباد میں حاضری کی صورت نکلتی رہتی ہے۔ محترم عرش ہاشمی صاحب، جو محفلِ نعت کے مستعد سیکرٹری ہیں، باقاعدگی سے یاد کرتے رہتے ہیں۔ محفلِ نعت میں علمی و ادبی اور روحانی ضیافت کا جو سامان ہوتا ہے، اُس سے روح سرشار ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں شاید ہی کوئی ادبی تنظیم اس تسلسل و اہتمام سے اپنا فرض انجام دے رہی ہو۔ چنیدہ قلم کاروں کے گل ہائے عقیدت سُننے کی سعادت کے ساتھ ساتھ اپنی معروضات پیش کر کے جتنی خوشی یہاں ہوتی ہے، شاید ہی کہیں اور ہوتی ہو۔

جناب علی یاسر، اسلام آباد

محفلِ نعت، اسلام آباد کی تاریخ ساز تنظیم ہے جو پچھلے بیس برس کے لگ بھگ ہر ماہ نعتیہ نشستوں کا باقاعدہ اہتمام کرتی آ رہی ہے۔ مجھے بارہا ان بابرکت اور مقدس محافل میں شرکت کر کے بارگاہِ سرکارِ دوعالمؐ میں نذرانۂ نعت پیش کرنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ محفلِ نعت کے تمام عہدیداران اور اراکین پورے خلوص اور محبت سے عشقِ رسولؐ کی محافل سجاتے ہیں اور انوارِ اشعارِ نعت سے قرطاسِ فکر کو جگمگاتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ محفلِ نعت اسی تواتر اور تسلسل کے ساتھ خدمتِ نعتِ رسولؐ میں مصروفِ عمل رہے اور اس کے کارکنان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے۔ آمین

اراکین محفل نعت

پروفیسر ڈاکٹر احسان اکبر (صدر محفل نعت)

گزشتہ کئی برسوں سے آپ صدر محفل نعت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ محفل نعت کی میزبانی کی سعادت متعدد مرتبہ آپ کو مل چکی ہے۔

آپ جنوری 1938ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیمی اور علمی خدمات کے علاوہ آپ حلقہ اربابِ ذوق اور پنجابی ادبی سنگت کے سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ شام ہمدرد سے بھی تعلق رہا ہے۔ ہمدرد مجلس شوریٰ کے رکن ہیں۔ مقتدرہ کے جس بورڈ نے 1999ء میں انگریزی ڈکشنری کا اُردو ترجمہ فراہم کیا، اُس کے آپ رکن تھے۔ تعلیمی پالیسیوں کے بارے میں آپ کے تبصرے اور جائزے اُردو/انگریزی پریس میں آتے رہے ہیں۔ 1991ء سے آپ کی خدمات مختلف ٹیکسٹ بُکس لکھنے میں شامل رہی ہیں۔

ایم فل اُردو کے نصاب اور بی اے کی نصابی کتاب میں آپ کے مضامین شامل ہیں۔

1959ء تا 1998ء لیکچرر/پروفیسر کے طور پر سرکاری تعلیمی اداروں میں خدمات انجام دیں۔

پنجاب یونی ورسٹی سے اردو ادب کا پاکستانی مزاج، پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ہوا سے بات، اور ''شائگان'' دو اُردو شاعری کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

تاہم آپ اپنی تمام تر خدمات کے مقابلے میں اپنی دربارِ نبوی کے ایک نعت نگار اور محفل نعت اسلام آباد کی حیثیت کو فائق سمجھتے ہیں۔ نمونہ کلام:

ہجرِ طیبہ میں رونا بھی چھپانا بھی
خوش باش زمانے کو خوش خوش نظر آنا بھی

رہ ہجر سے ہجرت کو دو طرفہ نکلتی ہے
گھر چھوڑ کے چل پڑنا، در چھوڑ کے آنا بھی

دل والا نظر آیا اس شہر کا ہر باسی
والی بھی، موالی بھی، فرزانہ دوانہ بھی

جس دیس سے حضرتؐ کو بادِ خنک آتی تھی
وہ دیس گنوا بیٹھا خوابوں کا خزانہ بھی

رکھیو مجھے نظروں میں مجھ پر ابھی گزرے گا
اک اور زمیں اندر اک اور زمانہ بھی

جناب سید محمد حسن زیدی (سینئر نائب صدر)

محفل نعت اسلام آباد کے قیام کے ابتدائی دور سے ہی آپ تنظیم سے وابستہ رہے ہیں۔ 2004ء سے محفل نعت کے سینئر صدر ہیں۔ 1964ء میں علی گڑھ سے میٹرک کا امتحان پاس کر کے راول پنڈی آ گئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1974ء میں سول سروس آف پاکستان میں شامل ہوئے اور 2011ء میں ایڈیشنل سیکرٹری حکومت پاکستان کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

متعدد مرتبہ اپنے گھر پر محفل نعت کی میزبانی کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔علاوہ ازیں محفل نعت کے سالانہ نعتیہ مشاعروں کی کئی بار میزبانی کی سعادت حاصل کی ہے۔محفل نعت سے آپ کا تعلق نہایت اخلاص پر مبنی ہے۔اہم سرکاری مصروفیات کے باوجود ہمیشہ محفل نعت کے اجلاسوں اور نعتیہ مشاعروں کے لیے وقت دیتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک بار کراچی سے واپسی پر ایئر پورٹ سے سیدھے محفل نعت کی نشست میں شریک ہوئے۔

آپ کے توسط سے مزید کئی اہم شخصیات محفل نعت سے متعارف ہوئیں۔جنھوں نے بعد میں

محفل نعت کی میزبانی کا شرف بھی حاصل کیا۔

1989ء میں حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد غزل سے نعت کی طرف راغب ہوئے۔ پہلا نعتیہ مجموعہ 2005ء میں ''کیف دوام'' کے نام سے شائع ہوا جس کا دوسرا ایڈیشن 2013ء میں آپ کا ہے۔ دوسرا نعت کا مجموعہ زیر ترتیب ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے:

کس قدر تھا تابع فرمانِ سرور آفتاب
اک اشارے میں نکل آیا مکرّر آفتاب

ہر سحر کے وقت لے لے کے گہرہائے نجوم
روضۂ اقدس پہ کرتا ہے نچھاور آفتاب

دن کو کرتا ہے طوافِ روضۂ خیر الوریٰ
قبر پر مشعل بکف رہتا ہے شب بھر آفتاب

اللہ اللہ فیض خورشیدِ رسالت دیکھیے
بخت پر اترا رہے ہیں، ذرے بن کر آفتاب

بے نقاب آنے کو ہے وہ برقِ تابانِ جلال
دیکھتی ہے تیری تیزی، روزِ محشر آفتاب

امت عاصی کو لیں گے سایۂ دامن میں وہ
جب سوا نیزے پہ ہوگا روزِ محشر آفتاب

اے حسنؔ اصحاب بھی ہیں، قالِ احمد کے نجوم
ہیں اگر چرخِ ہدایت کے پیمبر، آفتاب

جناب عرش ہاشمی (سیکرٹری محفل نعت)

جنوری 1954ء میں ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی تھا کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ نے سخت حالات میں پرورش کی۔ 1968ء میں میٹرک پاس کیا۔

1972ء میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔ مختلف اداروں میں سیکشن افسر اور ڈپٹی سیکرٹری کے عہدوں پر رہنے کے بعد وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی سے جوائنٹ سیکرٹری کے طور پر ریٹائر ہوئے۔ آغاز میں سکول میں جلد داخلہ کرانے کے لیے عمر ایک سال بڑھا کر لکھوادی گئی تھی لہذا 2013ء میں ہی ریٹائرمنٹ ہوگئی۔ دوران ملازمت پہلے بی اے اور پھر ایم اے (علوم اسلامیہ) کا امتحان پاس کیا۔ 1989ء میں عرشؔ ہاشمی کی تجویز پر ہی محفل نعت کا قیام عمل میں آیا۔ آغاز میں سیکرٹری منتخب ہوئے بعد میں غالباً 1995ء میں نئے انتخابات کے موقع پر سید ذاکر شاہ صاحب کو صدر منتخب کیا گیا انھوں نے عرشؔ ہاشمی کے حق میں اپنا نام واپس لے لیا۔ لہذا حادثاتی طور پر صدر محفل نعت ہو گئے اور یہ سلسلہ 2004ء تک اسی طرح چلتا رہا کہ سکرٹری کے فرائض بھی تمام عملاً عرشؔ ہاشمی کے سپرد تھے اور ویسے صدرِ تنظیم تھے۔ 2004ء میں ڈاکٹر احسان اکبر کو صدر منتخب کیا گیا اور عرشؔ دوبارہ سیکرٹری محفل نعت ہو گئے۔ تاحال اسی طرح خدمات انجام دے رہے ہیں۔

25 برسوں میں 40 سے زیادہ مرتبہ میزبانی کی سعادت پائی جو کسی بھی اور رُکن سے زیادہ ہے۔ محفل نعت کے قیام سے قبل گوشۂ ادب اور بزم شعر و ادب، بزم جامؔ کی طرح رغیر طرحی مشاعروں میں نعت پیش کرنے کے لیے شریک ہوتے رہے۔ بزم شعر و ادب کے جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئے۔ دبستان وارثیہ کراچی میں نعتیہ مشاعرے میں مہمان خصوصی کے طور پر شرکت کا اعزاز ملا۔ متعدد بار گوشۂ ادب کے نعتیہ مشاعروں میں مہمان اعزاز کے طور پر شریک ہوئے۔

اپنا نعتیہ مجموعہ شائع کرنے کے ارادہ ہے مگر تمام وقت محفل نعت کی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے اور محافل کی کارروائی کی اشاعت سے متعلق مصروفیت میں گزرتا ہے۔ محفل نعت کے

مشاعروں کی کتاب کی صورت میں پیش کرنے کا بھی ارادہ ہے۔نمونہ کلام یہ ہے:

درِ رسول سے جو فیضیاب ہو نہ سکا
بروزِ حشر وہی کامیاب ہو نہ سکا
حضور ہی کو شرف یہ عطا ہوا ورنہ
حضورِ حق میں کوئی باریاب ہو نہ سکا
بیاں کسی سے ہو کیا اُس مقام کی رفعت
کہ جبرئیل جہاں ہمرکاب ہو نہ سکا
کوئی زمانے میں ،صورت میں اور سیرت میں
تمہاری مثل، تمہارا جواب ہو نہ سکا
مِرے حضور کا یہ اختیار کیا کہنا
بغیر اذن غروب آفتاب ہو نہ سکا
نہ دل سے آپ کی تعظیم جس نے کی ، اُس کا
قبولِ حق کوئی کارِ ثواب ہو نہ سکا
حضور آپ کے در کے سوا زمانے میں
کہیں بھی دُور مِرا اضطراب ہو نہ سکا
دیارِ شہ میں بھی بوجہل ہی رہا بوجہل
”چمن میں رہ کے بھی کانٹا گلاب ہو نہ سکا

جناب سید آصف اکبر (جوائنٹ سیکرٹری)

1952ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ اسکول کے زمانے ہی سے شاعری کا آغاز ہو گیا تھا۔ کالج یونی ورسٹی کے دَور میں شاعر و مصنف کے طور پر پہچان بن چکی تھی۔

2001ء میں اسلام آباد آنے پر محفل نعت سے وابستہ ہوئے اور جلد ہی ایک اہم رُکن کا مقام حاصل کرلیا۔ 2004ء میں محفل نعت کے جوائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اپنی ذمہ داری آج تک بخوبی نبھا رہے ہیں۔ آپ بزم شعر و ادب کے صدر بھی منتخب ہو چکے ہیں اور ساتھ ہی بزم حمد و نعت کے مشیر بھی ہیں۔

محفل نعت کی بہت مرتبہ میزبانی کی سعادت پا چکے ہیں۔ مزید یہ کہ آپ کے توسط سے متعدد ایسی شخصیات محفل نعت سے متعارف ہوئیں جنھوں نے بعد میں کئی کئی بار محفل نعت کی میزبانی بڑے ذوق سے کی۔ آپ کا کلام پختہ اور سیرت طیبہ، اخلاق حسنہ، تاریخی حوالوں اور تقاضائے حب رسول اکرم کے گرد گھومتا ہے۔ غزل کی ہیئت میں نعتوں کے علاوہ قصائد بھی لکھے ہیں جو آپ کا امتیاز ہے۔ آپ نے فارسی میں بھی نعوت لکھی ہیں۔

فکرِ سلیم ہیں حضور ، خیر دوام ہیں حضور
مہر کریم ہیں حضور، ماہِ تمام ہیں حضور
علم کے سب چراغ ہیں آپ کے در سے مستفیض
خیر کے جو بھی کام ہیں، آپ کے کام ہیں حضور
زیست کی سادگی بھی ہے، رفعتِ زندگی بھی ہے
فرش قیام ہیں حضور، عرش مقام ہیں حضور
سر کو جھکا کے روزِ بدر، جس نے کہا یہی کہا
آپ اشارہ کیجیے، ہم تو غلام ہیں حضور
سب ہیں ہمارے راہبر، جن کے ہیں آپ راہبر

ان میں ہر ایک ہے امام، جن کے امام ہیں حضور
آپ سے قبل جو بھی تھے، خاص تھے ان کے دائرے
سارے جہاں کو تاابد مرشدِ عام ہیں حضور
گونج رہا ہے آخری خطبۂ حج فضاؤں میں
گوش ہے ساری کائنات، محوِ کلام ہیں حضور
مانگیے یا نہ مانگیے فیض تو ان کا عام ہے
کوئی نہیں حضور سا، شاہِ کرام ہیں حضور
لب کی تمام جنبشیں وقف ہیں آپ کے لیے
دل کی تمام دھڑکنیں آپ کے نام ہیں حضور
مان ہمیں بھی دیجیے، ان کو قبول کیجیے
یہ جو درود ہیں حضور، یہ جو سلام ہیں حضور
نعت کا اہتمام اور نقشِ قدم کی جستجو
آصفؔ خوش نصیب کے دو ہی تو کام ہیں حضور

عبدالرشید چودھری (سیکریٹری نشر و اشاعت محفلِ نعت اسلام آباد)

عبدالرشید چوہدری 1953 میں آزاد جموں و کشمیر کے ضلع مظفر آباد کے گاؤں پریم کوٹ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کی اس کے بعد اسلام آباد آ گئے اور یہیں سے ایف اے تک تعلم حاصل کی ۔ بعد ازاں وزارتِ داخلہ میں ملازمت اختیار کی عبدالرشید چوہدری نے سرکاری فرائض کے سلسلے میں ہیٹی میں قیام کے دوران اقوامِ متحدہ کے امن مشن کی طرف سے امن

کا ایوارڈ حاصل کیا۔ 2010 میں سٹینوگرافر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

عبدالرشید چوہدری کا شمار گوجری زبان کے چوٹی کے شعراء میں ہوتا ہے۔ وہ تقریباً بیس سال تک آزاد کشمیر ریڈیو تراڑکھل سے بھی منسلک رہے اور گوجری زبان میں کلامِ شاعر بزبانِ شاعر اور دیگر ادبی پروگراموں میں حصہ لیتے رہے جس کی وجہ سے انہیں صدرِ آزاد کشمیر کی طرف سے ادبی ایوارڈ ملا۔ آزاد کشمیر ریڈیو تراڑکھل کے ذریعے سے ایک ادبی تنظیم نے بھی چرار شریف ایوارڈ سے نوازا۔ اس کے علاوہ مقبوضہ جموں کشمیر کلچر اینڈ لنگوجز اکیڈمی کے تحت شائع ہونے والے گوجری رسالے ''مہارو ادب'' شیرازہ اور ایک آزاد اخبار گوجر دیش میں بھی چوہدری صاحب کا کلام نمایاں حیثیت سے چھپتا رہا۔ عبدالرشید چوہدری کی گوجری شاعری کی پہلی کتاب ''کچی تند پریت'' 1990 میں لاہور سے شائع ہوئی ان کی دوسری کتاب ''نین سمندر'' زیرِ طباعت ہے۔ عبدالرشید چوہدری 2004ء سے محفلِ نعت اسلام آباد کے سیکریٹری نشر و اشاعت ہیں اور محفلِ نعت میں گوجری زبان میں نعتیہ کلام سناتے ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

راہ تیں کنڈا چایا کِس نے
پیار کا پھُل کھلایا کِس نے

کِس کے پیروں روتا ہسیا
لِسا سینے لایا کِس نے

جگ نا کِس نے روشن کیوَ
پیار کا دِیپ جلایا کِس نے

درد کو کِس نے دارو کیوَ
زخمیں رکھیا پھایا کِس نے

کِس نے ظلم کا سنگل کپیا
لوک آزاد کرایا کِس نے

کِس نے دِتی آپتد اری
بیر کرودھ مُکایا کِس نے
باجھ محمدؐ سرور عالمؐ
ایسا کاج نبھایا کِس نے

جناب شاہ محمد سبطین شاہجہانی (رُکن مجلس عاملہ اور سابق صدر محفل نعت)

اٹک میں 1939ء میں پیدا ہوئے۔ چوں کہ والد قیام پاکستان سے قبل ہی لاہور میں قیام پذیر ہو چکے تھے لہذا ابتدائی تعلیم و تربیت لاہور میں ہوئی۔ 1969ء میں بی اے (آنرز) اور 1977ء میں ایم اے (ادبیات) کیا۔ مختلف سرکاری محکموں میں خدمات انجام دیں۔ وزارتِ مذہبی امور کی طرف سے جدہ (سعودی عرب) میں متعین رہے۔ 1999ء میں قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی۔

نوجوانی بلکہ لڑکپن سے ہی شاعری کا آغاز ہو گیا تھا۔ بچوں کے لیے نظمیں قومی اخبارات کے بچوں کے صفحات میں شائع ہونے لگیں۔ پھر نوجوانوں کے لیے صفحات پر کلام شائع ہوتا رہا۔ غزل میں لاہور میں ہونے والے مشاعروں میں اہم مقام حاصل ہوا۔ اسی طرح نظم کے میدان میں بھی کئی معرکے سر کیے۔ حضرت خواجہ حبیب اللہ حاویؔ چشتی صابری کے سلسلے سے وابستگی اور آپ کی تربیتِ روحانی و ادبی نے آپ کے ادبی و شعری ذوق کو بھی خوب جلا بخشی۔ بعد میں آپ اپنے مرشد کے خلیفۂ اکبر اور سجادہ نشین ہوئے۔ غزل کے میدان کو ترک کر کے نعت و منقبت اور سلام کے لیے اپنی شاعری کو وقف کر دیا۔

اسلام آباد میں محفل نعت کی تشکیل کا اجلاس آپ کی صدارت میں اپریل 1989ء میں اُس مشاعرے سے چند روز بعد ہی ہوا جو عرشؔ ہاشمی کے گھر پر مارچ 89ء میں ہوا تھا اور جس میں پہلی مرتبہ ایک نعتیہ ادبی تنظیم کے قیام کی تجویز دی گئی تھی۔ آپ محفل نعت کے پہلے صدر منتخب ہوئے اور پہلا مشاعرہ اپریل 89ء میں رمضان المبارک کے مہینے میں آپ ہی کے ہاں منعقد ہوا۔

محفلِ نعت کے ساتھ آپ کا خصوصی قلبی تعلق قائم ہوگیا اور آپ اپنے روحانی و تبلیغی مشن کے سلسلے میں اسلام آباد سے باہر اکثر و بیشتر سفر پر ہونے کے باوجود فون پر رابطہ کر کے محفل نعت کی پیشرفت کے بارے میں آگاہی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ جدہ قیام کے بعد واپس 1994ء میں آئے تو آپ کچھ عرصہ سر پرست محفلِ نعت کے عہدے پر بھی فائز رہے، بعد میں یہ عہدہ ختم کر دیا گیا۔

پہلا نعتیہ مجموعہ ''قلزم انوار'' کے نام سے 2006ء میں منظرِ عام پر آچکا ہے۔ محفل نعت کی کئی بار میزبانی کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ نمونہ کلام یہ ہے:

حضور حسنِ بشر ہیں، حضور خیر بشر
مگر عمیق اندھیروں میں گم ہے اپنی نظر
یہ فرش و عرش یہ تارے گواہی دیتے ہیں
کوئی سفر نہیں جیسا تھا اُن کا ایک سفر
انہی کے خوانِ منور سے اہل دل تاباں
انہی کے زیرِ کرم ہیں تمام اہلِ نظر
کوئی گلی نہیں ایسی، ہے جیسی ان کی گلی
کوئی نگر نہیں ایسا ، ہے جیسا اُن کا نگر
مجھ ایسے ذرۂ ناچیز کی بساط ہی کیا
طواف کرتے ہیں ان کی گلی کا شمس و قمر
ظہورِ نورِ مقدس کی شان تو دیکھو
ہے ذکرِ احمد مرسل گلی گلی، گھر گھر
خدا کے فضل سے غالب رہے گا دین مبیں
ہمارے ہاتھ رہے گا لوائے اوج ظفر

عجیب ذکرِ نبی کا مقام ہے سبطینؔ
فلک سے نور اُترتا ہے دل پہ چھن چھن کر

جناب حافظ نور احمد قادری (سابق سیکرٹری نشر و اشاعت)

مارچ 1945ء میں سہارنپور (UP) انڈیا میں پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ مختلف محکموں میں سرکاری ملازمت کے بعد سیکشن افسر کی حیثیت سے 60 سال کی عمر میں ریٹائر ہوئے۔ نعت خوانی آپ کا شوق رہا۔

محفل نعت 1989ء میں بنائی گئی تو اُس وقت آپ نے شاعری کا آغاز نہ کیا تھا۔ 1991ء میں نعت گوئی کا آغاز ہوا۔ 2011ء میں پہلا نعتیہ مجموعہ "متاعِ نور" کے نام سے شائع ہوا۔ دوسرا نعتیہ مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔ محفل نعت کی آغاز میں سال میں دو مرتبہ بھی میزبانی کرتے رہے۔ بعض احباب سے اختلاف کی وجہ سے علیحدہ نعتیہ ادبی تنظیم "بزم حمد و نعت" مئی 2011ء میں قائم کی جو تاحال سرگرم عمل ہے۔ محفلِ نعت میں باقاعدگی سے شرکت کرتے ہیں۔ ابتدا ہی سے عرشؔ ہاشمی سے قریبی دوستی ہے جو وقت کے ساتھ پختہ تر ہوتی جا رہی ہے۔ محفل نعت میں سیکرٹری نشر و اشاعت کی ذمہ داریاں کچھ عرصہ آپ کے سپرد رہیں۔ نمونۂ کلام یہ ہے:

اپنے ایماں کے حفاظت کیجیے
یعنی آقا سے محبت کیجیے

حب احمد کا تقاضا ہے یہی
ہر قدم پر ان کی اطاعت کیجیے

آپ کی بعثت ہے احسانِ عظیم
اس عطا پر شکر نعمت کیجیے

پڑھ کر ان کا تذکرہ قرآن میں
مصحف رخ کی زیارت کیجیے
جامِ کوثر کی تمنا ہے اگر
ہر گھڑی آقا کی مدحت کیجیے
آپ کے اصحاب کے گن گائیے
آپ کے دشمن پہ لعنت کیجیے
سائل بے نام حاضر ہے حضور
اس پہ بھی چشمِ عنایت کیجیے
ہوگئی ہے زندگی عصیاں کا ڈھیر
بندۂ عاصی پہ رحمت کیجیے
بھیجیے ہر آن آقا پہ درود
نورؔ اس کو اپنی عادت کیجیے

سیّد ہجویرؒ نعت کونسل

کے زیرِ اہتمام

لاہور میں حمدیہ و نعتیہ طرحی مشاعرے

راجا رشید محمود، لاہور

اواخر ۲۰۰۱ء میں محکمہ اوقاف پنجاب نے ''سید ہجویر نعت کونسل'' قائم کی اور راجا رشید محمود کو اس کا چیئرمین نامزد کیا۔ ۱۰ دسمبر ۲۰۰۱ء کو جامع مسجد داتا صاحبؒ میں نماز عشاء کے بعد کونسل کا افتتاحی اجلاس نعتیہ مشاعرے کی صورت میں ہوا۔ اور جنوری ۲۰۰۲ سے ماہانہ طرحی مشاعروں کا آغاز ہوا۔ پہلے یہ مشاعرے داتا دربار کمپلیکس میں۔ پھر چوپال (ناصر باغ) میں۔ اور اب کئی برسوں سے الحمراء ادبی بیٹھک میں ہوتے ہیں۔ مشاعرے میں اس مرحوم شاعر کا کوئی مصرعہ طرح کے لیے منتخب کیا جاتا ہے جو اس ماہ میں واصل بحق ہوئے تھے۔ طرحی مشاعروں میں عام طور پر مصرع طرح کے ساتھ ردیف اور قافیے کی نشاندہی کر دی جاتی تھی۔ پھر دبستان وارثیہ نے یہ نئی طرح ڈالی کہ صرف ردیف دی جاتی ہے، شعرا بحر اور قافیے کا انتخاب خود کرتے ہیں۔ ''سید ہجویر نعت کونسل'' میں یہ راہ اختیار کی گئی کہ صرف مصرح دے دیا جاتا ہے۔ ردیف اور قافیہ شاعر خود منتخب کرتا ہے۔

ان ماہانہ طرحی حمدیہ و نعتیہ مشاعروں کے علاوہ ۲۰۰۲ء سے حضرت داتا گنج بخشؒ کے عرس مبارک کے موقع پر ایک ''مشاعرہ منقبت'' بھی ہوتا ہے۔ جس میں لاہور اور بیرونِ لاہور کے شعراءِ کرام شرکت کرتے ہیں۔ یہ مشاعرہ جامعہ مسجد، داتا دربار میں ہوتا ہے۔ طرحی مشاعروں میں پہلا دور حمدیہ ہوتا ہے۔ اس میں بھی مصرع طرح پر کہی گئی حمدیں پڑھی جاتی ہیں۔

طرحی مشاعرے جنوری ۲۰۰۲ء سے شروع ہوئے اور 6 جولائی ۲۰۱۴ء کو ۱۵۰واں مشاعرہ ہوا۔الحمراء، ادبی بیٹھک لاہور میں یہ مشاعرے ہر انگریزی مہینے کے پہلے اتوار کو تین بجے شروع ہوتے ہیں۔اب تک جن نعت گوؤں کے مصرعوں پر مشاعرے ہو چکے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

جنوری ۲۰۰۲ء	مدینے لا کے نہ لائے خدا مدینے سے	سیماب اکبر آبادی
فروری	امت کو بھی اب خلعت توقیر عطا ہو	عبدالکریم ثمر
مارچ	عکس خود عکاس کے جلووں کا پیکر ہو گیا	احسان دانش
اپریل	نہاں تھے ماضی و مستقبل و حال ایک مصدر میں	محسن کاکوروی
مئی	حد سے گزری تو مری آشفتگی کام آ گئی	حافظ مظہر الدین مظہر
جون	نظر میں، قلب میں، آنکھوں میں، تن میں، روح میں، جاں میں	ارمان اکبر آبادی
جولائی	مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامانِ حیات	اختر الحامدی
اگست	جلوۂ محبوبِ ربِ ذوالجلال آیا نظر	ضیاء القادری
ستمبر	ہاں کوئی نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ	جگر مراد آبادی
اکتوبر	درِ فردوس پہ روکا نہ کسی نے مجھ کو	امیر مینائی
نومبر	ہوا ہے رحمتِ پروردگار کا اظہار	ظفر علی خان
جنوری 2003	ہیں تا ابد حضور کی فرمانروائیاں	محمد افضل فقر
فروری	میں اور بارگاہ رسالت پناہ کی	زاہدہ خاتون شروانیہ
مارچ	یہ سارا فیض، میں قرباں، مرے حضور کا ہے	عبدالعزیز شرقی
اپریل	زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا	کرامت علی شہیدی
مئی	ہنسے غنچے، کھلے گل، ابر تر اٹھا، نسیم آئی	نظم طباطبائی
جون	نہ دیکھا روضہ والا تو پھر آنکھوں سے کیا دیکھا	آزاد بیکانیری
جولائی	آفتابِ قدم کی پہلی کرن	محمد اعظم چشتی

اگست	کریں جس کی رسول اللہ امداد	مفتی غلام سرور لاہوری
ستمبر	جمالِ مصطفیٰ میرا عقیدہ	رئیسؔ امروہوی
اکتوبر	دل میں ہے جلوۂ خیالِ حضور	حسنؔ رضا بریلوی
نومبر	عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول	بیدمؔ وارثی
دسمبر	مجھے نعت نے شادمانی میں رکھا	دِلّو رام (کوثر علی) کوثری
جنوری ۲۰۰۴ء	ہر سانس میں پیامِ محمد سنائی دے	طفیلؔ ہوشیار پوری
فروری	اوراقِ دل پہ نعتِ پیمبرؐ رقم کریں	فداؔ کھیم کرنی
مارچ	اے روحِ نشاطِ قلب و نظر سرکارِ دو عالم سیدنا	ستارؔ وارثی
اپریل	نعتِ محبوب داور سند ہو گئی	منور بدایونی
مئی	ذکرِ حبیبِ کبریاؐ جذب و اثر کی آبرو	عزیزؔ حاصل پوری
جون	حسن بہ حسن، رخ بہ رخ، جلوہ بہ جلوہ، ہو بہو	دردؔ کاکوروی
جولائی	متاعِ قرارِ نظر سبز گنبد	ساغرؔ صدیقی
اگست	نہیں ہے طور بلند ان کے آستاں کی طرح	شہابؔ دہلوی
ستمبر	سارے نبیوں سے اونچا مقام آپ کا سب پہ لازم ہوا احترام آپ کا	بیکسؔ فتح گڑھی
اکتوبر	ان کو شبِ الست کا بدر الدجیٰ کہوں	راجہ محمد عبداللہ نیازؔ
نومبر	شبِ معراج پردہ اٹھ گیا روئے حقیقت کا	محمد دین تاثیر
دسمبر	یہ دنیا ایک سحرا ہے، مدینہ باغِ جنت ہے	حفیظ جالندھری
جنوری ۲۰۰۵	قرارِ زندگانی لطفِ پیغمبر سے ملتا ہے	شوکت ہاشمی
فروری	ہے وقفِ عام مائدۂ خوانِ مصطفیٰ	صاحبزادہ فیض الحسن
مارچ	فریاد کر رہی ہے یہ امت حضور سے	خلیق قریشی
اپریل	ملا خدا سے بھی اگر کسی کو، ملا محمد کے آستاں سے	عزیز حاصل پوری
مئی	ظہورِ اس عالم امکاں میں ہے سارا محمدؐ کا	بیان ویزدانی میرٹھی

جون	قدموں میں شہنشاہِ دوعالمؐ کے پڑا ہوں	حفیظ تائب
جولائی	حبِ رسولؐ پائی ہے ربِ ودود سے	نعیم صدیقی
اگست	انکھوں کا نور آپؐ، دل کا سرور آپؐ	راز کشمیری
ستمبر	عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ختم نبوت کا	نظرؔ لودھیانوی
اکتوبر	طائرِ سدرہ نشین مرغِ سلیمانِ عرب	احمد رضا بریلوی
نومبر	روشنی دل میں اتر آئی نظر کے راستے	حسرت حسین حسرت
دسمبر	جس دل میں آرزوئے حبیبِ خدا نہیں	حمید صدیقی لکھنوی
جنوری ۲۰۰۶	جو پناہ سیّدِ کون ومکاں میں آ گیا	کفایت علی کافی
فروری	مقامِ سرورِکل لامکاں سے آگے ہے	تبسّم رضانی
مارچ	وہ ایک در کہ جہاں دورِ آسماں ٹھہرے	شورشؔ کاشمیری
اپریل	جو نثار احمدِ مرسل پہ، جہاں اس پہ نثار	سید سجاد رضوی
مئی	جو غیب کی کئی باتوں کا انکشاف کرے	خالدؔ بزمی
جون	آستانِ مصطفی بے انتہا اچھّا لگا	حبیب اللہ حاویؔ
جولائی	سعادتِ دو جہاں کا موجب ہے مصطفی کا غلام ہونا	مرتضی احمد میکشؔ
اگست	ہاتھ آیا دامن رحمت شہ لولاک کا	عبدالحامد بدایوانی
ستمبر	اتر کے آ گئے شمس وقمر مدینے میں	اقبالؔ عظیم
اکتوبر	حضورؐ دل کی نگاہوں سے ماورا تو نہ تھے	مضطرؔ گجراتی
نومبر	وہ دیکھئے وہ گنبد خضرا نظر آیا	اسدؔ ملتانی
دسمبر	بندہ نواز! صدقۂ لطفِ نظر ملے	انورؔ فیروز پوری
جنوری ۲۰۰۷	میری دعا کے گلے میں اثر کا ہار درود	شیر افضل جعفری
فروری	تخلیق کائنات تجلائے ناز ہے	فداؔ حسین
مارچ	وہ باعثِ کن، منبع وسرچشمۂ انوار	یوسف ظفر
اپریل	عرش پر دیدارِ حق آقا نے بے پردہ کیا	شکیلؔ بدایونی

مئی	عرب کے چاند نے پھیلائی جس دم روشنی اپنی	صابرؔ براری
جون	اس میں نہیں ہے کوئی شک آپ آخری نبی ہیں	قیوم نظر
جولائی	سب پا شکستگاں کا سہارا ہے ان کا نام	احمد ندیم قاسمی
اگست	ارے گدا! تیری حسنِ سوال کے صدقے	محمد حسین آسیؔ
ستمبر	یہ کلیاں، پھول، غنچے، رنگ و بو، موجِ صبا کیا ہے	منظور الحق مخدوم
اکتوبر	وہ جہاں جہاں بھی ٹھہر گئے، وہ جہاں جہاں سے گزر گئے	بلالؔ جعفری
نومبر	گنہگاروں کے ہونٹوں پر درود پاک جب آیا	ازہرؔ درانی
دسمبر	میرے نبی کا تذکرہ، میرے حضور ہی کی بات	علیمؔ ناصری
جنوری ۲۰۰۸	ستارہ بن کے ہر ذرّہ زمیں کا عرش پر چمکا	لطفؔ بریلوی
فروری	بھلے کو مل گیا آئینہ تیرے حسن سیرت کا	بابا ذہین شاہ تاجی
مارچ	رحم، التفات، صبر، قناعت، ادب، وفا	نشترؔ جالندھری
اپریل	شعورِ عشق مدینے کی سرزمیں سے ملا	محشرؔ رسول نگری
مئی	بلا سے جو بھی رہے پھر حساب کی صورت	عاصمؔ گیلانی
جون	کوئی اس کے نام پر نقطہ، نہ ان کے نام پر	قمرؔ جلالوی
جولائی	خدا کے بعد سبھی کچھ کہو خدا نہ کہو	انورؔ صابری
اگست	خورشیدِ حشر آنکھ دکھائے، مجال کیا	حامد بخش حامدؔ بدایونی
ستمبر	ذکرِ رسولِ پاکؐ ہے سرمایۂ حیات	ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم
اکتوبر	جو اشکِ ندامت کہ حضوری میں بہا تھا	حافظؔ لدھیانوی
نومبر	خوش خصال و خوش مقال و خوش لقا و خوش ادا	شیر محمد ترمزی
دسمبر	جو سوئے عرشِ معلّی رسولِ پاک چلے	راسخ عرفانی
جنوری ۲۰۰۹	پئے تکمیل ایماں شرط اقرارِ رسالت ہے	ضیا محمد ضیاؔ
فروری	ذرے کو آفتاب کرے پرتو کرم	مرزا محمد منورؔ

مارچ	اک دور چل رہا تھا درود و سلام کا	علی اکبر سلیمؔ
اپریل	کہ سینہ ارض طیبہ کا بنا رشکِ پری خانہ	نازشؔ پرتاب گھڑی
مئی	کب دیکھیے بر آئے تمنّائے مدینہ	حسرتؔ موہانی
جون	غمِ دنیا کے اندھیرے کو اجالے بخشے	وقارؔ انبالوی
جولائی	کس کام کا پھر دیدۂ بینا ہے ہمارا	غلام محمد ترنمؔ امرتسری
اگست	جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے	جعفرؔ بلوچ
ستمبر	دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز	اخترؔ شیرانی
اکتوبر	ہاں ایک کرن، نیّر تابان رسالت	صباؔ اکبر آبادی
نومبر	اک مصطفی کا نام ہے، نامِ خدا کے بعد	سیّد فیضیؔ
دسمبر	لفظ در لفظ مجسّم ہے عقیدت اپنی	انوار ظہوری
جنوری ۲۰۱۰	دو جگ میں ہے رحمت رسالت کسی کی	پروفیسر الیاس برنی
فروری	خاکِ مدینہ سرمۂ بینائی خیال	نصیر الدین گولڑوی
مارچ	سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے	امجدؔ حیدر آبادی
اپریل	بے کسوں کا یہاں اور کوئی نہیں	لال حسین صابرؔ
مئی	سرکارؐ بڑے، سب سے بڑے، سب سے بڑے ہیں	رفیق عزیزی
جون	رحمت العالمیں ان کو کہا اللہ نے	لطیف اثر
جولائی	خوشبو ہے دہن میں مرے تاثیر زباں میں	خاطر غزنوی
اگست	اک عالم انوار ہے اور دیدۂ حیراں	اختر انصاری اکبر آبادی
ستمبر	جب تک ہے خوں بدن میں، جب تک ہے جان تن میں	امید فاضلی
اکتوبر	ایسا حسین، حسن بھی جس کو حسیں کہے	ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی
نومبر	یہ فرمان خداوندی ہے، یہ قرآن کہتا ہے	جام نوائی بدایونی
دسمبر	میری دعاوں کے سب پرندوں کا سبز گنبد ہی آشیاں ہے	محمد فیروز شاہ
جنوری ۲۰۱۱	میں کس منہ سے کہوں خود کو مسلماں یارسول اللہؐ!	عبد العزیز خالدؔ

فروری	وہ کلی چٹکی، کرن پھوٹی، سویرا ہو گیا	جوش ملیح آبادی
مارچ	فضائے خطۂ طیبہ میں آ گیا جو بھی	منظور حسین منظورؔ
اپریل	علاجِ رنج و محن نسخۂ درود و سلام	ولی محمد واجدؔ
مئی	جب ان کا ذکر ہو، دنیا سراپا گوش ہو جائے	ماہرؔ القادری
جون	حرم پاک پہ سجدوں سے جبیں روشن ہے	رشیدؔ وارثی
جولائی	یہ زادِ راہ بہت ہے مجھے عدم کے لیے	قتیلؔ شفائی
اگست	ظہورِ ذات سے جن کے کھلا ہے راز فطرت کا	افقؔ کاظمی امروہوی
ستمبر	ہوں غلام ان کا، غلامی پہ مجھے ناز بھی ہے	تابشؔ دہلوی
اکتوبر	جس کو دروازۂ مصطفیٰ مل گیا	فیاض احمد کاوشؔ
نومبر	حسنِ ازل سے روحِ ابد تک نور ظہور حضور کا ہے	جمیل ملک
دسمبر	تمام مدح و ثنا ان کے نام ان کے لیے	سیّد سلیمؔ گیلانی
جنوری ۲۰۱۲	ہو گیا اللہ اس کا، جو بشر ان کا ہوا	مظفرؔ وارثی
فروری	پیروں تلے ہیں عرشِ الٰہی کی وسعتیں	علی حسنین شیفتہؔ
مارچ	نیک، مقبول، خوش اسلوب، انوکھی، اچھی	کالی داس گپتا رضاؔ
اپریل	دہر میں نورِ محمد کا اجالا دیکھا	حشمت یوسفی
مئی	وہ دل ہے کہ جس دل میں محبّت ہو نبی کی	اکبر وارثی میرٹھی
جون	نصابِ مکتبِ عشقِ نبی انوکھا ہے	سجّاد سخن
جولائی	جس نے کیا ہے جزوِ عبادت درودِ پاک	لالہ صحرائی
اگست	یہاں سب کچھ بقدرِ وسعتِ امید ملتا ہے	عارفؔ اکبر آبادی
ستمبر	عشق جس کو بھی مصطفیٰ سے ہے	منظورؔ وزیر آبادی
اکتوبر	چاندنی روح میں اتر آئی	ارشاد اعجاز رانا
نومبر	چمکا ہے آفتابِ رسالت کہاں کہاں	زاہد فتح پوری
دسمبر	ان کے انوار سے روشن ہے فضائے عالم	قمرؔ یزدانی

جنوری ۲۰۱۳	اک روز ہوں گے اشکِ ندامت بھی سرخرو	ساقیؔ گجراتی
فروری	دستِ بستہ لفظ بھی ہیں دست بستہ میں بھی ہوں	صہباؔ اختر
مارچ	اب تو آقا کوئی رحمت کی نظر ہو جائے	کوثرؔ نیازی
اپریل	زباں دھو ڈال، اگر کہنا ہے افسانہ محمد کا	آرزوؔ لکھنوی
مئی	پیروی میں آپ کی ہے دو جہاں کی عافیت	بے چینؔ رجپوری
جون	پھر عطا کر دیجیے اسلاف کی عظمت حضورؐ	محمد اکرم رضاؔ
جولائی	آئے حضور نور کا عالم لیے ہوئے	رحیم بخش شاہینؔ
اگست	جو ان کے ہونٹوں پہ آ گیا ہے وہ لفظ قرآن ہو گیا	حکیم سروؔ سہارنپوری
ستمبر	کمالِ علم و عمل کے پیکر، کرم مجسّم، تمام رحمت	عبرتؔ صدیقی بریلوی
اکتوبر	وہ نہ ہوتے تو نہ ہوتا مہر و الفت کا وجود	صباؔ متھراوی
نومبر	اس در کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری	مصطفی خاں نوری
دسمبر	ذکرِ محبوبِ خداؐ باعثِ تسکیں ہوا	اقبال سحرؔ انبالوی
جنوری ۲۰۱۴	حضور عجز بیاں کو بیاں سمجھ لیجیے	عاصیؔ کرنالی
فروری	نظر اٹھا کر جدھر بھی دیکھو بہار ان کے ظہور کی ہے	ریاض الدین سہروردی
مارچ	نسیم صبح! ان کے روضۂ اطہر کی خوشبو لا	قمرؔ رعینی
اپریل	یہ سوئے ظن ہے رحمتِ عالمؐ کے باب میں	انجمؔ رومانی
مئی	رات کا جنگل ہے رستے میں تو کوئی غم نہیں	ذوقی مظفر نگری
جون	انھی کا مشرق، انھی کا مغرب، جنوب ان کا شمال ان کا	مفتی خلیل خان برکاتی
جولائی	اک چشم التفات، اے سردارِ شش جہاتؐ!	اجمل جنڈیالوی

۲۰۱۴ کے آئندہ مشاعرے

۳۔اگست ۲۰۱۴ ان کا منبر جہاں، ان کا حجرہ جہاں اور جہاں ان کا در رہے، وہیں میرا سر

ڈاکٹر فرمان فتحپوری

(م۔ ۳۔اگست ۲۰۱۳)

۷ ستمبر	ان کی سفارش اور شفاعت کام آتی ہے، کام آئے گی	مہر وجدانی (م۔ ۱۳۔ستمبر ۲۰۱۳)
۱۵ اکتوبر	امّت کی منجدھار سے کشتی ان شاء اللہ پار لگے گی	عبداللطیف عارف (م۔یکم۔اکتوبر ۱۹۷۱)
۲ نومبر	ہیں بے خبر جہان سے یادِ نبی میں ہم	سلیم اختر فارانی (م۔ ۱۳۔نومبر ۱۹۸۳)
۷ دسمبر	آپؐ کا نام وہی شخص زباں پر لائے	قیصر بارھوی (م۔ ۲۵۔دسمبر ۱۹۹۶)

[ہر سال نومبر یا دسمبر میں آیندہ برس کے ۱۲ مصرعہ ہائے طرح مشتہر کر دیے جاتے ہیں۔]

اعلان

فروغ نعت کے زیر اہتمام تحریری طرحی نعتیہ مشاعرہ کی طرح ڈالی جا رہی ہے مجوزہ طرحی مصرع پر لکھی جانے والی نعتیں آئندہ شمارے میں ''تحریری طرحی نعتیہ مشاعرہ'' کے عنوان سے شائع کی جائیں گی۔ طرحی مصرع یہ ہے:

''جس کو حاصل تیری چوکھٹ کی جبیں سائی ہو''

نوٹ: ردیف اور قافیہ کا انتخاب حسب مرضی کیا جا سکتا ہے

شعراء سے گزارش ہے کہ وہ اپنی نعتیں ماہ ستمبر کے آخر تک ارسال فرما دیں۔

تبصرۂ کتب

اردو نعت پاکستان میں (مقالہ برائے پی ایچ ڈی)

مقالہ نگار: ڈاکٹر شہزاد احمد، مدیر حمد و نعت کراچی

ناشر: حمد و نعت ریسرچ فاؤنڈیشن کراچی

ملنے کا پتا: توکل اکیڈمی، دکان نمبر 31، نیو اردو بازار کراچی

ڈاکٹر شہزاد احمد کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں انہوں نے اپنی زندگی فروغ نعت کے مقدس مقصد کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ وہ ایک طویل عرصہ سے نعتیہ کانفرنسوں اور مجالس کے انعقاد، نعتیہ موضوعات پر لیکچروں، ماہنامہ حمد و نعت کے اجرا، حمد و نعت ریسرچ فاؤنڈیشن کے قیام اور اپنی علمی و تحقیقی تحریروں کے ذریعہ نعت شناسی، نعت گوئی اور نعت خوانی کا درس دینے میں مشغول ہیں۔ محافل نعت کی نظامت کرنے والوں کے لیے نصاب کی ترتیب و تدوین کے علاوہ انہوں نے نعتیہ انتخاب بھی شائع کیے ہیں، اور خصوصی طور پر نوجوان طبقہ کو نعت سے روشناس کرایا انہیں بجا طور پر مبلّغ نعت کہا جا سکتا ہے

''اردو نعت، پاکستان میں'' ڈاکٹر صاحب کا مقالہ برائے پی ایچ ڈی ہے جس پر انہیں جامعہ کراچی سے 2012 میں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔ اس مقالے کے آٹھ ابواب:

باب اول: نعت گوئی کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

باب دوم: قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں نعت گو شعرا کا حصہ

باب سوم: پاکستان کے معروف نعت گو شعرا کا تذکرہ

باب چہارم: نعت کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دینے والی شخصیات

باب پنجم: پاکستان میں اردو نعت گوئی کے آئندہ اثرات

باب ششم: پاکستان میں نعتیہ صحافت۔ ایک جائزہ

باب ہفتم: پاکستان میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت

باب ہشتم خلاصہ بحث اور تجاویز و آراء پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر شہزاد احمد نے اس موضوع پر پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید کی نگرانی میں کام کیا۔ پاکستان کے خصوصی حوالے سے اس موضوع پر لکھا جانے والا یہ پہلا تحقیقی مقالہ ہے جو کہ ڈاکٹر صاحب کی برسہا برس کی محنت و ریاضت کا ثمرہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نعت کے موضوع پر کئی دیگر کتابوں کے مصنف و مرتب بھی ہیں اور نعت و متعلقاتِ نعت پر تحقیق میں انہیں تخصص کا درجہ حاصل ہے۔ مقالے میں شامل تمام ابواب اپنی

نوعیت اور مواد کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں جنہیں یقیناً فن نعت سے متعلق ایک نصابی دستاویز قرار دیا جاسکتا ہے۔

گو کہ اردو زبان کی عمر بہت کم ہے لیکن اس زبان میں زندگی کم نہیں یہ ہماری قومی زبان ہے اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ نعتیہ ادب کے حوالہ سے دنیا بھر کی دوسری زبانوں کے مقابلہ میں ہماری قومی زبان سب سے زیادہ مالامال ہے اور جتنا نعتیہ ادب اردو میں تخلیق ہوا کسی اور زبان میں نہیں ہوا، بالخصوص قیام پاکستان کے بعد اس زبان کو جو وفورِ نعت حاصل ہوا وہ بلا شبہ ہمارے لیے باعث افتخار ہے۔ اس تناظر میں خصوصی طور پر پاکستان کے حوالے سے یہ تحقیقی مقالہ مزید اہمیت کا حامل قرار پاتا ہے۔ چونکہ یہ مقالہ اپنی نوعیت اور موضوع کے حوالے سے اولین مقالہ ہے، اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے پاکستان میں نعتیہ ادب پر تحقیق کرنے والوں کے لیے ایک بنیاد فراہم کر دی ہے اور اسے ایک حوالہ کی کتاب بنا دیا ہے جسے کسی بھی تحقیقی کام کرنے والے کے لیے نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ اس مقالہ پر ڈگری 2012 میں ایوارڈ ہوئی تھی جبکہ کتابی صورت میں اس مقالہ کی اشاعت سال 2014 میں ہوئی، اس لیے ضروری تھا کہ مقالہ کے تکمیل کے بعد پاکستان میں ہونے والے نعتیہ ادب کا بھی ایک جائزہ پیش کیا جاتا اسی ضرورت کے پیش نظر فاضل مقالہ نگار نے کتاب کے ابواب چہارم اور ششم کے ضمیمے بھی شامل کیے اور ان ضمیموں میں تازہ ترین معلومات فراہم کر کے مقالہ کو مزید جامع اور مفید بنا دیا ہے۔ مقالہ کے آخر میں مقالہ نگار کی قائم کردہ حمد و نعت فاؤنڈیشن، کراچی کے کتب خانہ کی کتابوں کی فہرست بھی ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے جو کہ مقالہ کی استنادی حیثیت و وقعت میں اضافہ کا باعث ہے۔

آٹھ سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب اپنی طباعت، کاغذ اور مواد کے اعتبار سے حسین مرقع ہے اور اسے ہر اچھی لائبریری کی زینت ہونا چاہیے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل علم اور محققین کے نزدیک معتبر قرار پائے گی اور بے پناہ داد و تحسین وصول کرے گی۔

❁❁❁

عرفان و عقیدت (نعتیہ مجموعہ)

عقیدت نگار: ابراہیم حسان

ناشر: بزم حسان حاصل پور

ابراہیم حسان کا تعلق بہاول پور کی تحصیل حاصل پور سے ہے۔ ان کا تخلص حسان ہی اس امر کا شاہد ہے کہ انہوں نے بہ وصف لالہ رخاں قدرِ تو نہ افزاید۔ کنی چہ کار عبث مدحت پیمبر کن کے مصداق اپنے آپ کو

مدح ممدوحِ خدا کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ عرفان وعقیدت ابراہیم حسان کا نعتیہ مجموعہ ہے جو ہمارے پیش نظر ہے دیدہ زیب چہار رنگی سرورق اور عمدہ طباعتی معیار کے اس مجموعہ شعر سے یہ سراغ نہیں ملتا ہے کہ یہ ابراہیم حسان کی پہلی ادبی کاوش ہے یا اس سے قبل بھی شاعر کے کچھ نعتیہ شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اگر یہ ابراہیم حسان کے شعری سفر کا پہلا پڑاؤ ہے تو وہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ جس کی پہلی اڑان کا یہ عالم ہو اس کی اگلی منازل کیاں ہوں گی۔ کتاب کے انتساب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابراہیم حسان نے آغوش مادر سے ہی حب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند کیا۔ سلامتی ہو اس ماں پر جس نے اپنی اولاد کی تربیت اس انداز میں کی کہ نعت گوئی اس کی فطرت وطینت میں سرایت کرگئی۔

ابراہیم حسان کی نعت میں جہاں آپ کو عقیدت کی جھلک نظر آئے گی وہاں وہ نعت گوئی کے آداب سے واقفیت بھی رکھتا ہے۔ انہوں نے اظہار عقیدت کے ساتھ ندرت بیان اور خوش سلیقگی کا بھی پورا خیال رکھا ہے۔ وہ صرف روایتی انداز میں نبی کائنات سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے نظر نہیں آتے بلکہ وہ روایت کے ساتھ اپنا مضبوط ربط بحال رکھتے ہوئے عصری آشوب اور دور حاضر میں امت مسلمہ کو درپیش مسائل ومشکلات کو بھی اپنی نعت کا موضوع بناتے ہیں وہ ہمارے سماجی رویوں اور تہذیبی آثار پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ ظلم واستبداد اور ہر سو پھیلتی دہشت گردی بھی ان کی نگاہ میں ہے وہ دور حاضر کے تمام مسائل کا حل اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ میں تلاش کرتے ہیں میں یہاں صرف عرفان وعقیدت کی پہلی اور آخری نعت کے مطلعے پیش کر کے اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں کہ ان دو اشعار سے ہی آپ کو عرفان وعقیدت کے شاعر کی فکری جہات کا اندازہ ہو جائے گا۔

نعت گوئی مری بخشش کا بہانہ ہو جائے
میرا ہر لفظ محبت کا خزانہ ہوجائے

===

نفرت کا گذر ہو نہیں سکتا مرے دل میں
روشن ہے ترے پیار کا رشتہ مرے دل میں

عرفان وعقیدت دور حاضر کے نعتیہ ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہے جو کہ اپنے شاعر کو عصر موجود کے نعت گو شعرا میں ایک نمایاں مقام دلاتا ہے امید ہے کہ یہ مجموعہ قارئین کو پسند آئے گا۔ اور علمی ادبی حلقوں میں اس کی پذیرائی ہوگی۔

انتقاد و تاثرات

**یہ صفحات قارئینِ فروغ نعت کی آرا، مشوروں
اور تاثرات و انتقاد کے لیے مخصوص ہیں۔ کسی بھی نقد
سے ادارے کو اتفاق یا اختلاف نہیں۔ ماہرینِ فن کی آرا اور مشورے ہمیشہ
فن کی جلا کا باعث ہوتے ہیں ہمارا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ
نعت گوئی میں بہتر رجحانات کو فروغ دینا ہے، کسی بھی نقاد کی رائے
سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن شائستہ اور شستہ انداز میں، ذاتی اور
شخصی حوالے سے تنقید اہل علم کا شیوہ نہیں فروغ نعت کی جانب
سے کسی ایسی تحریر کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی، اور نہ
ہی فروغ نعت کی جانب سے جواب در جواب پر مبنی کسی
سلسلہ کی حمایت کی جاتی ہے۔ اگر آپ کو
فروغ نعت میں شائع ہونے والے تاثرات یا آراء
میں سے کسی سے اختلاف ہے تـــــو
آپ علمی دلائل کی بنیاد ہمیں لکھ بھیجئے
ہم آپ کی رائے بھی عزت و احترام سے شائع
کریں گے ـــــــــــــ ادارہ**

========================

جوابِ آں غزل

فروغ نعت کے چوتھے شمارہ میں انتقاد و تاثرات کے عنوان تلے شائع ہونے والے ایک تنقیدی خط کا جائزہ

(مائل شبلی۔اٹک)

سید بادشاہ!السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! فروغِ نعت کا چوتھا شمارہ آپ سے بلا حائل وصول پایا۔دل شاد ہوا۔بغل میں داب گھر لایا۔پھرولا پھرالا۔ورق گردانی کی۔کہیں پہ اچٹتی کہیں پہ گہری نظر ڈالی۔حیرانی بھی ہوئی اور شادمانی بھی چند قدم آگے بڑھ گئی۔ماشاء اللہ آپ کی چابک دست اور ہنرمند انگلیوں کے کیا کہنے۔صاحب! یقین کیجیے آپ نے اس میں عجیب رنگ دکھلایا اور جائے استاد خالی است کا مقولہ سچ کر دکھایا۔آپ کا اِختراعی ذہن یقینا قابل داد ہے۔شمارہ کے مشمولات میں اتنی بوقلمونی اور یہ تنوع ہوگا؟ خدا لگتی کہوں تو یہ حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا۔بہ حوالہ نعت کئی ایسی سمتیں سجھائی گئی ہیں جن کی جانب ذہن پہلے منتقل نہیں ہوا تھا۔فروغ نعت کے مندرجات واضح کرتے ہیں کہ نعت گوئی محض رسم اور خانہ پری نہیں، یہ کئی ادوار کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور ہر دور کے تہذیبی و ثقافتی عناصر اس میں مشخص نظر آتے ہیں۔

نعت کیا ہے؟ مصری کی ڈلی،شہد کا گھونٹ،آئینہ جس کے عکس دل فریب و خوش نظر ہیں،ایک طیف جس کے رنگ لاتعداد سمتوں میں بکھرتے ہیں اور ایک ایسی صنف جس کے موضوعات متنوع ہیں۔دیکھا جائے تو نعت ڈیڑھ ہزار سال سے ہماری روایت چلی آرہی ہے۔یہ تاریخی ورثہ ہے جس میں ابھی تک انقطاع نہیں ہوا۔اس دور نعت کو سامنے لانا،کھنگالنا،اس کے ارتقاء کا جائزہ لینا،اس کے مضامین

کو پرکھنا، اس کے اثرات کا مطالعہ کرنا اور اس کے مواد کو نقد و نظر کی چھلنی سے گزارنا معمولی کام نہیں ۔حمد و نعت وہ ادبی روایت ہے جو کسی خاص زمان و مکان کی اسیر نہیں ۔ یہ ہر زمان میں دائر اور ہر مکان سے طلوع ہوتی ہے ۔اس کا مرکز اگر چہ ایک ہے مگر جہات کے لامتناہی خطوط اس سے پھوٹتے ہیں ۔ یہ چند اشعار پر مشتمل ایک نظم ہی نہیں ہوتی اس میں بہت کچھ رچا ہوا بھی ہوتا ہے ۔ یہ ''بہت کچھ'' ہمارے اکثر شعراء کی گرفت میں نہیں آتا ۔میرا خیال ہے محض تخیل کے بل پر صحیح نعت کہی جا سکتی ہے اور نہ حسن ادا اور شعر کہنے میں مہارت ہی اس کے لیے کافی ہو سکتی ہے ۔نعت کہنے کے لیے قرآن و سنت ،حدیث و آثار ،سیر و شمائل اور تاریخ و تمدن عرب کا گہرا مطالعہ بھی لازمی ہے اور اس عہد کے رنگ ڈھنگ سے جان کاری بھی ضروری ہے جس میں نعت گو سانس لیتا ہے ۔علوم نبوت کے ذریعے عمر کا ایک حصہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ملازمت میں گزارا جائے تب کہیں جا کر شعلۂ عشق نعت کا روپ دھارتا ہے اور اس کا حقیقی شعور بیدار ہوتا ہے ۔نعت گوئی محض شوق فراواں کا قصہ نہیں راسخ علم کی متقاضی بھی ہے ۔

اس میں کیا شک ہے کہ نعتیہ ادب میں جاہل شعراء نے بہت خشک و تر بلو دیا ہے ۔اس میں افراط و تفریط بھی بہت کی جاتی ہے ۔ کچھ کے نزدیک نعت گوئی ہی سب سے اہم اور اعظم عبادت ہے جس کے مقابل تلاوت قرآن بھی شاید کوئی وقعت نہیں رکھتی ۔اس لیے انہیں دوسری عبادات سے کوئی غرض ہوتی ہے نہ حضورؐ کی سیرت اپنانے سے کوئی واسطہ ہوتا ہے ۔دوسری طرف بعض چہروں پر نعت کے نام سے ہی سلوٹیں پڑ جاتی ہیں ۔اشعار کا معاملہ بھی کچھ مختلف نہیں ۔نعت کا ہر شعر اگر بعض افراد کی توحید میں خلل انداز ہوتا ہے اور نفسیاتی طور پر وہ الجھن محسوس کرتے ہیں تو بعض کے ہاں شرک بھی شجر ممنوعہ نہیں سمجھا جاتا ۔انٹ شنٹ اور اناپ شناپ لکھتے چلے جاتے ہیں ۔ بر بنائے عقیدت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دائرہ عبدیت سے نکال کر مقام الوہیت میں کھڑا کر دیتے ہیں ۔گاہے بعض اوصاف کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں جو اگر شرک نہ ہو تب بھی اس کی راہ گزر سے دور نہیں ہوتا ۔علماء کی اصطلاح میں اسے موہم شرک کہا جاتا ہے ۔ایسے کئی شاعروں کے ہاں حضورؐ کی شان اللہ تعالیٰ کی اہانت پر منتج ہوتی ہے ۔اللہ کو وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں ،وہ اس کا جو تصور پیش کرتے ہیں اس سے گمان ہوتا ہے کہ خدا کو نہ کسی چیز کی خبر ہے اور نہ اس کے پلے میں اب کچھ باقی رہا ہے ۔جو تھا وہ اس نے حضورؐ کو سونپ دیا ۔اب جو دیں گے حضورؐ ہی دیں گے ۔قبولیت اعمال ،مغفرت ذنوب ،اعطائے ثواب وغیرہ وغیرہ سب فیصلے حضور ہی کرتے ہیں ۔معاذ اللہ اس میں اتنی جرات بھی نہیں کہ

حضور کی کوئی بات رد کر سکے۔ اس کی رضا و عدم رضا کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ وہ جو کہتا ہے میں ارض وسما کا نور ہوں ان کے ہاں یہ نور اندھیروں کا قیدی تھا۔ حضور آئے، تو اسے اندھیروں سے نجات ملی۔ خدا کو جس طرح خطاب کیا جاتا ہے اس طرح معاشرے کے عام فرد کو مخاطب کرنا بھی خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ کچھ لوگ تو خالق و مخلوق کا تصور ہی پاٹ دیتے ہیں۔ جو عرش کا خدا ہے وہی معاذ اللہ مدینہ میں مصطفی ہے۔ احد اور احمد میں میم کے سوا کوئی فرق نہیں۔ معراج میں وہ خود اپنے آپ سے ملنے عرش پر گیا تھا۔ (اللہ ایسی خرافات سے بچائے) اس طرح کے اشعار پر گرفت کرنا بہت ضروری ہے۔ ان لوگوں پر نہ خدا کی عظمت و جلال کا کوئی پرتو پڑا ہے اور نہ انہوں نے قرآن وسنت کو دیکھا پڑھا ہے۔ ایک دیہاتی نے آپؐ کے سامنے اتنا کہا:

''انا نستشفع بك على الله و نستشفع بالله عليك اللہ کے حضور آپ کی سفارش مطلوب ہے اور آپ کے حضور اللہ کو سفارشی کے طور پر لاتے ہیں''۔

خدائے ذوالجلال کی عظمت کا اثر تھا کہ بے ساختہ سبحان اللہ کے الفاظ آپ کے ورد زباں ہو گئے۔ بہت دیر تسبیح کے بعد فرمایا:

''ویحك انه لا یستشفع بالله على احد۔ اے بے وقوف! خدا کی سفارش کسی کے سامنے پیش نہیں کی جاتی''۔

ایک عارف وقت نے اپنی کتاب ترجمان السنۃ میں اس حوالے سے بہت پیاری باتیں لکھی ہیں۔

''رسول کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ جب اس کے حدودِ عظمت خدائی حدود سے ٹکرانے لگتے ہیں تو وہ اس کو اتنی ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جتنا کہ اپنی توہین کو۔ ایک متوازن سے متوازن طبع انسان اپنی حیثیت سے زیادہ تعریف سن لیتا ہے اور اس پر مسرور بھی ہو سکتا ہے مگر رسول اپنے ادب و احترام، اہانت و حقارت کے دونوں حدود اتنے محفوظ رکھتا ہے کہ گویا یہاں بھی اسے اپنا حظ نفس مقصود نہیں بل کہ خدائی حدود کا تحفظ منظور ہے۔ اگر اس کے منہ پر اسے کوئی یا خیر البریہ کہہ کر پکارتا ہے تو اسے شرم آجاتی ہے اور وہ گردن جھکا کر کہہ دیتا ہے کہ یہ کلمہ میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ بلاشبہ وہ سب سے افضل ہے اور جہان کا سید و سردار ہے مگر جب اس کے سامنے اسے انت سیدنا کہا جاتا ہے تو اس کے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے کہ السید ہو اللہ۔ گویا اگر وہ اپنی تعریف سن سکتا ہے تو

صرف ایک حقیقت اور واقعہ کی حد تک ۔ اور اگر اپنی مذمت سے ناخوش ہوتا ہے تو صرف اس لیے کہ اس میں منصب رسالت کی توہین ہے ۔ غرض دونوں جانبوں میں اس کا غصہ و مسرت خدا ہی کی عظمت کی خاطر ہوتا ہے ۔ سوچو کہ ایسا انسان کیسا پاک انسان ہوگا۔ جو اپنے نفس کے لیے کسی بات کا طالب نہیں اس کی تمام سعی و کوشش یہ ہے کہ وہ خدا کی عظمت کا نقش لوگوں کے دلوں میں قائم کر جائے اور بس ۔ جو لوگ رسول کو خدائی عظمت دے کر خوش کرنا چاہتے ہیں وہ درحقیقت اس کی ناراضگی خرید رہے ہیں اور جو محروم القسمت رسول کا ادب بھی نہیں جانتے وہ دراصل اپنے خدا کا غصہ مول لے رہے ہیں ۔ محمداز تو می خواہم خدارا ۔ خدایا از تو عشق مصطفی را (ترجمان السنۃ، جلد اول، صفحہ ۳۷۸)

فروغ نعت کے اسی شمارہ نمبر 4 میں منظر عارفی کا ایک مضمون ''فروغ نعت کی نعتوں کے چند اشعار کا تنقیدی مطالعہ'' کے عنوان سے شائع ہوا ۔ منظر عارفی نے ہی قلم تھامنے پر مجھے اکسایا اور لکھنے پر برانگیختہ کیا ۔ مضمون کی تمہید میں بڑی شد و مد سے انہوں نے نعت میں تنقید و تصحیح کی طرف توجہ دلائی ۔ بلاشبہ یہ میرے دل کی آواز بھی ہے ۔ اس کے متعلق اپنا مافی الضمیر ابھی بیان کر ہی چکا ہوں ۔ مضمون کے وسطی حصہ میں فاضل ناقد نے بعض اشعار کی گردن ماپی اور تیشۂ تنقید سے انہیں زخمی کیا ۔ بہ احترام و معذرت عرض رسا ہوں کہ یہ حصۂ مضمون مجھے بالکل نہیں بھایا ۔ انہوں نے نعت کے حوالے سے مضمون لکھا، قرآنی آیات بھی اس میں سموئیں اور احادیث کے حوالہ جات بھی اس میں ٹانکے ۔ گمان ہوتا ہے ان کی نیت یقیناً نیک رہی ہوگی مگر افسوس کہ اس حصہ کے مندرجات سے یہ نیک نیتی بڑی حد تک مجروح ہوگئی ۔ جناب کے کرخت تنقیدی رویے سے معلوم ہوتا ہے دو چار کے سوا کسی شعر کی گہرائی تک ان کی عقل نارسا کو رسائی نہ ہوسکی ۔ ان کے بعض الفاظ تجاہل عارفانہ پر مبنی ہیں، کچھ جملے تضحیک و تمسخر سے آلودہ ہیں، جو واضح کرتے ہیں کہ موضوع کی اہمیت و وقعت جس سنجیدگی اور متانت کا تقاضا کر رہی تھی وہ اسے برقرار نہ رکھ سکے ۔

سید بادشاہ! ان کی نثر بھی کچھ عجیب و غریب الل ٹپ قسم کی ہے ۔ ایسے نثری شاہ کار پڑھنا میرے لیے بڑی سر دردی کا باعث ہوتا ہے ۔ بے ڈھب بے جوڑ ایک دوسرے میں دھنسے پھنسے ہوئے لمبے لمبوترے جملے ۔ ابتدا سے بندہ اختتام کی طرف جائے تو طول مسافت کی وجہ سے ہانپنے لگے ۔ مبتدا تو چلو مبتدا ہی ہوتا ہے، خبر جانے کہاں کھو جاتی ہے جو اپنے ساتھ متعلقات کا سراغ بھی لے جاتی ہے ۔ اصل بات دریافت کرنا کارے دارد ہو جاتا ہے ۔ یہاں ان صفحات میں گنجائش نہیں ہے ورنہ ان کی نثر کا تجزیہ بھی کرتا، خیر سے وہ پارکھ اور ناقد کا منصب سنبھالے بیٹھے ہیں مگر یہ میرا

مطمحِ نظر نہیں ۔ان کی جانچ میں کسر ،انتقاد میں قصور اور پرکھ میں کھوٹ پایا جاتا ہے،اس کو اجاگر کرنا اوران کی لغزشوں پر توجہ دلانا ہی میرا مقصد ہے،نثری تجزیہ کی وجہ سے اصل مقصود رہ جائے گا،لہٰذا اس سے صرف نظر کرتا ہوں ۔فاضل ناقد نے اپنی تنقید کی بنیاد مندرجہ ذیل نقاط پر رکھی ہے ۔

۱۔جن اشعار پر انہوں نے نقد کیا وہ موضوعاتی طور پر غلط ہیں

۲۔ان اشعار میں قطعی فیصلے کے ساتھ وہ باتیں کہی گئیں جن کا قرآن وسنت سے ثبوت نہیں ۔

۳۔ایسے اشعار میں خود ساختہ مفروضوں کو کلیہ بنایا گیا اور ان لایعنی مفروضوں کو نعت بنانے پر اصرار کیا گیا۔

پرکھ کے یہ تین قاعدے حضرت ناقد نے وضع کیے ۔اگر چہ آخری دو میں کچھ تفصیل ہے مگر مجموعی طور پر میں ان سے اتفاق کرتا ہوں ۔جو اشعار ان کے خلاف ہوں ان پر گرفت کرنی چاہیے ۔آٹھ اشعار ،پندرہ مصرعوں اور ایک مکمل نعت پر فاضل ناقد نے تنقیدی نظر ڈالی ہے ۔ان میں سے دو چار کے سوا باقی سب پر ان کی نگاہ تنقید سے چوک ہوگئی ہے ۔انہوں نے غلط طور پر سمجھ لیا کہ یہ اشعار قرآن وسنت کے خلاف ہیں ۔افسوس یہ نہیں کہ اشعار انہوں نے کیوں جانچے پرکھے ۔ یہاں علماء امت پر کوثر وتسنیم سے دھلی ہوئی زبان کے ساتھ تنقید کی بوچھاڑ ہوتی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ناقد ان کے جن افعال پر تنقید کرتا ہے خود انہی میں ان سے کہیں زیادہ مبتلا ہوتا ہے ۔فقہاء ومحدثین کو لوگ معاف نہیں کرتے ۔صحابہ کرام پر تنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ اہل بیت رسول کو تنقید کے تیروں سے چھلنی کیا جاتا ہے ۔ انبیاء کرام بل کہ جملہ شعائر دین کو مجروح کرنا اپنا حق سمجھا جاتا ہے ۔ ایسے میں اردو کے اہل زبان ،قواعد ،شاعر اور اشعار کس کھیت کی مولی رہ جاتے ہیں جو ان کو معاف رکھا جائے ۔اس لیے کسی بھی شعر کو میز پر لٹا کر اس کا ایکسرے لیا جاسکتا ہے ۔اس کا رنج نہیں ،ملال فاضل ناقد کی غیر علمی مفرط تنقید اور کرخت رویے کا ہے ۔ان اشعار کو جناب نے من پسند معانی کا جامہ پہنایا ۔خود ساختہ نتائج نکالے اور بے طرح ان مظلوموں کو رگیدا ۔اسی پر بس نہیں انہوں نے مفروضہ نتائج کے لیے دلیل ڈھونڈنے کی سعی نامشکور بھی فرمائی ۔قرآن مجید دیکھا ۔266 آیات چننے کی زحمت کشید کی ۔اس کا حاصل حصول کیا ہونا تھا ایک شعر بطور مثال پیش کر کے خود ہی ان سب کا جواب دے دیا ۔اس ناحق زحمت پر میں آپ کی معرفت اِن سے اظہار افسوس ہی کرسکتا ہوں ۔وہ معتدل رویہ اپناتے اور تحکم وطنطنے

سے گریز کرتے تو شاید کوئی گلہ مند نہ ہوتا۔

سید بادشاہ! مجھے لگتا ہے میں کچھ کچھ ان کا منشا سمجھا ہوں ۔میرے خیال میں نعت کو وہ حساب کے سوال جیسا دیکھنا چاہتے ہیں ۔آخر شاعر ہیں، جانتے ہی ہوں گے کہ لفظی اور معنوی صنائع و بدائع شعر کی جان ہوتے ہیں ۔لغوی، حقیقی، مجازی، مرادی، تضمنی، مطابقی اور لازمی معانی وہ پھول ہیں جو شعر کے گلے کا ہار بنتے ہیں ۔تصریح، کنایہ، اشارہ، استعارہ، تشبیہ، مجاز مرسل اور حسن تعلیل وغیرہ اس کے سر کا تاج اور کمر کا پٹکا کہے جاسکتے ہیں ۔روز مرہ، محاورہ، ضرب الامثال اور تلمیحات سے اس میں لطافت ونزاکت پیدا ہوتی ہے ۔یہ مصالحے اگر شعر کے لیے ضروری ہیں تو نعت میں ان کی ضرورت کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ شعر میں صرف ادا ہی کافی نہیں ہوتی حسن ادا کی اشد ضرورت بھی ہوتی ہے ۔(دیکھیے فروغ نعت شمارہ نمبر 4 صفحہ 45 پر ڈاکٹر عزیز احسن کے اخذ کردہ نتائج میں سے چھٹا نتیجہ) ایک ایک مضمون سو سو رنگ سے باندھا جاتا ہے ۔شعر میں رنگینی، حسن ادا اور تخیل کی ملونی نہ ہو تو وہ شعر کا ہے کا ہوا، حساب کا سوال ٹھہرا جس کا بس ایک ہی رنگ ہوتا ہے ۔

اسی شمارہ نمبر 4 میں ڈاکٹر عزیز احسن نے کعب بن زہیرؓ کے قصیدہ بانت سعاد کا ایک شعر دیا ہے

ان الرسول لنور یستضاء بہ وصارم من سیوف الھند مسلول

مصرعہ ثانی کا ترجمہ ہے ’’اور ہند کی تلواروں میں سے بے نیام تلوار ہیں‘‘۔ہند کا ترجمہ مضبوط فولادی تلوار بھی کرسکتے ہیں ۔فاضل ناقد سے سوال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے مگر کعب نے آپ کو تلوار کہا۔جناب کے اصول پر ’’قطعی فیصلے‘‘ سے کہی گئی اس بات کا کوئی ثبوت ہے؟ اصلاح کے بعد من سیوف اللہ ہوگیا۔کیا اللہ کے پاس بھی تلواریں ہوتی ہیں؟ کیا موضوعاتی طور پر یہ درست نظر آتا ہے؟ ظاہری اور حقیقی معنی لیا جائے گا تو دلیل کہاں سے آئے گی؟ فاضل ناقد نے پہلے ہی شعر کی درگت بناتے ہوئے جو اصول اپنایا تھا اس کے پیش نظر یہ نعت کا شعر قطعاً نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ موضوعاتی طور پر غلط ہے ۔مگر اب کیا ہوسکتا ہے؟ اسی قصیدہ پر تو حضور پرنورؐ نے حضرت کعبؓ کو بردہ عطا کیا تھا۔

فاضل ناقد کے معیار پر جانچیں تو قرآن میں تلوار ہونے کا ذکر نہیں البتہ یہ آیت موجود ہے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔اس کے پیش نظر کوئی شخص کہتا ہے حضورؐ جو اہل جہاں کے لیے رحمت ہیں، تلوار کہاں ہوسکتے ہیں جس کا کام مارنا، کاٹنا اور خون بہانا ہے ۔بنابریں یہ شعر غلط ہے جناب کیا جواب دیں گے؟

چلو جانے دو۔ میں حضرت حسان کے شہرہ آفاق نعتیہ قطعہ کے اس مصرعہ کو لیتا ہوں

كانك قد خلقت كما تشآء گویا آپ کو ایسے بنایا گیا جیسے آپ نے خود چاہا۔

سید بادشاہ! آپ فاضل ناقد سے کہیے وہ تخلیق سے متعلقہ تمام آیات اور احادیث اکٹھی کریں۔ شاید کہیں سے دلیل مل جائے کہ حضورؐ کی تخلیق آپؐ سے پوچھ پوچھ کر عمل میں لائی گئی؟ اگر ایسا نہیں تو جو شعر واقعیت وحقیقت کے اتنا خلاف ہو وہ نعت میں کیسے داخل ہوسکتا ہے؟ امام بوصیریؒ اپنے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ میں کہتے ہیں

وواقفون لديه عند حدهم

اور تمام انبیاء حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے اپنی حد میں کھڑے ہیں

اس میں قطعی فیصلے کے ساتھ جو بات کہی گئی وہ بالکل واضح ہے۔ اب انبیاء سے متعلق تمام آیات واحادیث کو کھنگالیے۔ ممکن ہے کسی مقام میں اللہ نے یا اللہ کے رسول نے مذکورہ بالا مصرعہ کا مضمون بیان کیا ہو یا اس کی تائید میں کوئی قرینہ ارشاد فرمایا ہو؟ وہ بات جو قرآن وسنت میں مذکور نہیں اسے قطعی فیصلے کے ساتھ بیان کرنا، مفروضے کو کلیہ بنانا بزعم ناقد بالکل غلط ہے۔ لہذا یہ نعت کا شعر نہیں ہونا چاہیے، مگر کیا کیا جائے حضرت ناقد کے علی الرغم اس شعر سمیت پورا قصیدہ نہ صرف حضورؐ نے پسند فرمایا بلکہ اپنی پسندیدگی کی دو نشانیاں بھی شاعر کو مرحمت فرمائیں۔

سید بادشاہ! میرا خیال ہے یہاں تک حضرت ناقد کی مضمون پر اصولی بحث مکمل ہوگئی۔ تاہم آپ کہہ سکتے ہیں ناوک تنقید سے جن اشعار کا نازک بدن چھیدا گیا کچھ ان کا علاج بھی اے چارہ گر ضروری ہے۔ ممکن ہے فاضل ناقد بھی اپنے تیروں کو بے خطا تصور فرمائیں۔ اس لیے جزئیات پر بھی کچھ کلام کرتا ہوں۔ پہلا شعر جسے حضرت پارکھ نے اپنی نگاہ ناوک انداز کا ہدف جانا ڈاکٹر خورشید رضوی کی نعت کا ہے۔

آستاں پر اسی کے جھکنے کو آسماں کی کمر میں خم رکھا

اس شعر پر حضرت پارکھ نے طول طویل گفتگو فرمائی۔ اس کی من بھاونی شرح کی۔ پھر یہ حکم صادر فرمایا کہ "اس کے علاوہ اس شعر کی اور کوئی تشریح نہیں کی جاسکتی۔" سید بادشاہ آپ فاضل ناقد سے پوچھیے تو کیا یہ حساب کا سوال ہے جسے حل کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے؟ پھر مخترع شرح کے لیے

انہیں دلیل کی جست و جو ہوئی۔ وہ قرآن کی طرف متوجہ ہوئے اور تخلیق ارض و سما سے متعلق 266 آیات ڈھونڈ نکالیں۔ اس محنت کی داد نہ دینا کریم لوگ زیادتی سمجھتے ہیں۔ افسوس ہے کہ انہیں کسی بھی آیت میں خم کا تذکرہ نہ مل سکا۔ اس کا نتیجہ انہوں نے یہ نکالا کہ آسمان میں کہیں بھی کوئی بھی خم نہیں۔

نیل گوں آسمان یا چرخ نیلی فام کی ترکیب ممکن ہے انہوں نے پڑھی سنی ہو۔ نیلے رنگ کی جگہ آسمانی رنگ عام بولا جاتا ہے، اسے کبودی رنگ بھی کہتے ہیں۔ ان 266 کیا کسی بھی آیت میں کبودی آسمان کا تذکرہ ہوا ہے؟ حضرت ناقد کو چاہیے اب آسمان کے نیل گوں ہونے کا انکار کر دیں۔ کبودی رنگ مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر آیات میں اس کا ذکر نہیں تب بھی درحقیقت اس کا معدوم ہونا لازم نہیں آتا۔ ''خم'' بھی اسی کی طرح مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ گر آیات میں مذکور نہیں تو اس کا یہ مطلب کہاں سے ہو گیا کہ فی الواقع وہ موجود بھی نہیں۔ صاحب جانیے؛ عدمِ ذکر علیحدہ چیز ہے اور نفیٔ شے جدا بات ہے۔ یہ جواب حضرت ناقد کی بات تسلیم کرتے ہوئے دے رہا ہوں ورنہ ان 266 آیات میں سے ایک یقیناً ایسی ہے جو آسمان کا خم دار ہونا بیان کرتی ہے۔ طرفہ یہ کہ اسے جناب نے معرض استدلال میں پیش بھی فرمایا ہے۔

شاعر نے ''آسماں کی کمر میں خم'' کہہ کر ایک چیز کو مطلقاً بیان کیا، حضرت ناقد نے اس مطلق کو مقید کر دیا۔ یہ ان کی پہلی غلطی ہے۔ شاعر نے خم کی تعداد ذکر کی نہ اس کے مقامات کو متعین کیا، انہوں نے پہلے ایک کی قید لگائی پھر جگہ کی قید کا اضافہ فرما دیا۔ اسی کے ساتھ دوسری غلطی کرتے ہوئے خم سے وہ کجی اور ٹیڑھ مراد لیا جو بے جوڑ، بے ڈول اور بے ڈھب ہوتا ہے جس کی وجہ سے چیز اپنی اصل وضع سے ہٹ کر بدصورت و بدنما لگتی ہے۔ اب خم کا معنی ہوا آسمان میں ایک خاص جگہ کجی اور ٹیڑھ۔ اس غلطی پر اپنی عمارت استوار کرتے ہوئے انہوں نے غلط جملہ لکھا کہ ''اس میں ایک جگہ سے جھکاؤ ہے''۔ ایک معمولی تغیر سے یہ غلطی درست ہو جاتی اگر وہ کہہ دیتے ''اس میں ایک جھکاؤ ہے''۔ دیکھیے ان کی تقیید کے سبب شعر حقیقت سے کتنا دور ہو گیا۔ شاکر جی! آپ حضرت پارکھ سے سوال تو کریں کہ کس قرینہ یا شاھد کی بنا پر انہوں نے مطلق کو اس طرح مقید کیا کہ تفہیم معنی میں فاش خلل واقع ہو گیا؟؟

خم کا وہی ایک معنی نہیں جو حضرت ناقد نے مراد لیا۔ اگر وہی معنی ہوتا تب بھی اس کی مراد مقام استعمال اور مشاہدہ کی بنا پر متعین کی جانی ضروری تھی۔ دیکھنا چاہیے کہ لفظ کس محل میں استعمال ہو رہا ہے۔ جناب کی ٹانگوں میں خم ہو تو قبیح ہو گا اور ابروؤں میں خم ہو تو وہ حسین کہلائیں گی۔ خم اس

مقام یا مرکز کو بھی کہا جاتا ہے جس پر کوئی چیز گھومتی اور ہر طرف سے یکساں جھکتی جاتی ہے۔اس کے نتیجے میں گھماؤ کے مقام سے اونچی یا گہری نظر آتی ہے اور جانبین سے یکساں طور جھکی ہوئی۔ یہ خم اس میں کسی خاص جگہ نہیں ہوتا بل کہ پوری چیز میں پھیلا ہوا ہوتا ہے۔اہل اسلام کی تلواریں خم دار ہوتی ہیں اور اہل صلیب کی سیدھی۔کمان خم دار ہوتی ہے،اس کا خم بھی پوری کمان میں پھیلا ہوا ہوتا ہے۔فارسی میں اسی وجہ سے کمان کو خمان بھی کہتے ہیں۔ایسی کوئی کمان حضرت ناقد کے ہاتھ لگے تو شاید وہ اسے بھاڑ میں جھونک دیں۔زلف معشوق کے خم،کنڈل یا چھلوں نے ابھی تک شعراء کا دل اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔نیم دائرہ یعنی قوس خم دار ہوتی ہے۔آسمان کو دیکھیے تو قوس کی شکل ہی بناتا ہے۔گنبد یا قبہ بھی خم دار ہوتا ہے۔ان کی پیش کردہ ایک آیت میں ذکر ہے کہ آسمان قبہ نما ہے۔قبہ ہو اور خم نہ ہو کیا ایسے ہوسکتا ہے؟ بناوٹ کے بعد خم پیدا ہو تو عموما چیز عیب دار ہو جاتی ہے اور اصل وضع ہی خم دار ہو تو بالعموم وہ تزئین کا سبب بنتی ہے۔انسان کی ریڑھ میں چار خم ہوتے ہیں،گردن کا خم،سینے کا خم،کمر کا خم اور سیکرم کا خم۔ پیدائش کے وقت سینے اور سیکرم کا خم ہی موجود ہوتا ہے۔گردن اور کمر میں خم کچھ مدت کے بعد جگہ بناتا ہے۔یہ اصل وضع ہے جس سے انسان میں قامت کا حسن پیدا ہوتا ہے۔اس وضع کے برخلاف سینے کا خم پیدا ہو جائے تو اسے کوزہ پشت کہتے ہیں اور کمر کے مہروں میں خم آجائے تو خمیدہ کمر۔یہ دونوں عیب ہیں۔

شاعر نے آسمان کے قبہ نما ہونے یا قوسی شکل کا حامل ہونے کی بنا پر اس میں خم کا ذکر کیا جو بالکل بجا اور درست ہے۔البتہ اس مقام کو تلاش کرنا باقی ہے جہاں سے خم پھیلتا ہے۔اس کے لیے شاعر نے کمر کا لفظ ایزاد کیا۔فاضل ناقد سے کچھ بعید نہیں کہ اٹھیں بھلا آسمان کی کمر بھی ہوتی ہے؟ کمر صرف پشت کو نہیں کہتے،کسی چیز کا مرکز یا درمیان بھی کمر کہلاتا ہے۔شاکر جی! حضرت کو بتائیں وہ جہاں کہیں بھی ہوں اپنی چندیا کو مرکز مان کر آسمان کی طرف عمود اٹھائیں۔جہاں عمودی خط آسمان سے متصل ہوگا وہ ہی آسمان کی کمر ہوگی۔اسی مرکز سے چاروں طرف قوس بناتا ہوا آسمان جھکتا ہے اور افق کنارے پر زمین سے ملتا دکھائی دیتا ہے۔ یاد رہے آسمان کی کمر متعین جگہ نہیں،زاویہ کے بدلنے سے یہ بدل جاتی ہے۔ چلیے خم کا مسئلہ تو حل ہوا،اس کو آستان حضورؐ پر جھکنے کی علت بنانا باقی رہا۔حضرت ناقد نے اس کا انکار نہیں کیا بل کہ ایک ''بے مثال'' شعر پیش کر کے اس کی تائید کی،لہذا میں بھی کلام کی باگیں کھینچتا ہوں پر نتو اُن سے ایک سوال کیسے بنا رہ نہیں سکتا۔ارشاد ہوا

یہ آسمان جو اونچا دکھائی دیتا ہے　　　در رسول پہ جھکتا دکھائی دیتا ہے

''یہ ہے شاعری'' کہہ کر حضرت ناقد نے بڑے طنطنے کا اظہار کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا ''کوئی بھی شخص کہیں سے بھی دیکھے تو اسے حدنگاہ پر ایسا لگتا ہے کہ آسمان جھک کر زمین سے لگ گیا ہے''۔ حضرت! یہی وہ خم ہے جس کا بیان ڈاکٹر خورشید رضوی کے شعر میں ہے۔

بہرحال فاضل ناقد نے اپنے پیش کردہ شعر کو بہت اچھا قرار دیتے ہوئے اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائے۔ حالاں کہ ایسا بالکل نہیں۔ یہ شعر ایک تو موضوعاتی طور پر غلط ہے دوسرا اس میں کچھ عیوب بھی ہیں۔ شعریت اس کلام میں ہوتی ہے جو عیوب سے پاک ہو۔ ہے ذرا باریک بات اگر آپ سمجھیں تو۔ شاعر نے ''یہ آسمان جو اونچا دکھائی دیتا ہے'' کہہ کر قطعیت کو مجروح کیا ہے۔ آسمان یقینی طور پر بلند ہے مگر شاعر کے الفاظ سے گمان ہوتا ہے کہ بظاہر اونچا دکھائی دیتا ہے مگر ممکن ہے حقیقت میں اونچا نہ ہو۔ میں کہنا چاہتا ہوں: آسمان محض اونچا دکھائی نہیں دیتا حقیقت میں بھی اونچا ہے۔ کلام میں حشو و زوائد کا ہونا بھی اساتذۂ فن نے عیب شمار کیا ہے۔ اس شعر میں ''یہ'' اسم اشارہ قریب زائد ہے جو محض وزن پورا کرنے کے لیے لایا گیا ہے ورنہ یہاں اس کا کوئی کام نہیں۔ کیوں کہ آسمان معرفہ ہے اور اسم اشارہ بھی نکرہ کو معرفہ بنا دیتا ہے۔ جو پہلے ہی معرفہ ہو اس پر اسم اشارہ داخل کر کے اسے پھر سے معرفہ بنانا تحصیل حاصل ہے جو یقیناً عیب ہے۔ ممکن ہے سید بادشاہ آپ ہی سوچیں کہ کئی مقامات پر مشار الیہ معرفہ بھی ہوتا ہے۔ ہاں کئی جگہ ایسا لگتا ہے مگر حقیقت میں مشار الیہ معرفہ نہیں نکرہ محذوف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کہا جائے؛ یہ کراچی ہے۔ کراچی اگرچہ معرفہ ہے مگر اس سے پہلے شہر محذوف ہے جو نکرہ ہے اور پورا جملہ یوں ہے؛ یہ شہر کراچی ہے یا ایک اور جملہ بولا جاتا ہے؛ یہ قرآن مجید ہے۔ اس میں قرآن معرفہ ہے مگر اس سے پہلے لفظ کتاب محذوف ہے جو نکرہ ہے۔ ان دونوں میں مزید کلمات بھی محذوف ہیں مگر ان کا ذکر بے موقع ہے۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ جو چیز دور ہو اس کے لیے بعید کا اشارہ ہونا چاہیے، اشارۂ قریب کے کیا معنی؟ پھر اس میں تکرار الفاظ کا عیب بھی موجود ہے۔ ایک ہی جملہ میں الفاظ کا تکرار جس میں کوئی زائد معنی نہ پائے جائیں معیوب سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی کہے: قرآن جو نازل ہوا حضورؐ پر نازل ہوا۔ رمضان جو مہینہ ہے روزوں کا مہینہ ہے۔ میرا خیال ہے سکول کا طالب علم بھی ان کو درست قرار نہیں دے گا۔ ''دکھائی دیتا ہے'' کے الفاظ اس شعر میں مکرر لائے گئے۔

سید بادشاہ! شاید آپ ہی مجھے دھوبی پٹخا دیتے ہوئے کہیں کہ یہ الگ الگ جملے ہیں لہذا تکرار نہیں پائی جاتی۔ سو اس کی وضاحت بھی کرتا چلوں۔''یہ'' اسم اشارہ ''آسمان'' مشارالیہ سے مل کر مرکب اشاری موصوف ہے، ''جو'' اسم موصول، ''اونچا دکھائی دیتا ہے'' صلہ، موصول اور صلہ مل کر موصوف مرکب اشاری کی صفت ہیں، مصرعہ اول میں یہ موصوف اور صفت مل کر مبتدا ہوتے ہیں اور مصرعہ ثانی اس کی خبر ہے۔ یوں مبتدا اور خبر سے مل کر جملہ مکمل ہوتا ہے۔ اب حضرت ناقد فرمائیں، ان عیوب کے ہوتے ہوئے اس شعر میں کہاں کی شعریت اور کہاں کا حسن؟

سید بادشاہ! آپ بارگاہ رسالت مآب سے لوٹ کر آئے کیا آپ نے آسمان کو در رسول پر جھکا ہوا پایا؟ فاضل ناقد سے کہیے ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دیکھ لیں اور بتائیں قرآن وحدیث میں جس بات کا ذکر نہیں، مشاہدہ جس کے خلاف ہے، کیا ایسی بات کو نعت کا موضوع بنانا درست ہے؟

اسی نعت کا اگلا شعر انہوں نے پیش فرمایا

تیری ہستی نے فرق امت پر تاج سر تاجِ امم رکھا

اس کی تشریح کے بعد حضرت پارکھ نے جو آیت پیش کی وہ موضوع سے غیر متعلق ہے۔ انہوں نے یہاں اعتراض یا اشتباہ کی وجہ بھی بیان نہیں کی۔ ممکن ہے ان کے ذہن میں اعتراض یہ ہو کہ قرآن اس امت کو بہترین امت تو کہتا ہے شاہ امم نہیں کہتا۔ اگر یہی بات ہے تو یہ جناب کے سوء فہم کا نتیجہ ہے کیوں کہ احادیث سے اس امت کا شاہ امم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر اعتراض یہ ہے کہ بادشاہی کا تاج اللہ نے اس امت کے سر پر رکھا اور شاعر نے اس کی نسبت حضورؐ کی طرف کی تو یہ بھی درست نہیں۔ کیوں کہ مسبب اگرچہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے مگر عالم امکان واسباب میں اللہ نے اس بادشاہی کا سبب حضورؐ ہی کو بنایا ہے۔ شاعر نے یہ کیا کہ فعل کی نسبت مسبب کی طرف کرنے کی بجائے سبب کی طرف کر دی۔ یہ کوئی غلط بات نہیں۔ ایک جگہ اللہ ارشاد فرماتا ہے

''یُنۡبِتُ لَکُمۡ بِہٖ، (وہ) اگاتا ہے تمھارے واسطے اس سے۔'' (تفسیر عثمانی)

اس سے معلوم ہوتا ہے زمین سے چیزوں کو اگانا اللہ کا کام ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

''مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ، اس میں سے جو زمین اگاتی ہے''۔

یہاں اگانے کی نسبت اللہ نے زمین کی طرف کی کیوں کہ زمین اس کا سبب ہے۔ فعل اللہ کا ہے مگر

اس کو منسوب زمین سے کیا گیا۔ یہی صورت اس شعر میں بھی ہے۔ شاہ امم بنانا اللہ کا فعل ہے مگر اس کا سبب حضورؐ کی ذات مبارک ہے۔ ایسے اطلاق کو مجاز مرسل کہتے ہیں۔

تیسرا شعر جس پر فاضل ناقد نے گرفت فرمائی وہ نغمۂ حور بہ معراج حضورؐ کا ہے جو مرحوم نذر صابری کے منظومہ معراج نامہ کا ایک حصہ ہے۔

مرکز کا سوئے قوس سفر کیسا لگے گا　　دریا کا سوئے تشنہ سفر کیسا لگے گا۔

سید بادشاہ! ھک مشورہ وے، انہاں واں آکھو، اتنا لما پیچا پاڑیں نی کی لوڑ، اَئی۔ نیڑیوں گل مکاون آ۔ اُوکی آکھنے ہونن سدھاناں فقیر اتر کھاوے نہ کھیرا۔ ای آکھڑاں بنوں ایا جے قرآن حدیث وچ تا کسی حور نے کسی نغمے شغمے نی کوئی گل بات نئیں ملنی۔ نذر صابری ہوراں کی بے وقوفی کیتی اے جے آپڑیں کولوں ھک نغمہ گھڑ کے حور نے متھے لا دتا نیں۔ سوگلاں نی ای ھکا گل ای بنوں اَی۔

فاضل پارکھ نے اس شعر کی تفہیم میں قرار دیا ہے کہ مرکز اور دریا حضورؐ کو کہا گیا ہے جب کہ ان کے مقابل قوس اور تشنہ کے الفاظ سے اللہ کو تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ اللہ کی شان میں گستاخی ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں بشرطیکہ شعر کا معنی یہی ہو جو انہوں نے بیان کیا ہے۔ مگر میرے خیال میں شعر خود بتا رہا ہے کہ اس کی مراد یہ نہیں۔ وضاحت سے پہلے میں فاضل ناقد کے ایک تضاد اور ان کی ایک غلطی کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔ انہوں نے فرمایا

> ''کیوں کہ وہ مقام تو ہو نہیں سکتا جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے روبرو ہوئے۔ یہاں تک کہ دونوں محترم ذاتوں کے درمیان دو قوسوں کا فاصلہ رہ گیا۔۔۔۔ کیوں کہ آثار و شواھد سے ثابت ہے کہ معراج کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست اپنے دیدار اور ملاقات کا شرف بخشے۔ معراج کا یہ مقصد تو قطعی باور نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے مقام تک تشریف لے جائیں جہاں آپ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دو قوسوں کا فاصلہ رہ جائے۔''

سید بادشاہ! بخدا میں نہیں سمجھ سکا کہ ان متضاد جملوں سے فاضل ناقد کس بات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف معراج کا مقصد براہ راست دیدار و ملاقات، دوسری طرف دو قوسوں کے فاصلے کا اثبات اور تیسری طرف اس سے انکار۔ اگر ملاقات مقصد ہے اور اس ملاقات میں وہ اللہ

کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تو اس مقام تک جانا خواہ مخواہ لازم آتا ہے جو دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رکھتا ہو، پھر اس کی نفی چہ معنی؟ خیر یہ عقدہ تو وہ خود ہی حل کریں گے۔ان کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے معراج کا مقصد اللہ کی ملاقات اور براہ راست ملاقات قرار دیا۔اسی وجہ سے ان کو شعر کی تفہیم میں مشکل پیش آئی ۔ایسی باتیں خطیب ، واعظ اور ناپختہ علم لوگ کرتے ہیں ۔اس طرح کے کوئی آثار وشواھد نہیں جن سے معراج کا مقصد ذات باری سے براہ راست ملاقات قرار دیا جاسکے ۔قرآن معراج کی غایت یہ بیان کرتا ہے ''لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں'' ۔معراج کی غایت اگرچہ ''براہ راست'' اور ''ون ٹو ون'' ملاقات نہیں تھی مگر کیا حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی؟ اگر ہوئی تو کیسے؟ اس سلسلہ کی احادیث مبہم ہیں،اسی لیے اجل صحابہ کرامؓ کے اس بارے میں دو گروہ ہیں ۔ایک رویت باری کو تسلیم کرتا ہے اور دوسرا اس سے انکار کرتا ہے ۔میں خود اول الذکر گروہ کا ہم خیال ہوں ۔اگر مانا جائے کہ حضورؐ اللہ سے ملنے تشریف لے گئے تھے تو اس کے نتائج پر غور کرنا ضروری ہوگا۔کیا اللہ کا کوئی خاص مسکن ہے جہاں وہ رہتا ہے اور اس خاص سمت اللہ کی رہائش گاہ کی طرف حضورؐ نے سفر کیا؟ آخری حد لامکاں تھی جہاں حضورؐ پہنچے کیا وہ اللہ کی رہائش گاہ ہے جہاں پہنچ کر آپ نے اللہ سے ملاقات کی اور اللہ کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں جتنا فاصلہ باقی رہ گیا؟ وہ ذات مسکن سمت ،جہت ،حد،احاطہ اور ترکیب وتجزی سے پاک ہے اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جاسکتا۔اگر یہ باتیں اور حسی قرب آپ تسلیم کریں گے تو خدا کا محدود ہونا اور کسی احاطہ میں اس کا مقید ہونا لازم آئے گا۔اس کی ترکیب وتجسیم ماننی پڑے گی خواہ اسے لامکاں کا سکونتی تسلیم کریں خواہ عرش بریں کا۔

جبرائیل کی خاص رویت پر محمول کرتے ہوئے قاب قوسین سے مفسرین نے ان کے اور حضورؐ کے درمیان فاصلہ مراد لیا ہے ۔مگر اسی متذکرہ بالاغایت کی بنا پر شاعری میں یہ بات اللہ کے لیے رواج پاگئی ۔اللہ تو وہ ہے جو ہر وقت ہر بندے کی رگ جاں سے بھی قریب ہے ۔''وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ،اور ہم اس کی شاہ رگ سے زیادہ اس کے قریب ہیں'' ۔تعجب ہے عام بندوں کے اتنے قریب ہو اور حضورؐ کے لیے دو کمانوں کا فاصلہ رکھے؟ لازماً یہاں حسی قرب ماننا پڑے گا کیوں کہ شرف اس کے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔حسی فاصلہ ماننے کی صورت میں وہ تمام مفاسد جنم لیں گے جن میں سے کچھ کی طرف میں ابھی اشارہ کر چکا ہوں۔

اس تفصیل کے بعد اس شعر کی تفہیم کی طرف متوجہ ہوا جائے تو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ یہ نغمۂ حور ہے نغمۂ خدا نہیں۔ اس نغمے میں مرکز اور دریا سے یقیناً حضورؐ کی ہستی ہی مراد ہے لیکن قوس اور تشنہ سے اللہ کی ذات مراد نہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حضورؐ کا مرکز اللہ تعالیٰ ہے کیوں کہ وہ ہر مخلوق کا مرکز ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ کا مرکز حضورؐ ہیں۔ البتہ حضور مخلوق خدا کا مرکز ہو سکتے ہیں اور یہی درست بھی ہے۔ لگے ہاتھوں یہاں ایک کتاب بعنوان ''محمدؐ قرآن کے آئینے میں'' کی طرف توجہ مبذول کراتا چلوں جس میں سید الوسط کے عنوان سے ایک مستقل باب ہے جہاں حضورؐ کا مرکز کائنات ہونا بیان کیا گیا ہے۔ قوس سے مراد منتہائے کائنات سمجھیے کائنات یا آسمان کے کنارے۔ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا اطراف و جوانب سے اشیاء اس کی اور آتی ہیں۔ زمین اپنے مرکز کے گرد چکر لگاتی ہے یہ مرکز بدل جائے تو زمین کی محوری حرکت ہی بدل جائے۔ نظام شمسی کا مرکز سورج ہے اگر یہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو عالم کون و مکاں میں فساد برپا ہو جائے۔ معراج کی شب یہ قصہ ہوا کہ مرکز اپنی جگہ سے ہٹ کر کائنات کے کناروں تلک آن پہنچا۔ حور اظہار تعجب کرتے ہوئے کہتی ہے آج کی شب مرکز کا انتہائے کائنات بل کہ اس سے بھی باہر جو سفر ہوا ہے اس کو سوچا جائے تو یہ کتنا عجیب سفر ہے۔

تشنہ سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جو دیدار رسول کی پیاسی ہیں۔ اللہ کے بارے میں طے ہے کہ وہ اس کا پیاسا نہیں۔ البتہ کہا جا سکتا ہے کہ صدیوں کی آنکھوں سے دیدار رسول کی تڑپ میں ماہ و سال کے آنسو ٹپکے۔ انبیاء نے آپ کے دیدار اور آپ کی امت میں شامل ہونے کی تمنا کی۔ حوران جنت جو مومنین کی طلب گار ہیں یقیناً دیدار رسول کی پیاسی بھی ہوں گی۔ یہ سب تشنہ ہیں۔ طالب دیدار خود چل کر محبوب کی طرف جاتا اور شربت دیدار سے شاد کام ہوتا ہے۔ آج کی شب کیا عجیب شب ہے کہ جس کا دیدار مقصود تھا وہ خود طلب گاروں کے پاس آ گیا۔ یہ کتنا تعجب خیز سفر ہے؟ پس مرکز کی نسبت سے اطراف کو قوس کہا گیا اور تشنہ ہائے دیدار کا لحاظ کرتے ہوئے بطور مجاز مرسل حضور کو دریا کہہ دیا گیا۔

اسی نغمہ کا ایک مصرعہ ہے ''افلاک کی یخ بستہ و بے رنگ فضا میں''۔ فاضل ناقد نے اس پر بھی اپنے قلم کی سیاہی انڈیل کر ذوق جمال سے عاری ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ سید بادشاہ! آپ ہی بتائیے کیا شان دار مصرعہ اور دل کے تار چھو لینے والا خوبصورت شعر ہے۔ کاش کہ حضرت اسے معاف رکھتے۔ حضرت نذر صابری سے غلطی ہوئی۔ انہیں چاہیے تھا جمع تفریق اور ضرب تقسیم کے کچھ سوالات نظم کر لیتے یا ترکہ اور زکواۃ نکالنے کے کلیوں کو اشعار کا جامہ پہنا دیتے۔ ثواب دارین بھی

ہوتا، فاضل ناقد بھی خوش ہو جاتے اور ہم خرما و ہم ثواب کی مثال بھی سامنے آجاتی۔

سید بادشاہ! آپ ان سے سوال کیوں نہیں کرتے بھلے لوگو، افلاک کی فضا یخ بستہ و بے رنگ نہیں تو کیسی ہے؟ وہ اسے نظم کرنا چاہیں تو کیا کہیں گے؟ میرا خیال ہے یہ ان کے بس کا روگ نہیں ہوگا اس کے لیے جس بلند پروازی کی ضرورت ہے وہ ان میں مفقود نظر آتی ہے۔ اگر عمدہ محامل کا لبادہ اوڑھا کر اس شعر کو وہ اپنے سینے سے لگاتے تو عین ممکن تھا یہ یخ بستہ فضا گرم ہو جاتی اور رہر طرف رنگ بکھر جاتے۔ خیر لگتا ہے مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا۔

افلاک کی فضا کیسی ہے؟ اس کا کم و کیف اور رنگ ولون بیان کرنا ہمارے حواس خمسہ سے باہر ہے مگر مدرکات سے ماوراء نہیں۔ قرآن وسنت میں کہیں ان کے رنگ اور ان کی فضا کا بیان نہیں ہوا۔ اس لیے اس بارے میں کچھ نظم کیا جائے گا تو وہ خلاف قرآن وسنت نہیں ہوگا۔ ایسی باتوں کو نظم کرنے نہ کرنے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں پہلی صورت یہ کہ انہیں نظم کرنے سے پہلوتہی کی جائے۔ دوسری صورت یہ کہ فضائے افلاک کے موسم اور رنگ کے بارے میں بے خبری کا اظہار کیا جائے۔ تیسری صورت یہ کہ انہیں ذوق جمال کے مطابق نظم کیا جائے۔ قصہ معراج کو نظم کا لباس پہناتے ہوئے شاعر جب اس مقام تک پہنچا جہاں فضائے بسیط کا بیان کرنا لازم ہوا تو اس نے تیسری صورت اختیار کی۔ اوج تخیل اور قوت مدرکہ کا کمال دکھاتے ہوئے اسے حس جمال کے مطابق نظم کیا۔ بتائیے اس میں کیا قباحت ہے؟ ہاں آیات یا ذخیرہ احادیث میں اس کے خلاف صراحت ہوتی تو کہا جاتا کہ شاعر نے قرآن وسنت کی خلاف ورزی کی ہے۔

سید بادشاہ! فضائے افلاک کا یخ بستہ ہونا اگر عقلاً ناممکن ومحال ہو تو شاید اسے موضوعاتی اعتبار سے غلط کہا جاسکے لیکن امکان عقلی پایا جائے تو شعر بہر حال درست ہوگا۔ اس کے بعد دیکھیے تو عقل فضائے افلاک کی یخ بستگی کو رد نہیں کرتی۔ سطح زمین پر حرارت زیادہ ہوتی ہے، جیسے جیسے آپ بلندی پر جاتے ہیں ویسے ویسے حرارت کم ہوتی جاتی ہے۔ پہاڑ جتنے بلند ہوں گے اتنے ہی برف پوش بھی ہوں گے۔ بادلوں سے جو کہ بلندی پر ہوتے ہیں ٹھنڈی بارش برستی ہے نہ کہ گرم۔ اس سے کیا نتیجہ نکلا؟ جتنا آپ بلندی پر جائیں گے حرارت اتنی ہی کم ہوگی اور برودت اتنی ہی بڑھے گی۔ اس بنیاد پر شاعر نے فضائے افلاک کو یخ بستہ کہہ کر کیا غلطی کر دی؟ پس یہ شعر جہاں حس جمال کے مطابق ہے وہاں مقتضائے عقل کے خلاف بھی نہیں۔ یاد رہے کہ ماہیت کا بیان شاعر کا منصب نہیں ہوتا۔ یہاں

ایک اور بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ موضوع اور حقیقت واقعہ دو الگ الگ باتیں ہیں ۔فاضل ناقد نے شاید انہیں ایک ہی قرار دے رکھا ہے۔

میرا خیال ہے بات آپ کی سمجھ میں آ گئی ہوگی ۔براہ کرم فاضل ناقد کو بھی سمجھا دیجیے گا۔اس کو دوسرے پہلو سے بھی دیکھ لیں ۔افلاک فلک کی جمع ہے ۔اگرچہ ہمارے اردو ادب میں فلک آسمان کے لیے استعمال ہوتا ہے مگر درحقیقت یہ لفظ اس کے لیے موضوع نہیں ۔اس کا صحیح ترجمہ مدار(Orbit) یا چکر ہے ۔قرآن میں ہے:''وَکُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ اور ہر ایک مدار میں تیر رہا ہے''۔

ہیئت قدیمہ یعنی بطلیموسی آسٹرولوجی میں کائنات کی ترتیب آج کی ترتیب سے مختلف بتائی گئی۔ اس میں زمین نظام شمسی بل کہ تمام عالم کا مرکز تھی ۔اس سے باہر انہوں نے پوری کائنات کو زمین کے گرد چکر دے رکھا تھا۔اس ترتیب میں سب سے پہلے زمین تھی ،پھر کرہ ماء ،پھر کرہ ہوا ،پھر کرہ نار اور اس کے بعد نو افلاک ،پہلے سات افلاک سورج چاند سمیت سات سیاروں کے نام سے موسوم تھے ،ما قبل آخر کو فلک الثوابت اور آخری فلک کو فلک الافلاک کہتے ،اس پر کائنات ختم ہو جاتی ۔قدیم فلکیات دانوں کا کہنا تھا کہ ہر سیارہ اپنے اپنے آسمان میں گڑا ہوا ہے ،اور پورے آسمان سمیت وہ زمین کے گرد چکر لگاتا ہے ۔فلک سے وہاں بھی مدار ہی مراد لیا جاتا ،پھر ان سیاروں کو بھی افلاک کہا جانے لگا ،چوں کہ آسمان بھی ان سے متصل تھا اس لیے یہاں سے فلک کا تصور ادب میں برائے آسمان آیا۔آسمان کو چرخ بھی اسی قدیم نظریے کی وجہ سے کہتے ہیں ،کیوں کہ چرخ کا معنی ہے گھومنے والی چیز۔

اس قدیم نظریہ کے مطابق جو کہ حرکت افلاک پر قائم ہے کرہ نار وہاں ختم ہو جاتا ہے جہاں سے افلاک آغاز ہوتے ہیں ۔آپ خود سوچیں جب کرہ نار ختم ہو جائے گا تو اس کے بعد کیا واقع ہوگا؟ کرہ زمہریر یعنی یخ بستہ فضا یا کچھ اور؟ اگرچہ فضائے افلاک کی یخ بستگی اس طرح بھی ثابت ہو جاتی ہے لیکن شاعر نے اس کو یخ بستہ و بے رنگ کسی دوسری وجہ سے کہا ہے ۔چلتے چلتے میں وہ وجہ بھی بیان کر دوں۔

فلک گو کہ آسمان کے لیے موضوع نہیں مگر مستعمل ہے ۔مجاز مرسل کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ ظرف بول کر مظروف مراد لیا جاتا ہے۔آسمان کو ظرف بنائیں تو مظروف کون ہوگا؟ ظاہر ہے سکان سما یعنی فرشتے ۔اس صورت میں یخ بستہ کے الفاظ فرشتوں کے عدم جذبات سے کنایہ ہوں گے ۔آپ جانتے ہی ہوں گے کہ فرشتے ان جذبات سے عاری ہیں جو حضرت انسان کے خمیر میں موجود ہیں ۔ جذبات سے ہی گرمی حیات پیدا ہوتی ہے ۔محاورے میں ٹھنڈے آدمی سے وہ شخص مراد لیا جاتا ہے جس

میں جذبات کی گرم بازاری نہ ہو۔زندگی میں رونق اور رنگ رنگینی بھی جذبات سے ہی پیدا ہوتی ہے جس کے جذبات مردہ ہو جائیں، رنگینی وشادمانی بھی اس سے رخصت لے کر گھر چلی جاتی ہیں۔شاعر بزبان حور کہتا ہے: فرشتے جو کہ ہمیشہ اللہ کی عظمت وجلال کے رعب میں رہتے ہیں۔جذبات کا تلاطم وجوار بھاٹا ان کے اندر نہیں ہوتا۔آج آسمانوں پر حضورؐ کی آمد کی وجہ سے یہ سب خوش وخرم ہیں تو ان کی بشاشت وخوشی کیسی نادر اور عجیب ہے۔پورا شعر سامنے رکھیے،بات بالکل واضح ہو جائے گی۔

افلاک کی یخ بستہ و بے رنگ فضا میں بجتا ہوا جذبوں کا گجر کیسا لگے گا؟

یارسید بادشاہ! میرا خیال ہے اتنا کچھ کافی ہے اسی پر قیاس کر لیا جائے کہ فاضل ناقد کے پنجے میں اور کیا کچھ، کیسا کچھ ہوگا۔خیر پھر بھی کچھ اشارے کیے دیتا ہوں۔حضرت ناقد نے اسی نظم کے دو مزید اشعار کا مضحکہ بھی اڑایا ہے۔

سدرہ پہ یہ جبریل امیں سوچ رہا ہے امت کے تہ پا،مرا پر کیسا لگے گا۔

حضرت ناقد کہتے ہیں''اس بات کا جواز ہے نہ ثبوت''۔سدرہ وہ مقام ہے جو اوج جبریل کی آخری حد ہے وہ اس سے آگے نہیں جا سکتے۔یہیں انہوں نے حضورؐ کے ساتھ آگے جانے سے معذرت کی تھی۔جب حضورؐ سدرہ سے آگے چلے گئے تو حضرت جبریل وہاں کیا کرتے رہے؟اس کا کوئی ثبوت ہے؟ یہ بات تو احادیث سے ثابت ہے کہ فرشتے بعض مومنین کے تہ پا اپنے پر بچھاتے ہیں۔اس کی روشنی میں شاعر نے جبریل کے متعلق اس کے عالم تنہائی میں یہ بات سوچنے کا ذکر کر دیا تو کیا خطا کی؟ ایک شاعرانہ خیال ہے جس سے کسی چیز کی نفی نہیں ہوتی۔

الگ الگ دو مصرعوں پر بھی جناب نے تنقید کی۔مصرعہ اولی''گر جائے جو قدموں میں یہ سر کیسا لگے گا۔اس پر فرماتے ہیں:

''اب تک تو اہل علم میں یہ معروف تھا کہ کوئی آدمی کسی کے قدموں میں گرتا ہے اور کسی کا سر کسی کے قدموں میں جھکتا ہے۔''

میرے خیال میں فاضل ناقد کو محاورات سے متعلق اشتباہ ہوا ہے۔ان کے گمان میں سر کے ساتھ جھکنا اور آدمی کے ساتھ گرنا کے الفاظ محاورہ یا قواعد کے عین مطابق ہیں۔کچھ دیر کے لیے میں حضرت ناقد کی بات کو تسلیم کر لیتا ہوں۔اس صورت میں کلام کو زیادہ سے زیادہ درجہ فصاحت

سے گرا ہوا کہہ سکتے ہیں، موضوعاتی یا واقعاتی طور پر وہ کیسے غلط ہو گیا؟ حضرت ناقد نے ان اشعار پر تنقید کی ٹھانی تھی جو بقول ان کے ''موضوعاتی طور پر محل گفتگو ہیں''۔ یہاں وہ اپنے ضابطہ سے منحرف کیوں ہو گئے؟ یہ ضابطہ انہی اہل علم میں معروف ہوگا جو انجمن ستائش باہمی کے ارکان ہیں اور جس کی صدارت کا منصب شاید حضرت ناقد کو حاصل ہے۔

سید بادشاہ! آدمی قدموں پر گرنا اور سر قدموں پر جھکنا محاورہ نہیں جیسا کہ فاضل ناقد نے سمجھا ہے۔اصل محاورہ ہے ''قدموں پر گرنا'' اور ''سر جھکنا'' اسی طرح سر گرنا مستقل محاورہ ہے۔اب آپ کی چاہت ہے قدموں پر آدمی گرائیں یا سر اور دوسرے میں قدموں کا اضافہ کریں یا نہ کریں۔قدموں پر گرنے کا مطلب ہے پاؤں پر سر رکھنا، چومنا اور سر جھکانے کا مطلب ہے اظہار عجز و اطاعت کرنا۔ شاعر اگر محاورے میں تغیر و تبدل کرتا تو کہا جا سکتا تھا کہ یہ از روئے قواعد درست نہیں۔شاعر کا منشا یہ نہیں کہ وہ حور سے اظہار اطاعت کروائے۔وہ وارفتگی محبت اور عقیدت کی وجہ سے حور کا سر حضورؐ کے قدموں پر گرا رہا ہے۔یہ مقصد جھکنے سے حاصل نہیں ہوتا۔کیوں کہ اس میں قدموں تک رسائی نہیں پائی جاتی۔از روئے حدیث بحالت سجدہ انسان کی جبین گویا رحمٰن کے پاؤں پر ہوتی ہے۔سجدے میں جانا یا سجدے میں گرنا کہا جاتا ہے، مراد ہوتی ہے سر سجدے میں رکھنا یا گرنا، اس لیے کہ سجدہ کا لغوی معنی ہے ماتھا زمین پر ٹیکنا۔جھکنا رکوع میں پایا جاتا ہے۔علامہ اقبال ان لوگوں کو نادان کہتے ہیں جو بوقت قیام سجدے میں جا گرتے ہیں۔درحقیقت اہل علم میں سے کسی کے ہاں بھی سر جھکنے کے ساتھ اور آدمی گرنے کے ساتھ خاص نہیں۔سر گر سکتا ہے اور آدمی جھک سکتا ہے۔پھر بھی فاضل ناقد کی تسلی نہ ہو تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مجاز مرسل کی ایک صورت جز و کہہ کر کل مراد لینا بھی ہوتی ہے۔

سید بادشاہ! تختہ سیاہ کی مدد سے اگر آپ حضرت ناقد کو یہ سمجھا دیں تو علم کی روشنی پھیلانے میں آپ کا کردار مدتوں یاد رکھا جائے گا۔اس کے مابعد مصرعہ ''دیدار کو اٹھتا ہوا سر کیسا لگے گا'' پر حضرت ناقد کی خامہ فرسائی کا جواب پرائمری پاس بچہ بھی دے سکتا ہے۔ماقبل مصرعہ پر کی گئی گفتگو کی روشنی میں اس کو بھی سمجھ لیں۔یہاں کئی سوالات کے جوابات دینے کی ضرورت تھی مثلاً قواعد زبان کی ضرورت و اہمیت کتنی ہے۔ان کی پابندی کس حد تک ضروری ہے۔کہاں تک ان سے انحراف کیا جا سکتا ہے۔کیا محاورات میں حذف اضافہ ہو سکتا ہے، نئے محاورے وجود میں لائے جا سکتے ہیں، ان کی شرط کیا ہے، دلی اور لکھنؤ کے قدیم اسلوب کی پیروی کہاں تک لازم ہے، اب اہل

زباں کون ہیں، جس معروف کا حضرت ناقد نے ذکر کیا اس کی پاسداری کس حد تک ضروری ہے وغیرہ وغیرہ۔ جی تو چاہ رہا تھا مگر وقت کی قلت کے پیش نظر اس سے قطع نظر کیا ہے۔

حضرت ناقد نے شمارہ اول کے صفحہ ۲۰ پر کسی مرحوم شاعر کے کلام کا ذکر کیا، جس کے تمام مصرعے محل گفتگو بتلائے۔ یاد رہے محل گفتگو کی ترکیب خود محل کلام ہے۔ وہاں صفحہ ۲۰ پر ڈاکٹر رؤف امیر کی نعت درج ہے، مجھے معلوم نہیں وہ زندہ ہیں یا مرحوم ہو چکے۔ نعت بہر حال اچھی ہے۔ صفحہ ۳۳ میں درج نعت کے مقطع پر حضرت ناقد کی تنقید سے اتفاق ہے۔ صفحہ نمبر ۲۶ پر نعت میں منقبت کے جس شعر کو سخت قابل گرفت بتایا ہے وہ شعر بالکل صحیح ہے۔ پیش مشیت سر رکھنے کا مطلب ہوتا ہے اللہ کی رضا پر راضی ہو جانا اور حرف شکایت دل میں نہ لانا۔ اس میں کسی مجبوری کا دخل نہیں جیسا کہ فاضل ناقد نے سمجھا اور طنز کیا ہے۔ احوال ہر لمحہ وارد ہوتے ہیں لہٰذا ہر حال کے لیے رضا بالقضا کی ضرورت لاحق رہتی ہے۔

''ہو چکی جلوۂ ظاہر کی تماشا گیری'' پر حضرت ناقد نے بجا فرمایا جو فرمایا۔ ''تیرے کردار کو افسوس کہ اپنا نہ سکے'' میں کردار و افکار کے مابین تجرید کی جا سکتی ہے کردار سے عمل اور افکار سے اقوال مراد لیے جا سکتے ہیں۔ ''پرنور تیرے نام سے ہیں عرش کے تارے'' پر فاضل ناقد نے اگرچہ اچھی توجہ دلائی لیکن اسے صحیح معانی پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔

''رہ جنوں میں سبھی کارواں اس کے ہیں'' میں جنوں کو حضرت ناقد نے غیر محترم کہا۔

جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے

کیا ابلیس اور شیطان محترم لفظ ہیں؟ وہ قرآن میں ان کو بے وضو ہاتھ لگائیں تو گنہ گار، بے ادبی کریں تو مستوجب عقاب کردگار اور ادب سے تلاوت کریں تو پچاس پچاس نیکیوں کے سزاوار ہوں۔ میرا خیال ہے الفاظ فی نفسہ محترم ہوتے ہیں نہ غیر محترم، استعمال کے موقع و مقام اور نسبت سے ان کے ادب و احترام کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ یا ایسے الفاظ کو مستثنیٰ کر دیں جو قبیح معانی کے لیے موضوع ہیں یا بولے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی لفظ غیر محترم نہیں۔

''ہر فرشتہ زمیں پر اترنے لگا'' صفحہ ۵۶۔ فاضل ناقد سے اتفاق ہے۔ مصرعہ ''جس نور نبوت کا آغاز تھا آدم سے'' کے متعلق فاضل ناقد کی باتوں سے اختلاف نہیں کرتا مگر یہ کہتا ہوں کہ شاعر نے جو بات کہی وہ بھی غلط نہیں بالکل درست ہے۔ مسائل و عقائد کی کتابوں میں عام لکھا ہوا پائیں گے کہ

پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

نسیم اللغات کی مدد سے فاضل ناقد نے ''سراپا'' کے دو معنی بیان کیے۔ان میں سے ''سر سے پا تک'' لغوی معنی ہے اور دوسرا مجازی معنی۔لغوی معنی پر غور کیا جائے تو وہ ایک اور مفہوم سارا، پورا، تمام اور مکمل کا اظہار کرتا نظر آتا ہے۔حضرت ناقد اسے سراپا کا لازم سمجھیں یا حاصل معنی کہیں، بہرحال درست ہے۔اس حاصل معنی کے پیشِ نظر حسن سراپا کا مطلب ہوا پورے کا پورا حسن۔ شاعر کہہ رہا ہے کہ گوشہ، قریہ، مدینہ، طیبہ، رستہ اور دریا وغیرہ سب کے سب مکمل طور پر حسین ہیں۔حضرت ناقد نے فرمایا:

''یہ تمام چیزیں حسن کا مخزن تو ہو سکتی ہیں حسن سراپا نہیں ہو سکتیں غیر منطقی انداز سے ثابت کرنا اور بات ہے۔''

اپنی معروضات میں نے منطقی انداز سے ثابت کیں یا غیر منطقی انداز سے، قارئین اس کو بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔فاضل ناقد ان چیزوں کو بصد شوق حسن کا مخزن کہیں کم از کم مجھے کوئی اعتراض نہیں۔البتہ اس سے ان کی لغت شناسی کی سینی منڈیر سے گرتی دکھائی دیتی ہے۔تنقید کے لیے بس لغت پر انحصار کرنا کافی ہے تو سنیے! مخزن اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کچھ جمع کیا جائے۔یہ اسم ظرف ہے۔گویا حضرت ناقد کے بقول دریا، راستہ، گوشہ، قریہ وغیرہ وہ جگہیں ہیں جہاں حسن ذخیرہ کیا جاتا ہے۔سید بادشاہ ہی بتلائیں کہ یہ کہاں تک درست ہے؟

فاضل ناقد شاید منفی انتقاد ہی کو تنقید سمجھتے ہیں۔خامیوں کا اظہار اگر تنقید ہے تو خوبیوں کو اجاگر کرنا بھی اس کا حصہ ہے۔انہیں چاہیے وہ مثبت پہلو بھی سامنے رکھیں اور صرف لغت تک محدود نہ رہیں، اس سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔متوازن اور معتدل تنقید ان کے لیے صدقہ جاریہ اور قارئین کے لیے خوشی کی بات ہوگی۔

سید بادشاہ! اس شمارہ نمبر 4 سے متعلق مزید چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔

۱۔پروف ریڈنگ کی بہت کمی محسوس ہوئی۔اس وجہ سے آیات واحادیث اور اشعار کے عربی متن تک میں فاش غلطیاں راہ پا گئیں۔آئندہ شماروں میں کم از کم قرآنی متن کی حد تک پروف خوانی کو از بس لازم جانیں۔

۲۔شمارہ ھذا کے صفحہ نمبر ۵۲ پر اللہ تعالیٰ کے لیے لکھا گیا ہے ''نعت محبوب کا حق ادا کر دیا''۔

اللہ تعالیٰ کے لیے حق ادا کرنے کے الفاظ استعمال کرنے سے مجھے اتفاق نہیں۔ ان میں عیب ونقص کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کبھی ادائے حق سے غفلت کرتا ہے کبھی اس سے قاصر رہ جاتا ہے اور کبھی واقعی حق ادا کر دیتا ہے۔ چوں کہ اس میں دونوں پہلو ملحوظ ہوتے ہیں حق ادا کرنا بھی اور ادا نہ کرنا بھی، اس لیے انسان کے بعض کاموں پر حق ادا کرنے کے الفاظ بولے جاتے ہیں ،مگر اللہ تعالیٰ کے لیے دوسری جانب محال ہے، لہٰذا اس ذات کے لیے یہ الفاظ نامناسب ہیں۔ بطور مفہوم مخالف اس سے یہ تصورا بھرتا ہے کہ بعض کاموں کا حق وہ ادا نہیں کرسکتا۔

۳۔ ڈاکٹر شہزاد احمد نے عہد قدیم سے زمان جدید تک کی نعتیہ شاعری کا اچھا انتخاب پیش فرمایا، مگر مکرر شاھد کا ترجمہ حاضر و ناظر لکھا حالاں کہ اس کا ترجمہ گواہ ہے نہ کہ حاضر ناظر۔

۴۔ اسی مضمون میں تبع حمیری کے جو اشعار نقل کیے شاید یہاں ان سے تسامح ہوگیا۔ انہوں نے باریٔ النعم لکھا میری معلومات کے مطابق یہ باریٔ النسم ہے اسی طرح مد عمری الی عصرہ لکھا میرے خیال میں الی عمرہ درست ہے۔ ہوسکتا ہے کسی دوسری روایت پر ان کی نظر ہو جس سے میں واقف نہیں ہوں۔

۵۔ نعتیہ دوہے صفحہ نمبر ۲۵ پر لکھا گیا ہے ''احمد احمد جاپتا''۔ جاپنا یا جپنا ورد ،وظیفہ، پوجا اور پرستش کے لیے استعمال ہوتا ہے جو کہ عبادت ہے اور برائے عبادت صرف اللہ کا نام جپنے کی اجازت ہے کسی اور کے نام کا وظیفہ کرنا جائز نہیں۔ شاید ''فقہ ابراریہ'' میں درست ہو۔ (سید بادشاہ ناراضی معاف، از راہ تفنن لکھ دیا)۔ انہیں دوہوں کے ذیل میں صفحہ نمبر 24 پر کہا گیا ''جپتے رب کا نام ہیں''۔ دیکھیے جپنا یہاں پرستش کے معنی میں ہی آیا ہے۔ لہٰذا میری رائے میں یہ مناسب نہیں، باقی آپ بہتر جانتے ہیں۔ اگر اس کا مطلب محض دوہرانا لیا جائے تب بھی عبادت کا ایہام اس میں پایا جاتا ہے۔ ایہام سے یہاں صنعت ایہام مراد نہیں۔

جی چاہ رہا تھا پورے شمارے پر تبصرہ کرنے کو مگر زیادہ تر حصہ منظر عارفی کے مضمون نے لے لیا۔ بس ایک دفعہ راہوار قلم جو سرپٹ دوڑا تو پھر باگیں میرے ہاتھ میں نہ رہیں اور میں اس کی ایال ہی تھامتا رہ گیا۔

مائل شبلی، اٹک

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

محترم ومکرم شاکر صاحب! سلامِ مسنون۔ خدا کرے آپ بہ عافیت وخیریت ہوں۔"فروغِ نعت" کا چوتھا شمارہ باصرہ نواز ہوا۔ یہ شمارہ بھی حسبِ سابق آپ کی سعی وکاوش اور محنت وکوشش کا اظہار یہ ہے۔ سرورق عمدہ ہے مگر دَبا دَبا ہے، شاید رنگوں کا امتزاج مناسب نہیں۔ آپ ذوقِ لطیف کے مالک ہیں، سادگی زیادہ خوش نما ہوتی ہے اور دل پذیر بھی۔ پیسٹنگ کی غلطی کے باعث ص ۲ اور ص ۳ کی ترتیب غلط ہو کر رہ گئی ہے۔ ص ۲ پر اندرون سرورق ہونا چاہیے تھا اور ص ۳ پر "ضروری معلومات"۔ یہ "ضروری معلومات" کا عنوان بھی محلِ نظر ہے، اس کی جگہ اگر "ضروری گزارشات" ہو تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اداریہ "حرفِ تمنا" میں "تمنا" کا کوئی باب کھلتا دکھائی نہیں دیتا۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ آئندہ کے منصوبے کیا ہیں؟ نعت کے کن کن زاویوں پر کام کرنے کے متمنی ہیں؟ وغیرہ وغیرہ جیسے موضوعات اداریے کا حصہ ہوں تا کہ قارئین آپ کے "حرفِ تمنا" سے آگاہ ہو سکیں اور آپ کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہوں۔ نئے لکھنے والوں کے لیے آپ کا "حرفِ تمنا" تحریک وتشویق کا باعث ہونا چاہیے۔

ڈاکٹر ریاض مجید ہمارے عہد کے کہنہ مشق اور استاد شاعر ہیں مگر آپ کے پروف خوانوں کی تساہل کیشی کے باعث ان کی حمد کے دو مصرعے وزن سے خارج ہو گئے:

ع نشاں ہونے کا ہے بے نشاں سب کا ص ۸

ع وہ تہہ در تہہ سحابوں میں ص ۸

ڈاکٹر خورشید رضوی، ڈاکٹر احسان اکبر اور آصف اکبر کی نعتیں عمدہ اور وفورِ شوق میں گندھی ہوئی ہیں۔ بعض اشعار تو دامنِ دل ونگاہ کو اپنا اسیر کر لیتے ہیں:

کس دشت کی خوش بو کا اثر ہے کہ مرا دل
پہلو سے چلا صورتِ آہوئے رمیدہ
(ڈاکٹر خورشید رضوی)

اُن کے حضور گریہ گلوگیر ہو گیا
مجھ بے سخن نے کیسی زباں انتخاب کی
(ڈاکٹر احسان اکبر)

لب کی تمام جنبشیں وقف ہیں آپ کے لیے
دل کی تمام دھڑکنیں آپ کے نام ہیں حضورؐ
(آصف اکبر)

محترم حنیف نازشؔ کی نعت میں پروف خوانوں کی عدم توجہی کے باعث لاتقنطوا، لاتقنطو (بغیر الف) اور دلکش صدا، دل کش سدا ہو گئے۔ حکیم خان حکیمؔ کی نعت میں بھی 'قافلہ دیکھتا ہوں' کے بہ جائے 'قافلہ دیکھا ہوں'، 'پتر بھی' بہ جائے 'پتھر بھی'، 'تابِ نظاہرہ' بہ جائے 'تابِ نظارہ' بھی انھی کی مہربانی کا نتیجہ ہیں۔ ریاض ندیم نیازی کی نعت کا یہ مصرع موزوں نہیں رہا، معلوم نہیں شاعر کا سہو ہے یا پروف خوانوں کی غفلت:

ع جب بھی کبھی دیارِ پاک کی دل میں مرے طلب رہی

خود آپ کی نعت میں 'ضربِ حیدری' ضربِ حیدر ہو گیا۔ نشان دہی کا مقصد اس شعبے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ہے۔ ایک سہ ماہی رسالے کے لیے ایک پروف خواں کافی ہے مگر پروف خواں کا چشمِ ظاہر سے بھی متصف ہونا ضروری ہے محض چشمِ باطن کافی نہیں۔ خاور چودھری کے دوہے عمدہ ہیں۔ انھوں نے بڑے سلیقے سے اپنے جذب وشوق کو دوہے کے قالب میں ڈھالا ہے۔

ڈاکٹر عزیز احسنؔ، ڈاکٹر شہزاد احمد اور سید مہر حسین بخاری کے مضامین ان کے مطالعے کی وسعتوں کے امین ہیں۔ ان مضامین میں انھوں نے عمدہ مواد کو سلیقے سے پیش کیا ہے۔ بخاری صاحب کا طویل مضمون حوالہ جات سے عاری ہے شاید مضمون کی اگلی قسطوں میں وہ حوالہ جات کا اہتمام کر سکیں۔ ''خیبر پختون خوا کی نعت گو شاعرات کا تذکرہ'' نہایت عاجلانہ کوشش ہے۔ صرف دو شاعرات کا سرسری سا تذکرہ اور وہ بھی نمونۂ کلام کے بغیر! حیرت ہے کہ آپ اس طرح کے مضامین بھی شائع کر سکتے ہیں!!!

شوکت محمود شوکتؔ اٹک کے پُرگو نوجوان شاعر ہیں، آپ نے ان پر گوشہ مرتب کر کے اچھا کیا، یوں ان کی بہت سی نعتوں کو یک جا دیکھنے کا موقع مل گیا۔ ان کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے دو مضامین شامل ہیں مگر ان کے مطالعے سے شوکتؔ کی نعتیہ شاعری کے امتیازات اور ان کے فکری وفنی نظام کا کچھ پتا نہیں چلتا۔ دونوں مضامین سرسری ہیں اور محض خانہ پُری کے لیے لکھے گئے ہیں۔ شوکتؔ کی بعض نعتوں میں ایسے مصرعے موجود ہیں جو سرشاری کے جوہر سے متصف ہیں، کاش! یہ سرشاری ان کے ہر شعر میں اُتر آتی۔ وہ نامانوس اور غریب لفظوں کو بھی نعت کی حریم میں کھینچ لاتے ہیں جس سے ان کی قدرتِ کلام کا اظہار تو ہوتا ہے مگر شعر تاثیر سے محروم ہو جاتا ہے۔

تبصرۂ کتب میں صرف ایک کتاب کا مختصر سا تعارف شامل کیا گیا ہے۔ عنوان کی لاج رکھنے کے لیے ہی سہی، ایک دو کتابوں پر تو تبصرہ شامل ہونا چاہیے۔ اگر ایک ہی کتاب پر تبصرہ شامل کرنا مقصود ہو عنوان کو ''تبصرۂ کتاب'' کر دیں۔ ''انتقاد و تاثرات'' میں قارئین کے خطوط شامل ہیں جو آپ نے القاب

وآداب سمیت شائع کر دیے ہیں ۔کیوں؟ ہر خط اشاعت کے قابل نہیں ہوتا؛ محض رسیدی یا تحسینی خطوط سے صرف نظر کیا جانا چاہیے ۔خطوط کا اتنا حصہ شامل کیا جائے جو کار آمد ہو، جس میں کوئی بات، رائے، تنقید، مشورہ یا تجویز دی گئی ہو۔ زیرِنظر شمارہ میں جناب منظر عارفی صاحب کا ایک طویل خط شامل ہے جو خط کم اور تنقیدی مضمون زیادہ ہے ۔موصوف نے نہایت محنت اور دقتِ نظر سے ''فروغِ نعت'' کے شمارۂ اول کا مطالعہ کیا ہے اور بعض اشعار پر گرفت بھی کی ہے ۔ابتدا میں انھوں نے اُردو نعت گوئی کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے، اس سے مکمل طور پر اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صحیح ہے کہ کئی نعت گو شعرا کا کلام فنی اور فکری حوالوں سے محلِ نظر ہے تاہم اس سے پوری اُردو نعت کی روایت کو مطعون ٹھہرانا درست نہیں؛ ان کا یہ کہنا بھی محلِ نظر ہے: ''سارا اُردو کا نعتیہ ادب کاپی در کاپی کے مرحلے سے گزارا گیا ہے۔'' لگتا ہے عارفی صاحب کی نظر سے حفیظ تائب، احمد ندیم قاسمی، ماہر القادری، اعظم چشتی، حافظ لودھیانوی، حافظ مظہر الدین مظہر، اقبال عظیم، مظفر وارثی، محسن احسان، اختر ہوشیار پوری، جعفر شیرازی، امین راحت چغتائی، ڈاکٹر توصیف تبسم، افتخار عارف اور دیگر صفِ اول کے نعت گو شعرا کا کلام نہیں گزرا یا انھوں نے اسے سرسری نظر سے دیکھا ہے ۔ان شعرا نے اُردو نعت کی ثروت میں اضافہ کیا ہے ۔موضوعات، اسلوب اور تکنیک کے اعتبارات کے لحاظ سے اُردو نعت اس مقام پر جا پہنچی ہے کہ دُنیا کی کوئی زبان اس صنف میں اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر و عاجز ہے ۔انھوں نے ''فروغِ نعت'' کے شمارۂ اوّل میں شامل نعتیہ اشعار کے حوالے سے جو دفتر کھولا ہے اسے پڑھ کر بے ساختہ یہ مصرع زبان پر آیا: شعرِ مرا بہ مدرسہ کہ بُرد۔ ان کا اندازِ نقد جارو بی ہے اور اشعار کے ساتھ جو مفہوم انھوں نے جوڑنے کی کوشش کی ہے وہ شعرا کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا۔ مثلاً نذر صابری صاحب کے اس شعر:

مرکز کا سوئے قوس سفر کیسا لگے گا
دریا کا سوئے تشنہ گزر کیسا لگے گا

کے بارے میں رقم طراز ہیں: ''اس شعر میں ''مرکز'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کو لکھا گیا ہے جب کہ ''قوس'' اللہ تعالیٰ کی ذات کو کہا گیا ہے۔'' موصوف اعتراض کرنے کی دھن میں یہ بھول گئے کہ شاعر نے ''نغمۂ حور بہ معراجِ حضورؐ'' پیش کیا ہے ۔یہ حور کا خطاب ہے اس میں اللہ کی ذات کیسے ''قوس'' قرار دی جا سکتی ہے؟ باقی اشعار کے ساتھ بھی انھوں نے یہی ''سلوک'' کیا ہے ، جیسے آصف اکبر صاحب کے اس شعر:

جالی سے لگا کھڑا تھا آصفؔ

دو قوس کا صرف فاصلہ تھا

کے بارے میں فرماتے ہیں: ''چند نعت گو شعرا میں یہ وصف بھی نظر آتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو، اپنی ذات کو ایسے معاملات سے مماثل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بڑی خطرناک جرأت ہے اور بھونڈے پن کا ایک نادر نمونہ ہے جس پر جتنا بھی سر دھنا جائے اور گریبان چاک کیا جائے، کم ہے۔ اسی قسم کا یہ مقطع ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔'' ان کے اس اندازِ نقد پر کیا کہا جائے۔ ''دو قوس کا فاصلہ'' کیا قربت اور نزدیکی کا اظہار یہ نہیں؟ کیا اس سے ایسا خیال پیدا ہو رہا ہے جو عارفی صاحب کے ''ذہن رسا'' میں آیا ہے؟ بحث مقصود نہیں، عارفی صاحب کی خدمت میں آپ کے وسیلے سے یہ گزارش ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ للہ شعر کے حال پر رحم فرمائیں۔ اسی حصے میں ایک خط شامل ہے جو آپ کے خلاف کسی ''سید حسین الحسن گیلانی'' نے لکھا ہے۔ اس پردے میں کون نغمہ سرا ہے، آپ اچھی طرح جانتے ہیں! ایسے لوگوں کو منہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کے خط جو بر بنائے بغض لکھے جائیں ان کو چھاپ کر آپ کیوں ''فروغِ نعت'' کے صفحات خراب کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شہزاد احمد، مرکزِ حمد و نعت، کراچی

سلام ورحمت۔۔۔۔۔۔نعتیہ ادب میں فروغِ نعت کی چوتھی گواہی موصول ہوئی۔ اس کرم فرمائی پر آپ کا شکر گزار ہوں۔ اردو کے نعتیہ ادب میں ''فروغِ نعت'' اسم با مسمیٰ ثابت ہو رہا ہے۔ فروغِ نعت صوری و معنوی ہر دو حوالے سے لائق تعریف ہے۔ آپ کی خُداداد صلاحیتیں فروغِ نعت سے عیاں ہو رہی ہیں۔ فکری تنوع اور مزاج کی نفاست، حسنِ عقیدت اور نظم ترتیب سطر سطر سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ اللہ ریم (جلّ جلالہٗ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کے طفیل اسے اور بھی فروغِ نعت کے لیے موثر بنائے۔ اس میں مزید چار چاند لگائے۔ اس کے لیے مالی اسباب مہیا فرمائے۔ تا کہ آپ اسے بہتر سے بہتر بناتے رہیں۔

سجاد خالد کی ''نظم'' وفورِ شوق کے حوالے سے بہت خوب ہے۔ سلک دُرر حسبِ معمول حرفِ تمنا (اداریہ) اور حمد ربِ جلیل کے نور سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید کی حمد تازگی کا احساس دلا رہی ہے۔ ''بزمِ فروغِ نعت'' کا حسنِ آغاز سجّاد حسین ساجد کے خوبصورت کلام سے ہوا۔ اس بزم کے تمام شریک ادبِ نعت کا معتبر حوالہ ہیں۔ آپ کا انتخاب، حسنِ انتخاب کے مرتبے پر فائز ہے۔ بیک نظر اچھے اور معیاری

نعتیہ کلام پڑھنے کو مل جاتے ہیں ۔"گوشۂ خواتین" خوش آئند ہے،صنف کو ہر دور میں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ آپ کا اس روایت سے انحراف تازگی کی علامت ہے۔ ہر شعبہ ہائے زندگی کی طرح خواتین نے شعبہ نعت کے لیے لائق توجّہ اور گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں ۔ضرورت تھی کسی شاکرؔ القادری کی ۔اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت آپ کو عطاء فرمادی تا کہ آپ صنفِ نازک یعنی خواتین کے حمدیہ و نعتیہ کام کو طشتِ از بام کریں ۔اس سلسلہ میں مجھے آپ کے ہر اقدام سے اتفاق ہے ۔میں آپ کا ہمنوا ہوں۔

''مضامین نعت'' کا حصہ فروغِ نعت میں کافی اہمیت کا حامل ہے ۔آپ اس سلسلے میں کافی محنت کرتے ہیں ۔''احادیثِ نبوی میں شعری تحسین کے نمونے''ڈاکٹر عزیز احسن کے تنقیدی مقالے کا حصہ ہے''نعت گوئی (تحقیقی و تجرباتی مطالعہ) راقم کے مقالے''اُردو نعت پاکستان میں'' کا حصّہ ہے ۔''شرح قصیدہ بردہ شریف (قسط اوّل)''سید مہر بخاری کامرہ کی خوبصورت کاوش ہے ۔جس سے قصیدہ بردہ شریف کی مقبولیت ،اہمیت اور عظمت کا احساس دو چند ہو جاتا ہے ۔خیبر پختونخواہ کی نعت گو شاعرات (قسط اوّل) فرح اسد علی پشاوری کی فکری کاوش ہے ۔خیبر پختونخواہ کے نعت گو شعرا ڈھونڈے سے ہی ملتے ہیں ۔شعبہ نعت سے یہ آپ کے قوی تعلق کی دلیل ہے کہ آپ نے خیبر پختون خواہ کی نعت گو شاعرات کو ڈھونڈ نکالا ہے ۔نعتیہ ادب میں فروغِ نعت کے حوالے سے یہ کام ہمیشہ یادگار ثابت ہوگا ۔''گنج شوکت (خصوصی اشاعت)''لائق تعریف ہے شوکت محمود شوکت کی نعتیں نئے مضامین کے ساتھ تازہ کاری کی علامت ہیں ۔درس و تدریس سے وابستگی کی وجہ سے شاعرِ موصوف کی نعتوں میں تنوع کی جلوہ گری موجود ہے ۔نئے شعراء کی حوصلہ افزائی کے حوالے سے آپ کا یہ گوشہ کافی اہمیت کا حامل ہے ۔اسے جاری رہنا چاہیے تا کہ اردو کا نعتیہ ادب گوشوں کی نعت نگاری سے بھی مالا مال ہو جائے شوکت محمود شوکت دادِ تحسین کے مستحق ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہوتی رہنا چاہیے ۔''اخبارِ نعت'' معلومات کا خزینہ ہے ۔اسے جاری رہنا چاہیے ۔تبصرہ کتب میں صرف ایک نعتیہ مجموعہ حرفِ بقا مشبر حسین سید خوب ہیں مگر اس سلسلے کو مزید دراز ہونا چاہیے۔

''انتقاد و تاثرات'' معنوی حوالے سے فروغِ نعت کا نقیب ہے ماہنامہ نعت لاہور کے ایڈیٹر میرے استاد بھائی (حضرت علامہ اختر الحامدی رضوی ضیائی) راجا رشید محمود کی آمد بہت خوش آیند ہے ۔راجا صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے ۔نعتیہ ادب میں سب سے زیادہ معیاری کام کیا ہے ۔نعتیہ ادب آپ کی بے مثال،لازوال خدمات سے مالا مال ہے آپ کی گراں قدر اور یادگار نعتیہ خدمات میں یوں تو سارے کام ہی لائق تعریف ہیں مگر آپ کا تاریخی کارنامہ ''مقدمہ نعت کائنات'' ہے اسے فروغِ نعت میں قسط وار

تسلسل سے شائع ہونا چاہیے۔تا کہ آئندہ آنے والی نسلیں نعت کی قدر و قیمت اور نعت کی شعری حیثیت سے بھی کماحقہ واقف ہوسکیں۔شاکر القادری صاحب آپ کی یہ کاوش نعتیہ ادب کے لیے بیش بہا تحفہ ثابت ہوگی۔سید منظر علی عارفی کا خط بھی معلومات کشا ہے۔دیگر تمام حضرات بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔شاکر القادری صاحب کیا کروں۔آپ کے فروغِ نعت کے عنوانات تمام ہو گئے ہیں۔وگرنہ میں یونہی قلم کشائی کے ذریعے نعت کے موتی رولتا رہتا۔خدا آپ کو سلامت،با کرامت تا قیامت رکھے۔

مشتاق عاجز، اٹک شہر

ادبی تخلیات پر نقد و نظر اور سائل یا کتب پر تبصرا میرا منصب ہے نہ مشغلہ تاہم فروغِ نعت اٹک کے شمارہ چہارم میں اک دو خطوط کا متن پڑھ کر چند سطور لکھنا واجب ہوگیا۔مجھے یوں لگا جیسے فروغِ نعت کے مدیر کے لیے کچھ لوگوں کے دلوں میں بدگمانیاں اور رنجشیں پرورش پا رہی ہیں۔منظر عارفی دنیائے شعر و ادب کا ایک معروف نام ہے۔شومیِ قسمت کہ مجھے ان سے شرف ملاقات حاصل نہیں ورنہ کچھ مزاج آشنائی ہو ہی جا تی۔عین ممکن ہے وہ مزاجاً سخت گیر ہوں لیکن ان کی ادبی تخلیقات اور خدمات کے حوالہ سے ایسی بدگمانی پیدا ہوتے ہیں دم توڑ دیتی ہے۔لگتا ہے دمِ تحریر ان کی جذباتی کیفیت کسی وجہ سے معتدل نہ تھی ورنہ نعتیہ اشعار پر ناقدانہ رائے کا اظہار فرمائے ہوئے صرف اصلاح کا پہلو پیشِ نظر ہوتا اور شاعر یا مدیر کو مشفقانہ مشوروں سے نوازتے یا ان کی فنی و فکری لغزشوں کی نشاندہی فرماتے اور نرم و ملائم لہجہ اختیار کرتے یوں ان کی رہنمائی بھی ہو جاتی اور دل آزاری کی صورت بھی نہ پیدا ہوتی۔عارفی صاحب ایک قابل قدر تخلیق کار اور نقاد ہیں۔میری کیا بساط کہ میں ان کے دلائل سے اختلاف کروں بس ان کی تحریر سے غصہ جھلکتا محسوس ہوا تو یہ چند سطور لکھنے کی جسارت کر ڈالی اگر میری تحریر سے ان کی دل آزاری ہو تو قبل از وقت معذرت خواہ ہوں۔دوسرا خط کوچہ سادات اٹک کے سیّد حسین الحسن گیلانی صاحب کا جس نے مجھے چونکا دیا اور میں لکھنے پر مجبور ہوگیا۔اپنی بد نصیبی کم علمی اور بے خبری پر تاسف ہوا کہ شہر نوردی اور کوچہ گردی کرتے ستر سال کا ہوگیا اور گیلانی صاحب سے ملاقات نہ کر سکا ہر چند کہ لکھنے پڑھنے والے لوگوں سے ملنا ملانا رہتا ہے کسی کی زبان سے ان کا نام سنا نہ ان کے کسی علمی ادبی کام کا ذکر۔ممکن ہے اس ساز کے پیچھے کوئی اور نغمہ سرا ہو تاہم ان سے میری گزارش ہے کہ کسی کے نیک عمل کو بدنیتی پر محمول کرنا صحت مندانہ فکر نہیں ہے۔صاحبزادہ واحد رضوی کی خدمات کا اعتراف لیکن شاکر القادری کی مساعی جمیلہ کو شک کی نظر سے دیکھنا اور یہ سمجھنا کہ یہ کسی اور کی محنت کو زائل کرنے کی کاوش ہے۔کچھ پسندیدہ طرز عمل نہیں واحد رضوی صاحب کی ذات سے گیلانی صاحب کی عقیدت بجا لیکن شاکر القادری صاحب سے بدگمانی انہیں زیبا نہیں۔

منظر عارفی، کراچی

امید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوں گے۔ایک نعت اور دو مضامین پیش کر رہا ہوں قابل اشاعت ہوں تو شائع فرمائیں نوازش ہو گی۔آپ اگر میرے لیے پرچہ غوث میاں کی ڈاک میں بھیج دیا کریں تو نوازش ہو گی۔ان کے ہاں آپ کا پرچہ آتا ہے اور وہ میرے قریب رہتے ہیں۔مجھے پتا چلا ہے کہ پرچے میں میرا مضمون شائع ہوا ہے لیکن پرچہ مجھے نہیں مل سکا۔بہر حال مضمون کی اشاعت کا بہت بہت شکریہ۔بہت شکریہ۔......منظر عارفی

عمران فائق۔کامل پور موسیٰ۔اٹک

"فروغ نعت" نمبر ۴ نظر نواز ہوا۔وجہ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وثنا پڑھ کر دل کے ویران کوچے میں بہار آ گئی۔"حرف تمنا" سے لے کر "انتقاد و تاثرات" تک تمام چنیدہ منظوم ومنثور نعتیہ تحریریں بہت خوب رہیں۔ارباب علم و دانش کے تاثرات آپ کی اس کاوش کو بخوبی انداز میں داد دیتے ہیں اور یقینا آپ لائق صد تحسین ہیں وگرنہ اس نفسا نفسی کے عالم میں ہر کوئی اپنی ذات تک محدود ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔تنقیدی خطوط نظر سے گزرے،جناب منظر عارضی صاحب نے نذر صابری مرحوم کے نعتیہ کلام اور "معراج نامہ" پر مدلل انداز میں تنقید کی لیکن اس بات کا شدید صدمہ ہے کہ کاش نذر صابری صاحب بنفس نفیس موجود ہوتے تو شرح فرما کر وضاحت کر دیتے۔البتہ امید ہے موجودہ سینئر شعرا و ادبا حضرات اس سمت میں توجہ فرمائیں گے۔سید حسین الحسین گیلانی صاحب کے تنقیدی خط نے بھی بڑا حیران کیا۔موصوف نے بغیر کسی دلیل کے یہ بات ہ ڈالی کہ" فروغ نعت کا اجرا اوحد رضوی صاحب کی قربانیوں کو خاک میں ملانے کے لیئے کیا گیا ہے" حالانکہ مجھے تو گزشتہ ۴ شماروں میں فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت ہی پڑھنے کو ملی ہے۔اگر موصوف کی جانب سے کوئی دلیل پیش کی جاتی تو شاید تسلیم کر لیا جاتا۔بہر کیف میں تو اتنا ہی کہوں گا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مدح سرائی کا منصب صرف اور صرف خدا کی دین ہے اور ثنا خوان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق کائنات کے منتخب کردہ بندے ہوتے ہیں۔ہمیں تو خوشی ہونی چاہیے کہ اٹک کی سرزمین سے ایک ایسے جریدے کا اجراء ہوا ہے جس میں جا بجا میرے اور آپ کے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثنا گوئی نظر آتی ہے۔خداوند کریم سمجھ عطا فرمائے اور ہمارے قلوب واذہان کو شکوک وشبہات اور بغض وعناد سے پاک فرمائے۔

محمد شفیق اعوان۔شمس آباد، اٹک

سلام مسنون۔۔۔۔فروغ نعت شمارہ نمبر ۴ کا مطالعہ کیا دل کو سکون ملا۔خوشی مسرت سے دل باغ

باغ ہو گیا کہ آپ استقامت دکھاتے ہوئے شمارہ نمبر ۴ منظر عام پر لائے جس سے محبت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں اضافہ ہوا۔ تمام نعتیں گویا کہ میرے دل کی آوازیں مجھے تو بہت پسند آئی ہیں مضامین کا سلسلہ بھی بہت اچھا ہے۔ تحقیقی اور تنقیدی مضامین آئندہ بھی تسلسل سے شائع ہونا چاہیئے۔ نذر صابری کے نغمہ ءحور پر تنقیدی مضمون پڑھا کاش صابری صاحب مرحوم آج ہم میں موجود ہوتے تو اس کی وضاحت کرتے۔ خطوط میں سید حسین الحسن گیلانی کا خط پڑھ کے مکتوب نگار کی لاعلمی کا علم ہوا معلوم نہیں انہوں نے فروغ نعت کو کیوں مورد الزام ٹھہرایا ہے میں نے تو پچھلے تینوں شمارے دیکھے ہیں ان میں تو واحد رضوی کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ میری تو یہ رائے ہے کہ فروغ نعت ایسے خطوط کو شائع ہی نہ کرے۔

حکیم خان، کامل پور موسی

فروغ نعت کا شمارہ نمبر ۴ نظر نواز ہوا ہے نعتوں اور مضامین کا ایک خوبصورت انتخاب دیکھ کر جی خوش ہو گیا۔ شوکت محمود شوکت کا گوشہ بھی قابل ستائش ہے آپ کا ہر ہر شعر عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آئینہ دار ہے خطوط کا بڑھتا ہوا سلسلہ فروغ نعت کی مقبولیت کی دلیل ہے آخر میں سید حسین الحسن گیلانی کا خط پڑھ کر دل کو رنج ہوا، نجانے موصوف نے کیا سوچ کر بغیر کسی دلیل کے فروغ نعت اور شاکر صاحب کے متعلق غلط بیانی کی ہے۔ شاکر سے میری شناسائی آج سے تقریباً ۲۱ برس قبل ہوئی تھی اور یہ ملاقات دوستی کے مقدس رشتہ میں تبدیل ہو گئی اور تا حال قائم ہے۔ شاکر صاحب کو میں نے زندگی کے ہر قدم ہر موڑ پر زندہ ضمیر، با کردار اور محبت کرنے والا شخص پایا ہے۔ فروغ نعت تو فقط نعت کے فروغ کے لیئے شروع سے سرگرم عمل ہے ہماری نظر سے تو پہلے شمارے سے لے کر چوتھے ۴ شمارے تک کوئی ایسا مضمون، خط، مقالہ نہیں گزرا جس میں واحد رضوی صاحب کی نعت نگاری پر کوئی تنقید کی گئی ہو۔ نہ جانے کیوں مکتوب نگار کو یہ گمان گزرا کہ" فروغ نعت کا اجرا واحد رضوی صاحب کی نعتیہ خدمات کو مٹی میں ملانے کے لیے کیا گیا ہے" خدا انہیں خوش رکھے آمین۔ میں تو حق بات کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ فروغ نعت سے متعلق ایک منظوم خراج ارسال خدمت ہے:

فروغ نعت نے بخشی ہے آپؐ کی چاہت فروغ نعت سے دل کو عطا سرور ہوا
فروغ نعت نے فکر رسا کو وسعت دی فروغ نعت سے روشن مرا شعور ہوا
دیا جلایا ہے ہم نے یہ روشنی کے لیے
فروغ نعت ضروری ہے رہبری ہے لیے

فروغ نعت ہے سیرتؐ کا آئینہ   خیال و فر کے سب زاویے بلنے لگے
فروغ نعت سے باغ سخن میں آئی بہار   فروغ نعت سے نعتوں کے پھول کھلنے لگے

دیا جلایا ہے ہم نے یہ روشنی کے لیے
فروغ نعت نعت ضروری ہے رہبری کے لیے

فروغ نعت محبت کا ترجمان ہی نہیں   فروغ نعت مٹاتا ہے دل سے رنج و رسن
فروغ نعت مخالف ہے کہنہ رسموں کا   فروغ نعت سکھاتا ہے مصطفی کا چلن

دیا جالایا ہے ہم نے یہ روشنی کے لیے
فروغ نعت ضروری ہے رہبری کے لیے

دلوں سے زنگ و کدورت اتر گیا ایسے   تمام مردہ ضمیروں نے زندگی پائی
دلوں میں حب نبیؐ کے چراغ جلنے لگے   نگاہ عالم فردانے روشنی پائی

دیا جلایا ہے ہم نے یہ روشنی کے لیے
فروغ نعت ضروری ہے رہبری کے لیے

خلوص و پیار محبت کا ترجماں شاکر   ہر ایک دل میں بڑا احترام رکھتا ہے
کئی زبانوں پہ حاصل ہے دسترس اس کو   نگاہ اہل ہنر میں مقام رکھتا ہے

دیا جلایا ہے ہم نے یہ روشنی کے لیے
فروغ نعت ضروری ہے رہبری کے لیے

فروغ نعت پہ جس نے بھی اعتراض کیا   وہ ہو گیا اپنے چلن سے ضرور شرمندہ
دیا ہے تو نے جگر کا لہو اسے شاکر   چراغ نعت رہے گا ہمیشہ تابندہ

دیا جلایا ہے ہم نے یہ روشنی کے لیے
فروغ نعت ضروری ہے رہبری کے لیے

سید نصرت بخاری، استاد شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج حضرو

السلام علیکم! فروغ نعت کے تمام شمارے آپ کے ذوق جمال کے عکاس ہیں؛ سرورق سے آپ کے حسنِ انتخاب کا آغاز ہوتا ہے۔مان گئے کہ آپ کام کرنا جانتے ہیں۔فروغ نعت میں نعتیہ ادب سے وابستہ ثقہ مشاہیر کی جلوہ آرائی فروغ نعت کے معیار کی دلیل ہے۔شمارنمبر ۴ میں خورشید

رضوی، احسان اکبر، ارشد محمود ناشاد، حکیم خان حکیم، شاہدہ سرور اور صوفیہ احمد کی نعتیں پسند آئیں (سجاد خالد کی نعت کا ایک شعر: ''غرورِ ذات کے صدیوں سے تراشیدہ صنم/کھڑے ہیں روک کے کیسے رہِ دیارِ حبیب''؛ بحر سے بغاوت کرگیا)۔ اردو ادب میں غزل، نظم، افسانہ، ناول وغیرہ پر بہت کچھ لکھا گیا لیکن مضامین نعت کے حوالے سے اردو ادب ثروت مند نہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس کمی کو محسوس بھی نہیں کیا جاتا۔ سچ تو یہ ہے کہ نعتیہ مضامین کی طرف کوئی آتا ہی نہیں؛ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ اس میں یاوہ گوئی کی گنجائش نہیں۔ فروغ نعت کے توسط سے آپ جو مضامین نعتیہ ادب کو دے رہے ہیں، اس سے نعتیہ ادب یقیناً ثروت مند ہوگا۔ منظر عارفی صاحب نے فروغ نعت کی نعتوں کا سرسری مطالعہ کیا، نتائج اخذ کیے اور جارحانہ انداز میں تبصرہ کیا۔ اشعار کے باطنی مفہوم تک ان کی رسائی نہ ہوسکی؛ وہ شعروں کو اپنی فہم کے مطابق معانی پہنا کر رد کرتے چلے گئے۔ انھوں نے ''آسماں کی کمر میں خم رکھا'' پر یہ اعتراض کیا کہ یہ خلاف واقعہ بات ہے؛ آسماں کی کمر میں کوئی خم نہیں۔ لیکن اگلے ہی شعر میں ان کا تنقیدی معیار تبدیل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

یہ آسمان جو اونچا دکھائی دیتا ہے ۔۔۔ در رسول پر جھکتا دکھائی دیتا ہے

اس شعر کے بارے ان کی رائے دیکھیے: ''اس شعر میں بات نہ صرف خوبصورتی سے نبھائی گئی ہے بلکہ۔۔۔اعتراض کا بھی کوئی دروازہ نہیں کھلتا''۔ میرا عارفی صاحب سے یہ سوال ہے کہ کیا یہ شعر مشاہدے کے حوالے سے خلاف واقعہ نہیں؟ ندر صابری مرحوم کی نظم کی ہیت میں لکھی گئی نعت ''نغمہ حور بہ معراجِ حضور'' (جس کو اردو ادب کی بہترین نعتوں میں شمار کیا جانا چاہیے) کے پہلے ہی شعر (مرکز کا سوئے قوس سفر کیسا لگے گا: دریا کا سوئے قوس سفر کیسا لگے گا) کو قابل گرفت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں ''اس شعر میں ''مرکز'' رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ کو لکھا گیا ہے جبکہ ''قوس'' اللہ تعالیٰ کی ذات کو کہا گیا ہے۔۔۔ دوسرے مصرعے میں ''دریا'' رسول اکرم ﷺ کی ذات پاک کی علامت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ''تشنہ'' یعنی پیاسا سے تعبیر کیا گیا۔۔۔اب اس شعر کا مطلب کچھ یوں بنتا ہے: پہلے مصرعے میں: رسول اکرم ﷺ (یعنی مرکز) کا سوئے قوس (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف) سفر کیسا لگے گا۔

دوسرے مصرعے میں: رسول اکرم ﷺ (یعنی دریا) کا سفر سوئے تشنہ (یعنی دیدارِ رسول کے پیسے پروردگار عزوجل) کی طرف گزر کیسا لگے گا۔۔۔اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی شان میں دو گستاخیاں ثابت ہوتی ہیں۔ اول: اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو قوس کہا گیا۔ دوم: اللہ تعالیٰ کو

پیاسا(محبوب رسول کے دیدار ہی کا سہی) کہا گیا"۔

منظر صاحب! پوری نعت تو پڑھ لیتے ؛یہ نغمہ حور ہے ؛وفور شوق سے حور کہہ رہی ہے کہ: فطرت کا اصول ہے کہ مرکز کی جگہ تبدیل نہیں ہوتی اور قوس حرکت کرتی ہے اور دریا پیاسے کا پاس نہیں جاتا بلکہ پیاسا دریا کی طرف آتا ہے؛یعنی معشوق عاشق کے گھر نہیں جاتا بلکہ عاشق معشوق کے گھر کا طواف کرتا ہے لیکن میں (قوس کی جیسی جس کا مرکز حضور ہیں اور دیدار رسول کی پیاسی) کتنی خوش نصیب ہوں کہ فطرت کے مسلمہ اصول تبدیل ہو رہے ہیں اور میرے معشوق حضور جنت کی سیر کرنے کے لیے آرہے ہیں اور میں ان کا دیدار کروں گی۔اور جہاں تک حضرت جبریل کے سوچنے پر آپ کو اعتراض ہے تو اقبال کی نظموں جواب شکوہ ،لینن خدا کے حضور،جبریل و ابلیس،ابلیس کی عرض داشت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

اسی طرح کی من پسند تنقید اور تشریح فروغ نعت کے شمارہ (ا) ڈاکٹر عزیز احسن صاحب نے بھی کی تھی۔ان کا کہنا تھا:"ایک صاحب نے عشق کے بل بوتے پر صحابیت کا درجہ تقسیم کرنا شروع کر دیا:

جس نے دل و جگر کو نچھاور کیا بقا ہاں ہاں بلال و بوذر و سلمان ہو گیا

معلوم ہوا کہ یہ شعر تو درج ذیل شعر کی تمہید کے طور پر کہا گیا تھا۔اصل میں شاعر صاحب خود کو صحابیت کے درجے پر فائز دیکھ رہے تھے:

مری ہستی کو آئینہ بنا ڈالا محبت نے بلال و بوذر و سلمان ہوں اب اور کیا کہیے"

ڈاکٹر صاحب !اتنے خوب صورت اشعار کے ساتھ آپ نے کیسا تضحیک آمیز سلوک کیا:؛ان اشعار میں حضرت بلال،حضرت ابوذر اور حضرت سلمان کی خدمات کا اعتراف ہے اور ان کی قربانیوں کی تاریخ گواہ ہے۔دوسرے شعر میں یہ اعتراف ہے کہ میری حالت حضور سے محبت سے پہلے ایسی تھی جیسی اسلام قبول کرنے سے پہلے بلال،ابوذر اور سلمان کی تھی لیکن حضور کی تعلیمات سے جس طرح ان اصحاب کی زندگی میں انقلاب آیا تھا؛اسی طرح ان کی تعلیمات نے میری زندگی کا رخ بھی موڑ دیا۔شہزاد صاحب آپ تو محقق ہیں۔آپ تو جانتے ہوں گے کہ"کاتا اور لے دوڑی"کو تحقیق نہیں قبول کرتی۔

آخر میں میں تائید کرتا ہوں کہ ناقص لکھنے والوں کی تربیت بہت ضروری ہے لیکن یہ بھی عرض کروں گا کہ ناقدین نعت کے لیے،سیرت اور اسلامیات کا مطالعہ بہت ضروری ہے،اگر اسی طرح اپنی فکر کے مطابق معنی دے کر اچھے اشعار کا مذاق اڑایا جاتا رہا اور اچھی نعت لکھنے والوں کی تذلیل کی رہی تو پھر نعت کون لکھے گا؟

سجاد حسین سرمد ، اٹک شہر

فروغِ نعت کا چوتھا شمارہ آپ کے دستِ کرم سے طالب علم کو عطا ہوا تھا جو میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں ۔۔۔حضرت امام ابوحنیفہؒ کا فرمان ہے: 'ہر وہ شخص جس نے جہالت کے سبب سے وہ بات کہی جو مجھ میں نہیں تو وہ اس کے لیے روا ہے یعنی میں نے اسے معاف کیا اور جو کوئی اہلِ علم میں سے میرے بارے میں ایسی بات کہے جو مجھ میں نہیں تو وہ یقیناً سختی میں ہوگا۔" حدیث شریف شاہد ہے کہ ہر ذی نعمت حسد کیا جاتا ہے۔تاریخ عالم ایسے پاکانِ اُمت کے تذکروں سے لبریز ہے جن سے بغض وعناد روا رکھا گیا۔ پھر آپ جیسی شخصیت ہو اور اس کے حاسدین نہ ہوں! یہ کیسے ممکن ہے۔مخالفت، طعن و تشنیع، الزام تراشی کا جواب حسنِ سلوک سے دینا بھی تو جواں مردی کا کام ہے! فروغِ نعت، کے چاروں شماروں میں ایک بات مشترک نظر آئی کہ مخصوص اور چنیدہ ادباء کو رسالے میں لکھنے کے لیے متعین کر دیا گیا ہے۔ مقالات اور تبصروں کی طوالت کے باعث بہت کم لوگ شامل اشاعت ہیں۔ضلع اٹک کے نعت گو شعراء کم اور دوسرے علاقوں کے شعراء زیادہ شامل ہیں۔نعتوں کی تعداد بھی کم ہے۔اگر مقالوں، تبصروں اور مضامین کو قسط وار شائع کیا جائے تو قدرے بہتر ہے۔ضلع اٹک کے نعت گو شعراء کی نعتیں ہر شمارے میں خصوصیت سے شائع کی جائیں تو نعت سے نسبت رکھنے والے، اِس علاقے کی قادر الکلامی، علم دوستی اور محبتِ رسولؐ سے "آشنا" ہو سکیں۔کمپوزنگ اور پروف خوانی کے لیے علیحدہ علیحدہ اشخاص کو متعین کیا جائے تا کہ اغلاط کا تدارک ممکن ہو سکے۔ اِس نسبت یہ طالب علم خدمات پیش کرنے کے لیے حاضر ہے۔

گنجِ شوکت بہت پسند آیا۔شوکت صاحب کی نعتوں نے روحانی سکون عطا کیا۔ پروفیسر جمیل حیات صاحب فرماتے ہیں" ضلع اٹک سے تعلق رکھنے والے معروف نعت گو شعراء میں حضرت نذر صابری، سید شاکر القادری، ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کے ساتھ ساتھ شوکت محمود شوکت کا نام بھی شامل ہے۔"میں موصوف کے اِس موقف میں تھوڑی سی ترمیم کروں گا کہ اِن صاحبان کے علاوہ اٹک میں کئی نعت گو شعراء ایسے ہیں جن کے نعتیہ مجموعے بھی منظر عام پر آچکے ہیں غلام ربانی فروغ اور سعادت حسن آس اِس کی روشن مثالیں ہیں۔ریحان الحسن گیلانی کی طرزِ نگارش کے کیا کہنے۔اُن کے اندر مستقبل کا نابغۂ روزگار ادیب چھپا بیٹھا ہے"اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"

اللہ تعالیٰ آپ کو اِس مقصدِ عظیم میں کامیاب فرمائے۔آمین۔

حنا شہزادی، لاہور

سہ ماہی فروغِ نعت کا تیسرا شمارہ برادم انعام الحق صاحب کی وساطت سے موصول ہوا۔نعتیہ

ادب کے سلسلے میں اس بہترین کاوش کو دیکھ کر انتہا مسرت ہوئی، بایں ہمہ نذر صابری صاحب کی رحلت کے متعلق پڑھ کر دل غمگین بھی ہوا۔ بلا شبہ وہ ایک عالم بے بدل ہونے کے ساتھ ساتھ راہِ سلوک و تصوف کے اسرار و رموز سے واقف بھی تھے۔ ان کا نعتیہ کلام پڑھنے کے بعد عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرور اور اشک ریز کیفیات سے آگاہی ہوئی۔ بلا شبہ وہ عشق و مستی کے سالار تھے۔ ان کے سینے میں عشق محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سلگتی ہوئی چنگاری تھی جس نے انہیں عمر بھر حضور سرورِ کونین ﷺ کی مدح سرائی میں مصروف رکھا۔ مدیر مجلہ کی تحریر ''رنگ نور اور خوشبو کا سفر'' عجیب کیفیات کی حامل تھی۔ دوران مطالعہ اپنے آپ کو رنگ و نور اور خوشبو کا ہم سفر پایا، پروفیسر ڈاکٹر سعد اللہ خان کلیم مرحوم، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، عظیم بھٹی اور توقیر احمد ملک کی تحریروں سے نذر صابری کی ہمہ جہت شخصیت کی معرفت میں مدد ملی۔ بلا شبہ گوشہ نذر صابری کے حوالے سے سید شاکر القادری صاحب کی یہ کاوش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے نعتیہ ادب سے تعلق رکھنے والے ایسی ناپید شخصیات کو فروغ نعت مجلے کے ذریعے متعارف کروانے کا سلسلہ آغاز کیا۔ انتقاد و تاثرات کا سلسلہ بھی بے حد مفید ہے اور نعت گو شعراء کی تربیت کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے لیکن یہ تنقید بعض اوقات حوصلہ شکنی کا باعث بھی بنتی ہے۔ اس شمارے میں جناب منظر عارفی تیشۂ تنقید ہاتھ میں لیے ہوئے نظر آئے اور انہوں نے صرف آسمان میں خم تلاش کرنے کے لیے پورا قرآن حکیم چھان مارا، اور جن جن آیات کو وہ اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے رہے افسوس ہے کہ وہ ان آیات کا مقصد و مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے۔ اسی طرح انہوں نے اشعار کا جس طرح سے جائزہ لیا اس سے کم از کم یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ نعت کے معاملہ میں سیدھے سادھے اشعار کہنے کے قائل ہیں شعری بدائع اور صنائع کے بغیر جو کہ فن شعر کا لازمہ ہیں۔ ان لوازمات کے بغیر شعر کیا ہوگا۔ یہ تو گویا سیدھی سادی منجی پیڑی ٹھوکنے والے بات ہوگی۔ اگر اس قسم کی ناجائز اور نامناسب قدغنیں عاید کی جاتی رہیں تو پھر نعت گوئی کی طرف کون مائل ہوگا۔ میری دعا ہے کہ خداوندِ قدوس آپ کو اس محنت اور رسالت مآب ﷺ سے بے پناہ محبت کا اجر کثیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اطلاع:

فروغ نعت کے زیر اہتمام نعت گو شعراء کا تذکرہ/ ڈائریکٹری مرتب کی جا رہی ہے نعت گو شعراء درج ذیل کوائف نامہ کے ساتھ اپنی دو نعتیں بطور نمونۂ کلام ارسال فرمائیں۔ تصویر بھی شامل کی جا سکتی ہے۔

کوائف نامہ

نام:۔ . . . . ولدیت: . . . .

قلمی نام: . . . . تخلص: . . . .

تاریخ پیدائش: . . . . مقام پیدائش: . . . .

مرحوم شاعر کے کوائف نامہ کی صورت میں تاریخ وفات اور مقام تدفین بھی لکھیں

قومی شناختی کارڈ نمبر: . . . .

تعلیم: . . . . پیشہ/ ملازمت: . . . .

خاندانی پس منظر: . . . .

. . . .

اصناف سخن جن میں طبع آزمائی کرتے ہیں: . . . .

اساتذہ فن: . . . .

علمی ادبی تنظیموں سے وابستگی: . . . .

. . . .

ایوارڈ/ اعزازات: . . . .

. . . .

مطبوعات: . . . .

غیر مطبوعہ: . . . .

دیگر تفصیلات اگر کوئی ہوں: . . . .

. . . .